وهذا صراط ربك مستقيما

كتاب العقايد

از تصنيفات

حضرت سيد السادات قدوة السالكين زبدة الواصلين مخدوم

سيد اكبر حسينی المعروف به سيد بڑے قدس الله سره العزيز

خلف الصدق و فرزند اكبر

حضرت سلطان العرفاء الكاملين امام الاولياء الواصلين مخدوم

سيد صدر الدين ابو الفتح محمد حسينی گيسو دراز خواجه بنده نواز

رحمة الله عليه

بتصحيح واهتمام

مولوی حافظ سيد عطا حسين صاحب ام اے سی ای

ناظم وظيفه ياب سررشتهٔ تعميرات سركار عالی

در معين پريس واقع بازار عيسے مياں حيدرآباد دكن طبع شد

و بسلسلهٔ بركات عهد عثمانی ادامه الله تبارك و تعالے

از كتب خانهٔ روضتين گلبرگه شريف شايع شد

جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ الحمد للّٰہ الواحد الاحد الغفور الغفار والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمدٍ الرؤف الرحیم الکریم المختار وعلیٰ آلہ الطیبین الاطہار واصحابہ البررۃ الاخیار صلوٰۃً وسلاماً کثیراً متواتراً مادام اللیل والنہار۔

٢ حضرت سلطان الاولیا سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند اکبر حضرت سید السادات سید محمد اکبر حسینی علیہ الرحمۃ کی کثیر المنفعت کتاب تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ ربیع الاول ١٣٦٥ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اب اونکی یہ دوسری تصنیف جو کتاب العقائد کے نام سے موسوم کی گئی ہے کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف کی جانب سے طبع کرائی گئی اور شائع کیجاتی ہے۔ ہمارے عزیز اور نہایت محترم کرمفرما نواب حبیب محمد صاحب صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف دام اقبالہم کو حق سبحانہ وتعالیٰ اجر عظیم مرحمت فرمائے کہ اونکی خاص توجہ فرمائی کے باعث رقم فراہم ہوگئی اور یہ کتاب مستطاب طبع ہو سکی اور میرے خاص عنایت فرما مولانا حافظ قادری محمد حامد صدیقی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پروفیسر دینیات گلبرگہ کالج و مہتمم اعزازی مدرسہ و کتب خانہ روضتین کے عمر اور علم و فضل کو خدائے ذوالجلال وسیع تر فرمائے کہ انہوں نے اس بارہ میں نہایت گہری دلچسپی لی۔

٣ تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ کے مقدمہ میں ہم نے حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ مصنف کتاب مذکور کے سوانح حیات کو جسقدر کہ صحیح صحیح مل سکے لکھدیا ہے اور انکی تصانیف کا ذکر بھی صراحت سے کر دیا ہے اسلئے اب مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے عقائد اہل سنت میں ایک رسالہ خود تصنیف کرنا چاہا تھا مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ اونکے فرزند اکبر نے عقائد میں ایک رسالہ لکھنا شروع کر دیا ہے تو خود اپنے ارادہ کو ترک فرما دیا اور فرمایا کہ محمد اکبر حسینی کی کتاب کافی ہوگی۔ چنانچہ جب یہ کتاب تکمیل کے بعد حضرت بندہ نواز کے نظر مبارک میں پیش کیگئی شرف قبول سے ممتاز ہوئی۔ یہ کتاب سوال و جواب کے طرز پر لکھی گئی ہے اور عقائد اہل سنت میں بے مثل کتاب ہے۔ تمام ضروری مسائل

میں مندرج ہیں اور نہایت صاف صاف اور عام فہم عبارت میں لکھے گئے ہیں۔ بہ استثنائے دو تین مسائل کے ساری کتاب میں فلسفہ اور علم کلام کے دقیق مباحث سے احتراز کیا گیا ہے۔ دوسرے مذاہب کے عقاید سے بھی بہت کم بحث کی گئی ہے البتہ اوس زمانہ میں چونکہ علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف ہندستان اور ماوراءالنہر میں بہت متداول تھی اور علما کی جماعت میں معتزلیوں کے عقاید کے مسایل معرض بحث میں رہا کرتے تھے اسلئے حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں جابجا اون کے عقاید باطلہ سے بحث کی ہے اور اونکی غلطیاں کتاب و سنت سے ثابت فرمائی ہیں۔ ایک بات اور بھی ہے جو یہاں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ عقاید اہل سنت میں تقریباً جملہ مستند کتابیں (مثلاً عقاید نسفی۔ عقاید عضدیہ۔ شرح مواقف۔ شرح مقاصد وغیرہم) چونکہ علماء متکلمین کی لکھی ہوئی ہیں اس لئے ان میں مسائل تصوف و سلوک سے کوئی بحث نہیں کی گئی ہے۔ کتاب العقاید کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں حضرت مصنف نے پیری مریدی اور طرق وصول الی اللہ سے سیر حاصل بحث کی ہے اور نہایت پاکیزہ اور محققانہ طور پر مسائل کی وضاحت فرمائی ہے۔

۴۔ متقدم اکابر مصنفین کے طریقہ پر حضرت سید اکبر حسینی قدس سرہ نے اس کتاب میں از ابتداء تا انتہا نہ اپنا نام کہیں لکھا ہے اور نہ کتاب کا اور تذکرہ نویسوں نے بھی اسکا کوئی نام نہیں لکھا بلکہ جہاں اونکی تصانیف کی تفصیل لکھی ہے اس کتاب کے متعلق صرف "کتاب اور عقاید" لکھنے پر اکتفا کیا ہے کتاب کا کوئی نام تو ضرور ہونا چاہئے اور مصنف علیہ الرحمہ کا تجویز کردہ نام مجھے کسی ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکا اسلئے اسکا نام کتاب العقاید تجویز کیا گیا اور کتاب پر یہی نام طبع کرایا گیا۔ مکرمی محترمی جناب نواب حبیب محمد صاحب اور جناب مکرم مولانا محمد حامد صدیقی صاحب نے اس نام کو پسند فرمایا۔

۵۔ حضرت مصنف قدس سرہ نے کتاب العقاید کو تحریر کرتے وقت جن جن کتابوں کو پیش نظر رکھکر اون سے استفادہ کیا اور اون کے نام اس کتاب میں درج کئے ہیں اونکی تفصیل ناظرین کرام کیلئے دلچسپی کا ضرور باعث ہوگی:۔ (۱) تفسیر لطائف قشیری (۲) تفسیر کبیر امام رازی (۳) تفسیر کشاف علامہ زمخشری

(۴) تفسیر معالم التنزیل (۵) بخاری شریف (۶) مصابیح (۷) مفاتیح شرح مصابیح (۸) نوادر الاصول (۹) عقاید حافظیہ (۱۰) اعتماد شرح عقیدہ امام حافظ الدین (۱۱) تمہید ابو اللیث سمرقندی (۱۲) تمہید ابو شکور سالمی (۱۳) شرح عقاید نسفی علامہ تفتازانی (۱۴) شرح مقاصد علامہ تفتازانی (۱۵) شرح مواقف علامہ سید شریف جرجانی (۱۶) صحایف در عقاید از علامہ سید شمس الدین (۱۷) ترجمہ بزدوی (۱۸) کشف بزدوی (۱۹) سراجی (۲۰) فقہ اکبر امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ (۲۱) رسالہ امام ابو الفضل کرمانی (۲۲) تاج الاسامی (۲۳) شرح آثار نیرین (۲۴) درالبحور (۲۵) تجنیس (۲۶) مزید (۲۷) فتاوی ظہیریہ (۲۸) فتاوی برہانی (۲۹) عمدۃ الابرار (۳۰) قوت القلوب (۳۱) تعرف (۳۲) رسالہ قشیریہ (۳۳) عوارف المعارف (۳۴) علم الہدی (۳۵) کشف المحجوب (۳۶) احیاء العلوم (۳۷) نہایت الافہام فی علم الکلام (۳۸) محصل رازی (۳۹) کفایہ شعبی (۴۰) شرح حسامی (۴۱) مفتاح المسائل۔

۶ – یہ سب کتابیں اس وقت شمالی اور جنوبی ہند میں موجود تھیں اور اس زمانہ کے علما کے پیش نظر رہا کرتی تھیں اور حضرت مصنف علامہ علیہ الرحمہ نے کتاب العقاید کو تحریر کرتے وقت ان سب کو پیش نظر رکھا تھا۔ ان میں متعدد کتابیں فی زماننا نادر الوجود بلکہ مفقود ہیں اور اس زمانہ کے علما ان سے بے خبر ہیں۔ **کتاب العقاید** گلبرگہ شریف میں سنہ ۸۰۴ھ اور سنہ ۸۱۰ھ کے درمیان تصنیف کی گئی۔ شرح عقاید نسفی کو علامہ تفتازانی نے خوارزم میں شعبان ۷۶۸ھ میں اور شرح مقاصد کو سمرقند میں ۷۸۴ھ میں تصنیف کیا اور شرح مواقف قریب قریب اسی زمانہ میں شیراز میں تصنیف ہوئی۔ اس زمانہ میں علم کی فراوانی، طالب علم کے شدت شوق اور شغف کو دیکھئے کہ تصنیف کئے جانے کے معدودے چند ہی سال بعد یہ کتابیں خوارزم اور سمرقند اور شیراز سے نہ صرف شمالی ہند بلکہ جنوب میں گلبرگہ شریف تک پہنچ گئی ہیں اور ملک کے علما ان سے خود مستفید ہو رہے تھے اور طالبان علم کو مستفید کر رہے تھے اور کتاب العقاید کو لکھتے وقت حضرت سید محمد محمد اکبر حسینی نے ان سب کو پیش نظر رکھا تھا۔

۷ – کتاب العقاید کا ایک قلمی نسخہ مرقومہ سنہ ۹۰۰ھ میرے پاس موجود تھا۔ ایک جدید الخط نسخہ کتب خانہ روضتین سے میرے پاس آیا اور ایک جدید الخط نسخہ مجھے میرے ایک عنایت فرما آغا حیدر علی صاحب

طالتھا ان تینوں کے باہم مقابلہ سے جتقدر ممکن ہوا تصحیح کیگئی اور ۹۰۸ھ کے لکھے ہوئے نسخہ سے جہاں جہاں اختلاف تھا حاشیہ پر لکھدیا گیا۔

۸ - کتاب العقاید کی طباعت میں جو دقتیں اور دشواریاں مجھے پیش آئیں اس سے پہلے کبھی پیش نہیں آئی تھیں - حیدر آباد میں بے شمار اخبارات اور رسائل جاری ہوگئے ہیں اور بیرون مملکت حیدر آباد میں طباعت کی دقتوں کے باعث وہاں کے بہت سے رسالے اور کتابیں چھپنے کے لئے حیدر آباد آتی رہتی ہیں اور یہ سب چونکہ اردو زبان میں ہوتی ہیں اسلئے کاتبوں کو کاپی نویسی بہت آسان ہوتی ہے چنانچہ کاتب کاپی نویس اور مطابع ستکے سب نہایت فارغ البال اور بے فکر ہوگئے ہیں اس کتاب کی طباعت کا کام ایسے وقت میں شروع کرنا پڑا جب حیدر آباد میں اس قسم کی کتاب کا طبع کرانا تقریباً محال ہوچکا تھا - سب سے پہلے شدید دشواری کاغذ کے ملنے میں ہوئی - جس قسم کے کاغذ پر حضرت بندہ نواز کی کتابیں طبع ہوتی آئی ہیں ویسا اور اوس تقطیع کا کاغذ حیدر آباد میں کہیں نہیں مل سکا۔ بڑی جستجو اور تلاش کے بعد وہ کاغذ ملا جس پر یہ کتاب چھاپی گئی اور اتفاقاً وہ بھی صرف بقدر ضرورت - اوس کے بعد کاتب اور مطبع کے ملنے میں دشواری پیش آئی ہر کاتب اور ہر مطبع نے اس کام سے انکار کیا۔ آخری بڑی مشکل سے ایک کاتب ملے جنہوں نے کتابت نہ صرف خراب قسم کی کی بلکہ پانچ جز کی کتابت کرکے کام کو بند کردیا - کاپی نویسی کی اجرت حال میں بہ نسبت سابق کے چالیس بلکہ پچاس فیصدی اور طباعت کی اجرت پچیس فیصدی بڑھ گئی ہے اور کام کا معیار بہت گھٹ گیا ہے جیساکہ اس کتاب کی کتابت اور طباعت سے ناظرین اندازہ کرسکینگے - کامل طور پر تصحیح کرلے سے بھی پہلو تہی کیگئی اور ایک طویل غلطنامہ شریک کرنیکی ضرورت پیش آئی - -

۹ - میں اپنے قدیم دوست سید جلال ید اللہی سلمہم اللہ تعالیٰ کا نہایت ممنون اور شکرگذار ہوں - کاغذ کی فراہمی کاتب کی تلاش اور مطبع کی جستجو میں اونہیں نہایت محنت اور بہت تگ ودو سے کام لینا پڑا جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۶ھ

فقیر المذنب خاکسار

سید عطا حسین

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا

کتابُ العقاید

از تصانیف

حضرت سیّد السّادات قدوۃ السّالکین زبدۃ الواصلین مخدوم

سیّد اکبر حسینی المعروف بہ سیّد بڑے

قدس اللہ سرہٗ العزیز

خلف الصدق فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم

سیّد محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و ثناے بعید و مر خداوندے را کہ موصوف است بصفات کمال و منزہ است از عیب حدوث و نقصان و زوال و درود مطہر بر روضہ معطر سرور انبیاء و مہتر اصفیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ منعوت است باحسن اخلاق و اکرم افعال و بر یاران او کہ بہترین یاران اند و بر آل او کہ بہتر است از ہمہ آل۔ معظم

اما بعد این کتابے است مشتمل بر چہار فصل۔ فصل اول در شناختن ذات باری تعالیٰ و آنچہ او را ازان تنزیہ باید کرد۔ فصل دوم در صفات باری تعالیٰ۔ فصل سوم در اسماے باری تعالیٰ کہ چہ صواب است و چہ خطا۔ فصل چہارم در تحقیق حقیقت ایمان و احوال آخرت۔ و این کتاب بر سوال و جواب بنا کردہ شد تا بر ترتیب خوب پدید آید و فہم او بر عوام آسان باشد و اللہ الموفق بالاتمام

فصل اول

در بیان شناختن ذات باری تعالیٰ و آنچہ او را ازان تنزیہ باید کرد

۱ سوال۔ اگر ترا پرسند کہ خداے تو کیست؟ جواب۔ بگو خداے من خداے ہمہ موجودات است و موصوف است بصفات کمال و منزہ از عیب حدوث و زوال

۲ سوال۔ اگر ترا پرسند خداے تو چیست؟ جواب۔ بگو چیزے است کہ بدو چیزے نماند

وا ز بہ چیزے نماند هُوَ شَيْءٌ لَا كَالْأَشْيَاءِ وَلَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

سوال ۳۔ اگر ترا پرسند کہ خدائے تو کجا باز است؟ **جواب**۔ بگو سوال از زمان باشد و زمان نہ بود کہ خدائے نہ بود و زمان آفریدۂ خدا است و خدائے من قدیم است یعنی وجود او را آغازے نیست و انتہائے نیست ہمیشہ بود و ہمیشہ باشد و ہمیشہ ہست

سوال ۴۔ اگر ترا پرسند خدائے تو کجا است؟ **جواب**۔ بگو سوال از جا است و جا آفریدۂ خدا است جائے نہ بود کہ خدائے من نہ بود و ہیچ جائے نیست کہ خدائے من آنجا نیست۔ بہ علم و قدرت نہ بہ تمکن و صحبت۔

سوال ۵۔ اگر ترا پرسند با خدائے چیزی ہست؟ **جواب**۔ بگو خدائے ہمیشہ بود و چیزے با او نہ بود و خدائے ہمیشہ ہست و چیزے با او نیست و خدائے ہمیشہ ہست و چیزے با و نیست خدا ہمیشہ خواہد بود و چیزے با او نخواہد بود و او تعالیٰ با ہمہ ہست نہ بمقارنت و جدا از ہمہ ہست نہ بمغایرت و ہمین است معنی قولہ تعالیٰ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ و ہمین معنی دارد قولہ تعالیٰ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ و دیگر آیات کہ بریں معنی وارد است وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْأَرْضِ ای بالعلم والقدرۃ لا بالمصاحبۃ والمقارنۃ اگر او با چیزے نہ بودے آن چیز نہ بودے۔

سوال ۶۔ اگر ترا پرسند کہ خدائے چگونہ است **جواب**۔ بگو بےچون و بیچگون بےشبیہ و بےنمونہ او را چگونگی نیست و چگونگی او در بیان کسے نیاید و در طاقت مردم نہ باشد

سوال ۷ اگر ترا پرسند حقیقت ذات خدائے تو چیست؟ **جواب**۔ بگو حقیقت ذات او جز او نداند و در طاقت بشر معرفت حقیقت ذات او نیست۔

سوال ۸۔ اگر ترا پرسند خدا در کدام جہت است **جواب**۔ بگو او منزہ است از ہمہ جہات او سمتے و جہتے ندارد و ہیچ سمتے و جہتے نیست کہ او در آن جہت و سمت نیست بہ علم و قدرت نہ بہ برابری و نہ بہ مقابلہ۔

۹ **سؤال۹** - اگر ترا پرسند چون او در جهتے نیست پس سجدہ کردن برائے او سوے خانہ کعبہ چیست **جواب** - بگو برائے تعظیم سمت خانہ کعبہ بندگان باالفرمود که به پرستند او را جانب کعبہ نہ آنکہ او در آن جہت و سمت است و مساجد را که بیت اللہ گویند ہم بمعنی تعظیم مساجد است نہ آنکہ بحقیقت مساجد خانہ خدا است تَعَالَی اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

۱۰ **سؤال۱۰** - اگر ترا پرسند خدائے را چہ صورت است **جواب** بگو خدای منزہ است از صورت ہمہ صورت ہا آفریدۂ خدا است قبول کردن صورت صفت مخلوقات است بعضے جاہلان از کرّامیہ خدائے را بصورت آدم می گویند۔

۱۱ **سؤال۱۱** - اگر ترا پرسند که در حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدہ است که خلق اٰدم علٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ چہ معنی دارد **جواب** - بگو این متشابہ است یعنی سرّے میان خدا و میان پیغامبر او در دنیا جز او کسے نداند و در آخرت بر ہمہ کشف خواہد شد علمائے متقدم گفتہ اند کہ عقیدہ کنیم آنچہ مراد اللہ است حق است و خدائے را صفتے است که عبارت از آن صورت نہ کنند و کیفیت آن مشتبہ اند و علمائے متاخرین تاویل کنند صورت را بہ صفت و رحمٰن را بہ رحمت یعنی آدم و آدمیان مخلوق اند بصفت رحمت یعنی رحمت و کرم بیشتر است در آدم و آدمیان از صفت قہر کہ انسان مظہر رحمت و لطف باری تعالیٰ است چنانکہ دیو مظہر قہر و غضب خدا است۔

۱۲ **سؤال۱۲** - اگر پرسند خدائے چہ رنگ دارد **جواب** - بگو او منزہ است و ہمہ رنگہا آفریدۂ اوست رنگے قبول کردن صفت مخلوقات است و متعالی از ہمہ صفات حدوث

۱۳ **سؤال۱۳** - اگر ترا پرسند چہ معنی است حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِیَّاکُمْ وَالْمُرْدَ فَاِنَّ فِیْهِمْ لَوْنًا كَلَوْنِ اللّٰهِ یعنی بپرہیزید از امردان کہ در ایشان رنگے است ہمچو لون اللہ **جواب** - بگو این نیز متشابہ است علمائے متاخرین تاویل کردہ اند کہ ازین لون اللہ مراد سرعت نفوذ ارادۂ اللہ است در عباد چنانکہ خدائے تعالیٰ خواست چیزے دیا نسبے از بندہ پیدا آرد بغیر آنکہ آن بندہ را شعورے شود خلق اختیاری ضروری تابع در وے گردانید فعل آن در وے بوجود آورد ہمچنان امارد در رنگ میزی

دال الامارد

دارند و مردمان را بسوے ہوائے خویش برند و تابع مراداتِ خویش گردانند اگرچہ مردمان از آن شعورے بود یا نہ بود۔

۱۴ **سوال**۔ اگر پرسند خدا را روے و چشم و دست و پا و کف و انگشت و قبضہ و آمدن و رفتن و نشستن و خواستن و بر رفتن بر چیزے و فرود آمدن از چیزے و خندہ و گریہ دارد یا نہ

جواب بگوید ندارد این ہمہ صفات مخلوقات است او منزہ است ازین ہمہ صفات مخلوقات کہ این دلیل بر ترکیب و انتقال و تحول دارد و او تعالیٰ متعالی است از ہمہ نقائص و عیوب۔

۱۵ **سوال**۔ اگر پرسند در قرآن آمدہ است یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتٰنِ و حدیث آمدہ است قَلْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بَیْنَ اُصْبُعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُ کَیْفَ یَشَاءُ و نیز در قرآن آمدہ است وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ و نیز در حدیث آمدہ است اَلصَّدَقَۃُ اَوَّلًا تَقَعُ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ و نیز در قرآن آمدہ است فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ و نیز در حدیث آمدہ است کہ اِنَّہٗ یَضَعُ قَدَمَیْہِ فِیْ جَھَنَّمَ فَیَتَرَدّٰی بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ[ف] و نیز در قرآن آمدہ است کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا و نیز در حدیث آمدہ است لَیَجْلِسُ الرَّبُّ عَلٰی کُرْسِیِّہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی تَلَرَّکَرَ الْکُرْسِیُّ مِنْ ضِیْقِہٖ و در حدیث دیگر آمدہ است یَنْزِلُ الرَّبُّ بَعْدَ نِصْفِ اللَّیْلِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ ھَلْ مِنْ دَاعٍ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ وَھَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ و نیز در حدیث آمدہ است ضَحِکَ الرَّبُّ حَتّٰی بَدَأَتْ نَوَاجِدُہٗ وَاِنَّہٗ لَیَضْحَکُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً **جواب** بگو

(حاشیہ: لیضحکن)

این و امثال این متشابہات است و علمائے متاخرین تاویل کردہ اند ید را بہ قدرت و بہ نعمت بر حسب مقام و قبضہ را بہ قدرت و اصبعین را بصفت قہر و رحمت و دادن صدقہ در کف رحمٰن را بقبول کردن آن صدقہ و وجہ را بہ ذات و عین را بحفظ و عصمت و وضع قدم را بہ خلق جدید و انداختن ایشان بہ دوزخ و آنچہ باقی ماندہ است پر شود و بعضے بہ کشتن

[ف] این لفظ در ہر سہ نسخہ مشکوک است ۱۲

لہب او وگرد آمدن فراخی او نا گرد آید وہم بد انچہ انداختہ اند قناعت کند و این تاویل
قریب تر است از اول و استویٰ بہ قہر و غلبہ وکذلک جلوس او بر کرسی باستیلا بقہر و غلبہ
وحکم ومجی او را آمدن امر رحمت وکذالک نزول و ضحک او بہ کمال خوشنودی او۔

١٦ سوال۔ اگر ترا پرسند خدائے را استاد و چپ و بالا و فرود و پیش و پس است یا نہ جواب
بگو نیست۔ زیرا کہ این ہمہ صفات حادثات وسمات عیوب ونقایص است او تعالیٰ منزہ
است ازین وامثال این۔

١٧ سوال۔ اگر ترا پرسند در قرآن آمدہ است وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ
وَ اَصْحَابُ الْيَمِيْنِ وَ اَصْحَابُ الشِّمَالِ جواب بگو این نیز متشابہ است وتاویل
یمین در آیت اول بہ قدرت و در آیت دوم برحمت وتاویل شمال بہ قہر کردہ اند۔

١٨ سوال۔ اگر ترا پرسند خدائے را جسم ہست یا نہ جواب بگو جسم مرکب باشد از دو جوہر
وزیادت از آن وترکیب دلیل حدوث است و او منزہ است از صفات حدوث۔

١٩ سوال۔ اگر ترا پرسند خدائے را جوہر توان گفت یا نہ جواب بگو اگر برین معنی یعنی کہ اصل
وجود مرکبات است نہ توان گفت کہ او تعالیٰ اصل وجود مرکبات نہ بود۔ واگر برین معنی کہ
کہ قائم بذات خود است در وجود خویش محتاج بدیگرے نہ از روئے معنی روا باشد اما از
روئے لفظ خطا باشد کہ شرع بدان وارد نیست۔

٢٠ سوال۔ اگر ترا پرسند خدائے را عرض توان گفت یا نہ جواب بگو نتوان گفت زیرا
عرض چیزے را گویند کہ او را بقا نباشد در دو زمان وخدائے ہمیشہ باقی است بذات خویش
لم یزل ولا یزال۔

٢١ سوال۔ اگر ترا پرسند باری تعالیٰ متالم بہ الم می شود و متلذذ بہ لذتے باشد یا نہ جواب
بگو نباشد در الم اتفاق است اما در لذت فلاسفہ می گویند لذات عقلیہ باشد نہ بدین معنی
کہ او بخلق کسے متلذذ می شود اما بدین معنی کہ کمال و نفس خویش تصور کند شادمان شود و چنین

جمال

نقصان تصور کند متالم شود اما اجماع امت معتقد بدین است که الم و لذت بر باری تعالی سنت
و تقدس راجع نیست و چون ایشان غائب را بر شاہد قیاس کرده اند و این که کسے کمالات
خود را تصور کند لابد از ان غافل شده باشد حاضر آرند متلذذ شوند او تعالی عالم
ہمه کلیات و جزئیات لم یزال و لایزال است غفلت و ذہولے را بسوئے او راه نیست
متلذذ شدن به ہیچ وجه بوے راه نیست و نیز متلذذ شدن به لذات دلالت بر حدوث
دارد و او منزه است از ہمه سمات حدوث تعالی و تقدس و کذلک نفی طعوم و روائح
به اجماع ثابت است که ذائق و واجد آن باری تعالی نیست و معتمد در این باب ہمین است
کذا فی محصل الرازی و بعضے گفته اند که این جمله نوعے از انفعالات است و او تعالی
منزه است از جمله انفعالات۔

سوال۔ اگر ترا پرسند خدائے را نصف و ربع و بعض و کل و جزء توان گفت یا نه **جواب** ۲۲
بگو نتوان گفت که این ہمه دلیل بر ترکیب و تقسیم کند و این ہمه دلیل حادث و زوال باشد
تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا

سوال۔ اگر ترا پرسند دلیل معرفت خدائے عزوجل چیست **جواب**۔ بگو عقل است۔ ۲۳

سوال۔ اگر ترا پرسند که عقل چیست؟ **جواب** بگو که عقل نورے است که خدائے ۲۴
عزوجل آفریده است در باطن انسان بدان نور تمییز کند دل مردم صواب را از خطا
و حق را از باطل

سوال۔ اگر ترا پرسند جایگاه او کجا است؟ **جواب** بگو بعضے علما گفته اند ۲۵ حکما
در سینه است اما قول شاه حکما سرور علما و عاقلان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اینست اند سینه
که دماغ است و اصح ہمین است

سوال۔ اگر ترا پرسند عقل حادث است و باری تعالی قدیم حادث دلیل به حادث کند ۲۶
به قدیم راه نتوان برد **جواب** بگو که آن قدیم این حادث را بتائید نور قدیم خویش

به خود راه نماید و شناسا گرداند این حادث آنگاه تواند که راه بدو برد اما بخود او را مجالے بدو نباشد ہم این جا گفته اند ما عرف الله غیر الله۔

۲۷ **سوال**۔ اگر تزا پرسند طریق معرفت عقل خدا ے را چیست؟ **جواب**۔ بگو استدلال است از اثر به موثر و از مصنوع به صانع شئے حادث تے متغیرے را دید که ثابت بیک حال نه و متغیر از حالے به حالے ساعۃً فساعۃً۔ اندیشید که او بخود نیست اگر به خود بودے متغیر نه بودے لابد او را محدثے و صانع باید و او باید که قدیم باشد متغیر نباشد والا دور یا تسلسل آید و آن محال است و او یکے باشد والا تمانع آید این مقدار قوت عقل در ہمه ہست آنکه نه کند مقصر باشد توحید ماخوذ بود ہم ازین جا گویند که شاہق جبل ماخوذ است بتوحید که عقل دلیل توحید است و ہمه کفار ماخوذ بایمان زیرا چه عقل باہمه است و ایشان مقصر اند در استدلال بالعقل و چون تحقیقت باز آئی خلق ہدایت در دل کافر نه شد خلق کفر شد و خلق اختیار آن او آن فعل را اختیار کرد و او را ہم بدان کار خوانده اند و بدان اختیار ضروری تکلیف او مبتنی ہم بران شده است وَاللّٰهُ الْهَادِیْ اِلَی الرَّشَادِ۔

۲۸ **سوال**۔ اگر تزا پرسند چون دلیل معرفت خدا ے تعالے عقل شد و عقل در ماده مردم موجود پس چرا است که اکثر مردم خدا ے را نشناسند در ذات و صفات او غلط کنند و در ہاویه افتند **جواب** بگو که دلیل معرفت عقل است اما در استدلال کردن باین دلیل و رسیدن ازان بر صواب و حق ہر مردم عاقل محتاج است بنور عنایت باری تعالی که آنرا ہدایت و توفیق خوانند دل ہر بنده را که برحمت ازلی خویش بنور عنایت و ہدایت و توفیق خویش منور و روشن کرد و آن نور را در وے بیافرید و دل او را منشرح و صدر او را کشاده بدان نور گردانید عقل او را تائید و تقویت بدان نور خاصه بخشید او براه حق مستقیم ماند و از ہاویه ضلالت خلاص یافت و اگرنه متحیر و متردد و حایر و بایر میان حق و باطل باشد و یا مختوم مطبوع بر ضلال و کفر و وبال در ذات و صفات و افعال حق تعالی ماند و ہم برین دلیل

عقل بزعم خویش راهِ صواب گم کرده براهِ خطا و باطل رفت و آن را حق دانست و این قهرے است از خدائے تعالیٰ که برابر او قهرے نباشد و این را اضلال و طرد و ابعاد خوانند أَعَاذَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ اَيُّهَا الْاِخْوَانُ عَنْ هٰذِهِ الْخُسْرَانِ الْعَظِيْمِ وَالْخِذْلَانِ الْجَسِيْمِ۔

فصل دوم

در معرفتِ صفاتِ اللّٰه تعالیٰ

سوال ۔ اگر ترا پرسند صفات اللّٰه تعالیٰ بچند نوع است ۔ **جواب** ۔ بگو بر دو نوع ذاتی و فعلی صفاتِ ذاتی آن را گویند که تصورِ انفکاک این صفات از آن ذات متصور و ممکن نباشد چنانکه قدم حیات و علم و قدرت که اگر قدم رود حدوث پدید آید و حیات رود موت آید و علم رود جهل آید و قدرت رود عجز آید و این همه صفات نقائص است و او تعالیٰ ازان منزه است ۔ و صفات فعلی آنکه تعلق به دیگرے دارد و صفت تاثیری در غیرے پدید آرد و تصور انفکاک او ازوے متصور بود چنانکه رزق و تکوین و مغفرت و نیز گفته اند این صفات دو نوع بر دو نوع دیگر است حقیقی که عبارت ازان بید اگردن عالم امرے ثابت باشد و اضافی که نسبتے باشد میان شیئین چنانکه علم نسبتے بین العالم و المعلوم و قدرت که نسبتے است میان قادر و مقدور و اما حیات مثلاً و قدم و بقا و وجود صفات حقیقی که عبارت که از معانی ثبوتی بذات حی و قدیم و باقی و موجود و اکثر متکلمان علم و قدرت را صفت حقیقی گویند بلکه از امهات سبعه شمارند و صحیح همین است و این مثال بر قول بعضے است آید و به تحقیق آن هم درین فصل فی محله بیاید انشاء اللّٰه عزوجل ۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند صفات اللّٰه اعراض است یا عین ذات **جواب** ۔ بگو عرض نتوان گفت

زیراچه اگر عرض گویند زوال لازم آید و ایشان قدیم اند و قدیم زائل نباشد و ذوات نیز نگویند
زیراچه تعدد ذوات قدما آید و آن مذهب نصاری است که ثالث ثلاثه گویند و آن کفر است
والعیاذ بالله منها و دیگر اگر ذوات باشند قائم بخود باشند و صفات باری قائم بذات باری است نه بخود.

۳ **سوال** - اگر ترا پرسند صفات خدا را با ذات باری یا در ذات باری گویند یا نه؟ **جواب**
بگو این دلیل بر حلول و مقارنت کند و آن روا نیست ولیکن چنین گویند صفات الله قائم اند
بذات خداوند نه با او و نه در او.

۴ **سوال** - اگر ترا پرسند که صفات خدا عین ذات خدا است یا غیر ذات **جواب** بگو
مذهب اکثر اهل سنت جماعت این است که نه عین و نه غیر و بعضی گویند همه غیر اند و بعضی گویند
از اشاعره که صفات ذاتی عین و صفات فعلی غیر و تفسیر آن بالا گفته شده است. و معتزله نفی
صفات کنند و گویند بدین معنی ذات باری تعالی را عالم گویند باعتبار تعلق او بمقدور نه از آنکه
قدرت و علم صفتی قائم بذات باری تعالی است زائد بر ذات و معتزله او را عالم بلا علم و قادر
بلا قدرت گویند و عالم بالذات و قادر بالذات هم خوانند. و کرامیه نفی قدم صفات کنند تا قول به تعدد
قدما لازم نیاید و این جهالت است زیراچه اگر ذوات متعدد و قدیم گیریم قول تعدد قدما آید و اما اگر ذات
باری با صفات او قدیم گوئیم قدما لازم نه شود و نسبت بمذهب نصاری نه باشد

خوانند

۵ **سوال** - اگر ترا پرسند در مذهب اکثر سنت و جماعت جمع بین النقیضین یا ارتفاع نقیضین
حاصل می آید زیراچه عین نقیض غیر و غیر نقیض عین **جواب** - بگو که عین و غیر نقیض نه اند زیراچه عین
آن است که مفهوم او با مفهوم شئ دیگر متحد و واحد بود و غیر آن ست که مفهوم او با مفهوم
شئ دیگر یکی نبود و تصور یکی با عدم دیگرے ممکن بود و این جا قسمے ثالث هم داریم که نه عین
بود و نه غیر بود چون واحد از عشره و کل از جزو. و واحد نه عین عشره است و نه غیر او ست
مفهوم عشره عین مفهوم واحد نیست و نه غیر عشره است که بی او عشره عشره نباشد و همچنین
کل و جزو و اینجا بحث بسیار است این مختصر از بین مطول تحمل نتوان کرد اما یک سخن اینجا

باقی است واحد از عشرہ جزئے از عشرہ است وظاہر است کہ جز بعض از کل است پس اینجا بنابر جزئیت وکلیت نتوان گفت کہ نہ عین او ونہ غیر او فیما نحن فیہ بحث در شئے است کہ او نسبت بکلیت وجزئیت وبعضیت ندارد واین سوال وجواب در نہایت الاقدام فی علم الکلام مذکور است وفہم آن دشوار لاجواب گویند۔

۶ **سوال**۔ اگر ترا پرسند صفات یکدیگر عین اند یا غیر اند مثلاً علم عین قدرت است یا غیر قدرت

جواب۔ بگو چنانچہ صفات لاعین ولا غیر اند کذالک صفات یکدیگر نہ عین اند ونہ غیر۔

۷ **سوال**۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالیٰ اول وآخر است اول اسم شئے است کہ آغاز بدان باشد وآخر اسم شئے است کہ نہایت بدان باشد وآغاز شئے ونہایت شئے بدو تعالیٰ نسبتے نیست **جواب**۔ بگو اول در صفات باری بمعنی آن است کہ فردے سابق از ہمہ موجودات کہ او را ابتدائے نباشد آخر بدین معنی است کہ او باقی باشد بعد فناے ہمہ موجوات واو را نہایتے نباشد وارث را ہمین معنی باید دانست۔

۸ **سوال**۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالیٰ رحمت است ورحمت من حیث اللغت دو تو شدن ومیل کردن بود واین در صفات باری روا نیست **جواب**۔ بگو کہ مراد از ین رحمت ایصال ملائم بندگان است بدلیشان واین لازم معنی عطف است زیرا چہ در ظاہر اگر یاد کسے یا پدرے بر فرزندے مہربانی وایصال ملائم طبع او کند دو تو شد نی ومیل بجانب او میباشد ومقصود از او ایصال آن ملائم است حق تعالیٰ از ان میل ودو تا شدن منزہ اما معنی آخرین ولازمی او کہ آن ایصال ملائم است ہمان معنی رحمت باری است وہمین معنی در عطوف در رؤف میباید دانست۔

۹ **سوال**۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری غضب است غضب غلیان جوش دم است وقت رسیدن مکروہ واین معنی نسبت بذات باری ندارد **جواب**۔ بگو اینجا نیز مراد معنی لازم است واین ایصال غیر ملایم بہ بندگان است وقت قہر زیرا چہ کسے را غلیان دم

وقتِ رسیدن مکروه می شود ایصال غیر ملایم بذات مغضوب علیہ میکند ہمچنان حق تعالیٰ وقت قہر بر بندگان ایصال غیر ملایم طبع ایشان کند این معنی غضب است و ہمین معنی در انتقام باری باید دانست زیرا چہ انتقام کینہ است و کینہ با باری تعالیٰ نسبت ندارد۔

حیا از ۱۰ **سؤال**۔ اگر تراپرسند کہ یکے از صفات باری حیا است وحیا حجاب النفس عما یقدح مروۃ وعادۃ وشریعۃ باشد و این معنی در باری تعالیٰ محال است **جواب**۔ بگو حیا در صفات باری بمعنی باز ماندن از رد سؤال عباد و اندر راندن ایشان ناامید از حضرت خویش کہ معنی لازم حیا است در ظاہر زیرا چہ اگر کسے شرم دارد از کسے مخالف او کارے نکند وسؤال او را رد نگرداند ہمین معنی آخرین و لازمی حیا مراد است۔

۱۱ **سؤال**۔ اگر تراپرسند کہ یکے از صفات باری مکر است و مکر صفت بد قبیح است در عباد پس در باری چگونہ روا باشد کہ او منزہ است از ہمہ قبائح **جواب**۔ بگو در صفاتِ باری تعالیٰ بمعنی جزا دادن مکر است یعنی جزاے مکر ماکران در روز قیامت خواہد داد ایشان را اول حالت نیک نماید کہ ایشان بدان خوش شوند و آخر بعذاب و نفرت پیش آید جزاے آنکہ در دنیا با مسلمانان مکر کردند بظاہر صورت موافق و دوست پیدا شدہ اند و در باطن عداوت خفی و نہان داشتہ اند و بدان زبان ہا رسانیدہ اند و جزاے مکر را مکر خوانند چنانکہ جزاے سیئہ سیئہ کہ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا و جزاے سیئہ عدل است و عدل سیئہ نباشد و این را صفت مشاکلہ خوانند و ہمین معنی در خداع باری باید دانست۔

نما و نشو ۱۲ **سؤال**۔ اگر تراپرسند یکے از صفات باری حیات است و آن صفتے است کہ نشو و نما و حس و حرکت باختیار تقاضا کند و این از صفات باری روا نبود **جواب**۔ بگو حیات در صفات باری بدین معنی نیست بلکہ حیات اللہ صفتے است ثبوتی کہ موجب علم و قدرت باشد اگر گویند الحی بالمعنی ہو عین الحیات۔

۱۳ **سؤال**۔ اگر تراپرسند یکے از صفاتِ باری سمع است و آن عبارت از اتصال حروف

و اصوات بود بواسطۂ جہاید رتقہ گوش کہ او راہ بدماغ دارد و دماغ راہ بدل دارد **جواب** بگو سمع باری عبارت است از ادراک مسموعات بلا توہم و تخییل نہ بوصول ہوا۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری بصر است و بصر عبارت از مقابلہ مبصر است ۱۴
بمر ومک چشم کہ او رہ بدماغ دارد و دماغ رہ بدل۔ **جواب** بگو بصر باری عبارت
از ادراک مبصرات است بغیر حاسہ بصر ادراکے تمام و کمال۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند علم غیر سمع و بصر است یا عین **جواب** بگو غیر است زیرا چہ ۱۵
ما تفرقہ می یابیم میان آنکہ گوئیم نہ بینیم و نشنیم و یا آنکہ گوئیم دیدیم و یا شنیدیم پس معلوم شد کہ صفت آنکہ گوئیم دانستیم چیزے
سمع و بصر غیر صفت علم باشد و بعضے علم بمسموعات را سمع و علم بمبصرات را بصر خوانند۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند بصر و سمع چون صفت باری بود قدیم و ازلی بود در ازل مبصرات ۱۶
و مسموعات نبود اگر گوئی بود خود قدیم و ازلی باشد و الّا بصر آید بغیر مبصرات و سمع بغیر
مسموعات ہا و ہمچنین قدرت و علم ازلی اند و معلوم و مقدور ازلی نبود پس قدرت بے مقدور
و علم بے معلوم آید و آن محال است و گرنہ قدم معلومات و مقدورات و مسموعات و مبصرات
لازم آید **جواب** بگو این صفات بالقوہ بذات باری تعالیٰ ثابت و محقق است در ازل
اما چون بارادت و حکمت و اختیار خویش مسموعات و مبصرات و معلومات و مقدورات
را پیدا آورد تعلق آن علم بدین معلومات و قدرت بمقدورات و سمع بدین مسموعات
و بصر بدین مبصرات بالفعل حاصل آید۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند پس تعلق حوادث بقدیمات آید و از ان تغیرے در قدیم آید کہ از ۱۷
قوہ بفعل آید و حدوث تعلق بفعل بدو شد کہ آن نبود **جواب** بگو از صفات اضافیات است این
تغیرے اگر در صفات اضافی آید تغیر در صفات باری تعالیٰ تقاضا نہ کند و آن نسبت آن اشیا
حادثہ بود نہ بدان صفات قدیم و این اصلے و کلیے در ہمہ صفات فعلی و اضافی راجع است
بباید دانست این مخلصے کبیر و اصلے شریف در شرح عقیدہ حافظیہ صاحب عقیدہ
سوم در کتاب عقاید این لفظ ہمچنین است و در نسخہ مسکرم خود کردہ است لہٰذا این لفظ مشکوک ماند۔

ذکر کرده است همین سوال و جواب در خلق و ارادت و مشیئت می باید دانست و این دلیل که سمع و بصر و علم و قدرت اضافی بوده و آن خلاف اکثر فقها است و بیشترے متکلمان این را از امهات صفات سبعه گویند و این را از صفات حقیقی دانند و صفات باقی را راجع بدین هفت گویند و بر ایشان این سوال حدوث تعلق متکلم وارد است جواب این چنین گویند که علم و قدرت و سمع و بصر صفتے واحدے با این حقیقی در ازل که بدان اشیا را کما هو بدانند و بجمله مقدورات قادر باشند و بجمیع مسموعات سامع و بجمیع مبصرات باصر بود و در این هفت هیچ تغیرے و تبدلے نیست و آنکه تغییر و تبدیل بحسب معلومات و مقدورات پیدا آید آن به نسبت آن اشیاے حوادث باشد و راجع بدان اشیا بود نه بدان صفت ازین بیش سخن نه گویند و این مقدار قاطع شغب خصمان نمی شود والله اعلم بالصواب۔

۱۸ **سوال** ۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالیٰ ارادت است و ارادت میلان النفس الی الشهیه بود و آن در باری تعالیٰ محال است **جواب** بگو ارادت در صفات باری بمعنی تخصیص مفعولات بوقت معین و صفت معین بود و مشیئت و ارادت هر دو بیک معنی است و همه مرادات بیک ارادت است۔

۱۹ **سوال** ۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالیٰ علم است به جزئیات و کلیات و علم متغیر است بحسب معلومات والا جهل لازم آید زیرا چه زید مثلاً اگر نشسته بود در مقامے از آن مقام چون خاست علم بدان جلوس او باقی است یا نیست۔ اگر باقی است خود جهل است والا خود تغیر آید هم ازین جهت فلاسفه گویند علم او به کلیات است و بجزئیات نیست **جواب** بگو علم اضافیات است و تغیر بد و بحسب معلومات است و آن موجب تغیر نفس علم در ذات باری تعالیٰ نه کند حاصل این جواب اینست که تغیر در صفات اضافی رو است و آن راجع به معلومات است نه بعلم و نه بذات قدیم و مطلوب همین است و این جواب متاخران است و اختیار امام فخر الدین رازی و صاحب صحائف و امام حافظ الدین در اعتماد شرح عقیده همین است۔

۲۰ **سوال**. اگر ترا پرسند که غیر آن صفات که ما می دانیم به تفصیل دیگر هست که ما با جمال میدانیم تو بگو آن که موصوف است به صفات کمال **جواب** بگو آرے باشد که ما نمی دانیم بخلاف معتزله که ایشان میگویند جز این صفات دیگر نیست و اگر نه نقص در ایمان آید ایمان به صفتے و آن صفتے مستقیم نبود و این جهالت است زیرا چه هرچه بدین معنی قرار شد که از موصوف به صفات الکمال ایمان بدین قرار گرفت تفصیل آن هر یکے برائے صحت ایمان محتاج الیه نیست و در قرآن میگوید وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا و در حدیث آمد لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ و دیگر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرمود در روز قیامت برائے شفاعت چون پیش شوم مرا اسمائے تعلیم کنند این زمان نمی دانم بدان اسما بخوانم پس مستجاب شود و شفاعت من این همه دلیل بر بطلان قدر ایشان است.

۲۱ **سوال**. اگر ترا پرسند فرق میان صفت و وصف چیست **جواب**. بگو ظاهر این است که مترادف اند اما در تمهید ابو الليث میگوید صفت قایم بوصف و صفت قائم به موصوف و بدین معنی فلان را موصوف به صفت گویند نه بوصف.

۲۲ **سوال**. اگر ترا پرسند اِنْ سَأَلَ سَائِلٌ أَنَّ اللهَ تَعَالَى هَلْ يَعْلَمُ عَدَدَ أَنْفَاسِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ أَنَّ اللهَ تَعَالَى يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا عَدَدَ لِأَنْفَاسِهِمْ وَفِي الْعِبَارَةِ هَلْ يَعْلَمُ اللهُ عَدَدَ أَنْفَاسِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ خدائے تعالی شمار دمہائے اہل بہشت میداند یا نہ و کذلک اہل النار اگر گوئی تمیداند جہل کبری لازم آید و اگر گوئی میداند انتہائے انفاس اہل الجنة و النار لازم آید و اہل جنت و اہل نار ابدی اند و ابد را نہایت نیست وما لا نهاية له لا يدخل في العلم **جواب** بگو این محال است و الله لا يوصف بالمحال ولا يحال بالمحال و محال در تحت قدرت حکم تعالی داخل نیست و نیز می توان گفت که علم صفت اضافیست و حدوث تعلق باضافی شود آن راجع بدان حادث نه بدان قدیم پس چنانکه آن معلوم می شود همچنان علم باشد و اگر معلوم متناہی است آن را متناہی میداند و اگر نا متناہی است نا متناہی میداند چنانکه

یا نمیداند

یا نمی‌دانند

با لمحال

حکیم

بوجود می آید همچنان می داند هم چنانکه بوجود خواهد پیوست خواهد دانست این هم تغیر و تعلق حوادث بدان اشیاے موجودات راجع نه بدان صفت قدیم و نه بدان ذات باری و این مذهب بعضے متکلمان که علم و قدرت از صفات اضافی دارند

۲۳ **سوال**۔ اگر ترا پرسند آن صفات هفت که ایشان را ائمه سبعه میگویند و دیگران را بدان بازگردانند کدام اند **جواب** بگو علم و قدرت و سمع و بصر و حیات و اراده و کلام است و بعضے هشت گویند هشتم بقا است و آنچه باقی است چیزے را سلبیات می گویند و چیزے را اضافی

۲۴ **سوال**۔ اگر ترا پرسند کیفیت بازگردانیدن باقی صفات سوے این هفت چیست **جواب** بگو مثلاً محبت را اراده ثواب میگویند و رحمت را انعام بر عباد میگویند و این از اضافیات است بر جهه انعام بر عباد نسبتے است میان بنده و باری. و اشعریه رحمت را ارادت انعام می گویند و رضا اگر بمعنی ارادت اکرام المومنین گوئی راجع بارادت باشد و اگر بمعنی ترک اعتراض گوئی پس سلبی باشد فعلی هذا دیگر صفات۔

۲۵ **سوال**۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری متکبر است و کبر صفت قبیحه است زیرا چه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرموده اِنَّهٗ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ۔ **جواب** بگو معنی این کبر که رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم فرموده آن است که اَلْکِبْرُ غَمْطُ الْحَقِّ وَ تَحْقِیْرُ النَّاسِ که پوشیدن حق و خوار داشتن مردمان است و اما کبر در صفات باری بمعنی کبریا است و آن عظمت و جلالت باشد چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرموده حکایة عن الله تعالی الکبریاء ردائی و العظمة ازاری یعنی کبریا و عظمت صفت لازمی من اند هرگز منفک نمی شوند از ذات من چنانچه ازار و ردا از ذات شخص منفک و جدا نه گردد۔

۲۶ **سوال**۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالی جبار است و در قرآن آمده است اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ پس خود را جبار چون گوید؟ **جواب** بگو جبار در صفت باری بمعنی جبر کننده شکسته بندگان مراد است یعنی اگر کسے را شکستگی و زیانے در تن و جان حاصل آید

بمقابل آن حق تعالیٰ ملائم طبع او چیزے رساند کہ بدان شکستہ او درست شود وجراحت او مندمل گردد واما جبار کہ در قرآن مذکور است ظالم مراد است۔ وجبار کہ صفت باری است آن معنی قہار و معنی چنین باشد شکنندہ کامہا۔

سؤال۔ اگر ترا پرسند باری تعالیٰ را مختار در افعال خویش باید گفت یا موجب بذات جواب بگو مختار۔ زیرا چہ موجب بذات مذہب فلاسفہ است اہل سنت و جماعت از ان بیزار اند ومعنی موجب بذات در مذہب ایشان آنست کہ ذات او این اقتضا کرد کہ از وے این افعال آید کہ اگر خواہد او کہ نکند ہم شود چنانکہ نار در احراق وآب در اغراق ذات او این تقاضا کند کہ ہر چہ متصل شود بدو آن سوختہ شود وہر کہ در آب افتد غرق گردد واگر آب خواہد کہ غرق نہ کند ہم غرق شود واین معنی باطل است ہم بعقل ونقل کہ اگر چنین بودے بایستے جملہ موجودات بہمہ احوال وبہمہ اوقات وبہمہ صفات موجود می بودندی ہیچ مخلوقے معین ہیچ صفتے وہیچ وقتے نبودے وذات باری تعالیٰ منفصل از موجودے نبودے چنانکہ علت تام بی معلول پس موجودات ازلی می بودند واین باطل صرف است۔ اما نقل در قرآن میگوید وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ونیز فرمودہ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ پس دلیل کند کہ افعال او اختیاری واراداتی باشد نہ قسری وایجابی۔

سؤال۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات باری کلام است وکلام در مشاہد حروف واصوات را گویند کہ از مخارج انسان بیرون می آید وآن در صفات باری تعالیٰ است جواب بگوے کلام در صفات باری تعالیٰ کلام نفسی است وآن معنی است قایم بذات باری تعالیٰ قدیم است وآن تمیز شی از شی با قصد خطاب بدون بیان از و وہمین کلام نفسی در انسان است حق تعالیٰ در انسان قوتے نہادہ کہ بدان دل او متکلم است وبدان مخبر وبدان آمر وناہی است مستظہر است وآن را قوت ناطقہ گویند وفصل ماہیت انسان ہمان است یعنی ماہیت

بدون بیان
ہمین معنی کلام نفسی

انسان حیوان ناطق است و حیوان جنس است و ناطق فصل پس بدین معنی منطقی قوت ناطقه را فصل ماهیت انسان گفته است چنانکه در علم منطق مبرهن و روشن شده است فصل ماهیت انسان همان است چنانکه در قرآن میگوید وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ و امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ می فرماید انی اقرئ فی نفسی مقالۃ کثیرۃ تقریر می کنم در نفس خویش گفتار بسیار یعنی دل من با من بسیار گفتار می گوید و هر یکے در نفس خویش می یابد که دل او با او چیزے می گوید و چیزے می فرماید و از چیزے باز می دارد آن کلام نفسی است و اشکل شاعر بدان اشارت کرده است ؎ اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ اِنَّمَا جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلًا

انخطلی

بدیہتی که سخن گفتن ہر آئینه در دل است و گردانندہ زبان بر دل راہ نماینده اما کلام نفسی او تعالی و تقدس قوتی قایم بذات او و قدیم است ذاتی است و ازلی است و کلام نفسی انسان مجعول است و محدث است زایل و فانی است و ناقص است مترجم آن کلام نفسی در بشر خدا ے تعالی جارحه لسان داده بدان خلق حروف و اصوات میکند و مخارج نهاده که بدان ہر چه می خواہد پیدا می آرد و ہر چه مردم در دل دارد و بزبان در مسامع مسامع ایصال می کند اما در صفت باری تعالی چنین است آن کلام نفسی خلق حروف و اصوات در لوح محفوظ کرده و جبرئیل یا به ملکے دیگر نموده و یا در ہوا کرده و آن را به ملکے و به نبیئے و ولی شنوانیده و یا در درختے کرده و یا در درختے آفریده و بدان به کسے شنوانیده و ایشان به ہر کسے که فرمان داده رسانیده

مبیّن آن

ملکے به نبیئے و نبیئے به امتے و آن معنی واحد است به حقیقت خویش هم بدان آمر هم بدان ناہی و هم بدان مخبر است و هم بدان مستخبر۔ و کذلک جمیع انواع الکلام غریب تقریرے[5] است این تقریر بر قول مشهور است اما تحقیق مولینا در شرح عقاید و تحقیق میر سید شریف در حاشیه شرح موافق خویش برین است که کلام اللہ نزدیک محققان و متراجمان سلف یعنی صحابه رضوان اللہ علیهم اجمعین اسم بر دو معنی و لفظ است بموضع واحد است بوجه اشتراک و ہر دو یعنی لفظ و معنی قدیم اند و قایم بذات حق من غیر ترتیب فی اطراف است ترتیب حروف و اصوات نفس

هم هر دو یعنی معنی

۵ این عبارت از لفظ "غریب تقریرے" تا "دقیق و تحقیق است" در نسخه قدیمه (نمبر۱) موجود نیست ۱۲

هم حادث اند بهمین سلف گفته اند المقرؤ قدیم والقرأت حادث و این قول بسیار خوب است نزدیک کسے که تعلق به نقل و فهم می کند و قیام الفاظ بذات باری تعالی فکر کن نیکه سخنے است دقیق و تحقیق است این نیکو فهم کن بسیار مشکلات بحث کلام ازین تقریر حل می شود صاحب صحائف میگوید این تقریر خاصۀ من است کسے بر من سابق نه شده و بیشتر متاخران همین اختیار کرده اند انکار کرے معتزله بر کلام ایشان کرده اند که متکلم بکلام واحد ازلی بدان آمر و ناهی و مخبر و مستخبر که هو الکلام واحد متکلم بدین انواع مختلف چون آن نتوان گفت و بعضے ایشان جواب گفته اند لا یبعد لان مرجعه الی الاخبار و این را بعضے رد کرده اند اگرچه به لازمے می توان هر یک نوعے را از کلام تاویل اختیار کرده اما انکار حقایق مختلف بدین جواب مشکل باشد ازین تقریر ما ساقط شد و جاے انکار نماند و هم بدین تقریر ظاهر شد که او تعالی در ازل موصوف است بدین کلام اما اخبار کردن از محدثات چنانکه فرعون و موسیٰ و یعقوب و یوسف و سائر انبیا را امر و نهی در ازل بالقوه بدین صفت بود اما حدوث تعلقات زبانی بالفعل به حسب وجودات و مامورین و منهیین و مخبرین عنهم زماناً فزماناً قرناً فقرناً همچون حدوث معلومات به علم و مقدورات به قدرت و مرادات بارادت است و آن اراده قدیمه ازلیه است و آن راجع بدین محدثات و مخلوقات باشد اما او تعالی منزه است از حوادث چنانکه علم و قدرت کذا فی المعالم و شرح العقیدة النسفیه لهروی و این جواب کلام مبنی بدین است که کلام صفت اضافی باشد و آن نیز مخالف اکثر فقها است و الله اعلم و آفت خرس و سکوت بدان کلام قدیم و ازلی هرگز رجوع نه کند پس بدین جواب ساقط شد جواب معتزله و کرامیه که ایشان گویند او تعالی در ازل اگر مخبر باشد فرعون و موسیٰ در ازل کجا بودند و آمدن او بر و نهی کردن از کفر و امر کردن با یمان پس خبر باشد بغیر مخبر منه و هو جهل و بعضے ازین جواب گفته اند که ایجاب در ازل براے تحصیل مامور به بود بوقت وجود مامور به بودن او و صالح براے ایشان آن فعل تحسین اخبار در ازل علمی بود که او تعالی در ازل عالم بود بکاینات مقدر بود و انچه بود و باشد همه پیش او محقق بود از ان اخبار کرده

* و آنرا تعقل بس مشکل که قیام الفاظ من غیر بذات الله تعالی

بکلام چون نتوان گفت

را انبیاء

وقت این جواب نیز مبنی بدین است

ایمان یعنی تحصیل مامور به وقت وجود مامور به بودن او اتیان

همچنان بود که او گفت و او تعالیٰ ازلی است زمان ماضی یا استقبال بدو تعلق ندارد و ازل و ابد پیش او یکسانست و بدین معنی است که در قرآن میگوید وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ بَلْ هُوَ أَقْرَبُ چنانکه در قرآن میگوید وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ زمان ماضی و حال و استقبال پیش او یک لحه باشد بلکه اندک تر پس آن سوال سبقت زمانی و یا تاخیر از زمان در صفت باری همه جهل است و بدین معنی سرور اولیا و برهان اصفیا سمی نبی علی وصی زوج البتول اخ الرسول ابو السبطین الحسن والحسین القاهر الغالب علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ وَرَضِيَ اللهُ عَنْهُ اشارت می کند هُوَ خَالِقُ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ لَا يَكُونُ زَمَانِيًّا وَلَا مَكَانِيًّا إِذَا كَانَ مُنَزَّهًا عَنِ الزَّمَانِ فَخِطَابُهُ عِلْمِي فَيَكُونُ مَعَ مُخَاطِبٍ عِلْمِي بِحَسَبِ زَمَانِهِ وَحَالِهِ وَيَكُونُ الْمَاضِي بِالنِّسْبَةِ إِلَى زَمَانِ الْمُخَاطَبِ فَيُخَاطَبُ كُلُّ الْمُخَاطَبِ بِحَسَبِ زَمَانِهِمْ وَحَالِهِمْ وَهٰذَا سِرٌّ يَنْحَلُّ بِهِ غَوِيصَاتُ الشُّكُوكِ پس ظاهر شد ازین کلام ما بطلان مذهب معتزله که ایشان انکار کلام نفسی کنند و باری تعالیٰ را بدین معنی که خلق حروف و اصوات کرد که در لوح محفوظ متکلم خوانند و او موصوف بکلام نفسی نه و بعضے حنابله کلام الله را همین حروف و اصوات گفته اند و بعضے کرامیه کلام الله را حادث لا فی محله و بعضے حادث در ذات باری گفته اند و بلخی که توقف کرده در قدم و حدوث این همه جهالت و ضلالت است اهل حق ازین مبرا اند تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ۔

ما: برخے

۲۹ **سوال** ۲۹۔ اگر ترا پرسند کلام الله شنیده شود یا نه؟ **جواب**۔ بگو چون گفته شد که کلام الله معنی است قایم بذات باری تعالیٰ حروف و اصوات نیست مسموع نباشد و معنی آیت حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ دال بر کلام الله مراد است و دال بر کلام الله چنانکه ما گفتیم همین حروف و اصوات مخلوقه باری تعالیٰ است اگر سریانی است آنرا توریت خوانند اگر عبرانی است آنرا انجیل خوانند و زبور گویند و اگر عربی است قرآن خوانند و بر بعضے دیگر انبیا صحف دیگر هم بودند بزبانهاے مختلف

وآن معدود محصور نیست

سوال ۳۰ . اگر ترا پرسند قرآن چون اسم دال بر کلام نفسی باشد پس چه معنی است حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَنْ قَالَ مَخْلُوْقٌ فَهُوَ کَافِرٌ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ **جواب** بگو قرآن اسمے است مشترک میان دال و میان کلام نفسی چنانکہ گویند این حکم ثابت است بقرآن و ہم بدین معنی مس قرآن جنب و محدث و حائض را روا نیست و فلان حافظ قرآن است و حجت مثبت برائے احکام شرع ہمین قرآن مکتوب و منزل و منقول متواتر است علماء اصول ہم بدین معنی تعریف کردہ اند در ترتیب و سماع و وجوہ استدلال و طریق استنباط احکام و اسامی ہر صنفے و نوعے و جنسے باسمے باصطلاح ہر علمے متعلق ہمین قرآن است و در حدیث قرآن اسم معنی است قدیم قائم بذات باری تعالیٰ و کلام حقیقی و نفسی و غیر مخلوق و ہر کہ آنرا مخلوق گوید بیشک کافر باشد نعوذ باللہ منہا۔

ہم بدین تعریف

ونفسی غیر مخلوق

سوال ۳۱ ۔ اگر ترا پرسند منزل مکتوب نیست پس مکتوب بر کاغذ را کہ قرآن خوانند بچہ معنی **جواب** بگو ہر شے را وجودے است در حس و وجودیست در ذہن و وجودیست در عبارت و وجودیست در کتابت نقوش شے و اشکالے تا الف و عبارت قوی و موضوع برائے حروف کہ دلیل کند بر آن مکنت حروفے کہ آن را عبارت گویند چنانکہ گویند النار ھو جوھر محرق ذکر کردہ شود بہ لفظ و نقش کردہ شود بقلم و لازم نیاید کہ نقوش محرق باشد و یا حقیقت نار بمعنی صوت و حرف بود و پس کتابت دلیل کند بر عبارت و عبارت دلیل کند بر آنچہ در ذہن است و ذہن دلیل کند بر آنچہ در عین است حاصل آنجا آید کہ قرآن موصوف است باوصاف حوادث و مخلوقات و مراد از و دال است نہ کلام نفسی و آنجا کہ قرآن موصوف است بصفت قدیم آنجا مراد کلام حقیقی و نفسی است۔

مؤلف
قوی و موضوع
بر آن حروفے
النار جوھر
آید

سوال ۳۲ ۔ اگر ترا پرسند معنی قرآن غیر مخلوق است یا حادث؟ **جواب** بگو اگر معنی او قائم بذات و صفات باری است قدیم است و اگر اخبار است از محدثات و متعلق بازمان و مکانست

آن لفظ با معنی حادث این سخن در رد خوارج صاحب تحقیق گفته است۔

۳۳ **سوال** ۔ اگر ترا پرسند القرآن غیر مخلوق گویند یا نه؟ **جواب** بگو بیک معنی صحیح باشد اما مشایخ منع کرده اند تا سبقت وہم بمذہب حنابله نیاید اما چنین گویند القرآن کلام الله غیر مخلوق تا وہم بمذہب ایشان نباشد و اتباع حدیث نبی ہم بود این سخن در شرح عقیده نسفی مولینا سعد الدین ہروی نبشته است که قرآن حروف و اصوات است کلام الله بدین معنی که دال است بر کلام حقیقی و آن مولفات و مخلوقات الله است نه آنکه از مولف بشر ہمچنین در طاقت مردم نباشد۔

...الیه او از ...تفتازانی است

۳۴ **سوال** ۔ اگر ترا پرسند تو گفتی لفظ قرآن مشترک است میان حروف و اصوات عربی منزل بر رسول الله صلی الله علیه وسلم و میان کلام نفسی و علما گفته اند انما سمی القرآن کلام الله مجازا لدلالته علیه **جواب** بگو معنی سخن ایشان اینست که کلام الله به تحقیق آن معنی که قایم بذات اوست و تسمیه لفظ بدان وضع او برای آن نیست مگر باعتبار دلالت این حروف بر آن معنی است ہمین لفظ انما سمی دلیل بر وضع می کند پس معلوم شد که انکار وضع ندارد اما بیان وجه تسمیه و سبب وضع لفظ قرآن برای این معنی بیان کرده اند

۳۵ **سوال** ۔ اگر ترا پرسند چه معنی است سخن بعضی مشایخ را که ایشان گفته اند المقروء قدیم والقرأت حادثة و مقروء به ہمین حروف و اصوات است **جواب** بگو از این مقروء محفوظ مراد است این نقوش متخیله و قوت متخیله است آنرا ترتیبی در قوت متخیله نیست ترتیب در قرأت است که خارج بدان مساعد نیست که غیر مترتب قرأت توان کرد ترتیب صفت حادث پس معنی سخن ایشان که المقروء قدیم آن باشد که فیه صفة من صفات القدیم وهو عدم الترتیب والقرأت حادثة لیست فیها صفة من صفات القدیم اصلا بل هو محض خالص علی صفة الحدوث کالترتیب و التعاقب و نحو ذلک۔

۳۶ **سوال** ۔ اگر ترا پرسند چه معنی است قوله تعالی را وما کان لبشر ان یکلمه الله

اِلَّا وَحْیاً اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلاً وچه معنی حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم است کہ کَلَّمَ اللّٰهُ اٰدَمَ شِفَاهًا جواب بگو مراد ازین حجاب همین واسطه حروف و اصوات است که او تعالی چون خواهد با یکے سخن بکلام نفسی خود رانشنوانند و معنی حدیث است که آدم بواسطه خلق حروف و اصوات کلام الله شنیدے و آن را در ظاهر سخن مشافهه گویند که هر دم با کسے حکایت کنند و شخص واسطه درمیان نباشد گویند فلان با فلان شفاها تکلم کرد و بمشافهه سخن گفتند یعنی بلا واسطه رسولے و ترجمانے و پادشاه چون بغیر واسطه دبیرے و حاجبے نزدیک کسے را نگاه فرماید و فرمانے دهد گویند که با فلان مشافهه شد و این بواسطه حروف و اصوات است که بیان آن پادشاه کلام نفسی خویش او اکنند یعنی آدم علیه السلام را آن مرتبه است که با او بے واسطه رسولے و ملکے یا بشرے سخن بوده است و این مرتبه خواص باشد و حیاً او یرسل علیه رسولاً مرتبه خواص و عوام است

سؤال ۳۷ - اگر ترا پرسند یکے از صفات باری تعالی رویت است او تعالی و تقدس در دنیا جایز الرویه است علی الدوام و در آخرت واجب است رویت او مومنان را در بهشت بچشم سر و هر شے که بچشم سر دیده شود هشت شرط باید و آن محاذات رائی باشد با مرئی و ثبوت مسافت میان ایشان و قرب غریب نه بعید بعید نباشد و مرئی سخت لطیف نباشد و سلامت حاسه و شی مرئی قابل رویت بود و عدم حجاب میان رائی و مرئی و بعضے این شروط در باری محال است رویت چگونه ممکن بود جواب بگو این شرایط شرایط نفس رویت نیست بلکه این شرایط اجرائے عادت رویت مر اشیا را است نه آنکه در حقیقت شرط رویت است زیرا چه باجماع مومنان و اکثر معتزله مقر اند بدین که حق سبحانه تعالی رائی است و هرگز این شرایط در رویت مفقود و نفوان وا گر شرط بودے هر آئینه متغیر نه شدے در شاهد و غایب هر گاه که تبدل شد معلوم حضر ایم شد که شرط حقیقی نیست اما شرط عادی باشد که در عادات یا جرا الله رویت اشیاے محسوسات را بے این شرط نیست اما اینجا یک سخن پرسند که بحث در رویت حاسه بصر است بصر باطلق رویت و ایشان باری را رائی بدین حاسه نمی دارند شما خواهید اثبات سخنے دیگر رابے

اثبات رویت را گوییم که الله تعالی بیشک و بے نزاع خود را خود می بیند پس رویت ذات او امرے ممکن باشد و بر ام ممکن صاحب شرع صادق قولاً و فعلاً اخبار کرد ما را اعتقاد بدان واجب بود سید شمس الدین صاحب صحائف رساله موجز در عقیده نوشته است این سخن را دران اثبات کرده رویة الله ابدین حاشیه بکنند بغیر این شروط و مقیس علیه بخواهد که رویت باری تعالی کنند و قیاس مع الفارق صحیح و روا نباشد اما قطع این شغب و انشراح ازین تعب هم بقول شیخ الشیوخ شهاب الدین صاحب عوارف بود که در علم الهدیٰ آورده اند که او تعالیٰ بکرم عمیم و لطف قدیم خویش در روز قیامت چشم مومنان را بنور خویش که بدان نور حق تعالیٰ همه جهان را بی جهت و بی کیف و سمت می بیند و متمد و مستنیر بدان نور خواهد کرد تا بدین چشمها آن نور الله که جهتے و سمتے ندارد و حق تعالیٰ را بے جهتے و سمتے و کمے و کیفے خواهیم دید و این امرے ممکن است انکار آن از روے عقل مستحسن نیست و شرع بدان وارد بر ما واجب باشد که عقیده کنیم بالقطع همین خواهد بود و انکار آن جز جهالت صرف و حماقت خالص نباشد چنانکه چشم ما امروز طاقت آن ندارد که آفتاب را تواند دید و چون آنکه مستمد می شود هم بنور آفتاب پرتوے ازان میگیرد و به فیض ازان مستفیض می گردد هم بنور آفتاب آفتاب را می بیند مخیان دنیا نمونه آخرت است هم بنور الله تعالیٰ را در روز قیامت خواهیم دید و هم بدین معنی است سخن مشائخ ما رأی الله غیر الله بهتر ازین سخن در باب رویت الله و قطع شغب جاهلان محروم سخنے در کتابے به نظر نیامده است و این همه از بهر کابره باز نماند که حرمان و امنگیر او و خسران گردگان وقت اوست نیکبختے باشد که بدین سخن امروز تقلید کند و فردا ے قیامت همین را معاینه کند و چه دولت ها و چه لذت ها در بهشت ازان گیرد رزقنا الله و ایاکم هذه اللذة العظمیٰ و اللذات الکبریٰ بحرمة النبی المصطفیٰ و آله المطهر المزکی صلی الله علیه و آله و سلم۔

سوال۔ اگر تر ا برسند ممکن نیست که چشم کسے را از دوستان خویش خداوند تعالیٰ و تقدس

مستمد بدین نور مستفیض بدین فیض هم در دنیا کند چنانکه او را در آخرت خواهند دید هم در دنیا بینند **جواب** بگو آرے ممکن است رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم را در شب معراج بر قول اصح رویت الله بود اما درین که بعین راس بود یا به قلب اختلاف کرده اند در مدارک می نویسند قیل المرئی هو الله بعین راسه وبقلبه واختلاف نیز دلیل امکان آن اگر ممکن نبودے رسول الله را هم باتفاق نبودے زیراچه در امر مستحیل رسول الله و دیگران هم برابر اند و نیز بهمین دلیل که علماے سنت امکان عقلی در آخرت اثبات کرده اند هم بدان دلیل امکان در دنیا ثابت شده زیراچه او تعالیٰ لَا يَتَغَيَّرُ فِي صِفَاتِهِ وَلَا فِي افعاله بحدوث الاكوان هر چیزے که او را ممکن در ان جهان است درین جهان بے شبهه آن و الا تغیر در و لازم آید بحدوث الاکوان واین محال است ولیکن وعده بر سبیل حتم وعقیده بر سبیل وجوب بسمع در بهشت وارد شده

فلیقتصر علیه۔

سوال۔ اگر ترا پرسند که رویت الله تعالیٰ در خواب باشد؟ **جواب** بگو در عقیده حافظیه و در کتب دیگر میگویند باشد بنابران حکمے است از سلف بحدے که انکار آن نتوان کرد بعضے منع کرده اند و دران یا تکذیب سلف صالح باشد یا حملے در کلام ایشان و آن عدول از ظاهر است و آنکه میگویند که خواب خیالے است و او تعالیٰ در خیال نگنجد پس این مشکل می آید که او تعالیٰ در حاسه بصر چگونه گنجد هرگز ممکن نباشد که در حس بصر آید پس چنانکه در بهشت باصره بهشتیان را بدان نور مستمد گردانند که بدان نور وے را بینند کذالک از حکایت سلف معلوم شد که تخیله سلف را مستمد بدان نور که در خواب بدان نور خدائے را می بیند امرے قابل از روے عقل وسمع متواتر از سلف صالح وارد است انکار آن مکابره صرف است و اگر در بیداری از سلف صالح بصریح وارد شدے برین نیز قائل می شدیم چون سمع در بهشت وارد شد که ابصار بدین نور مستمد خواهد شد بدین ابصار در بیداری خواهیم دید عقیده همان کردیم و چون در سمع وارد شد که بصر مبارک رسول الله

صلی الله علیه و آله وسلم در شب معراج بدان نور متمتع کرده بودند و بدان نور مشاهده کرده عقیده
بدان کرده ایم و چون در سمع وارد شد که متخیله سلف را بدین نور در دنیا در خواب متمتع گردانیده اند
و ایشان دیدند و حکایت کرده اند و بر سبیل تواتر از ایشان منقول شد و ایشان متقدم
و امین اند و مقتدایان و پیران دین اند عقیده واجب شد که بوقوع آن در خواب و در
بیداری صریح چیزے نیامد از آن امساک کردیم ولیکن رواست روایت در کتب فقه چنین دیدیم
که بدین ابصار در دنیا به بیداری واقع نخواهد بود هم بدان عقیده باید کرد و در تحقیق چنین
شد که یک بار در بهشت حق سبحانه تعالی خود را در جمله مومنان بچشم سر بر سبیل ختم و وجوب خواهد نمود
و این صفت خاصهٔ آخرت است در دنیا هیچ وقتے نخواهد بود زہے فضل عظیم مر آخرت را بر دنیا
و بعضے سخن گفته اند سکوت درین باب احوط است و این سخن چند معنی دارد یکے آنکه نه منع رویت
در خواب باید کرد تا مخالف سلف نباید و نه قایل باید شد زیرا چه او در خیال نگنجد و جواب
آن بالا گفته شده است. دوم احتمال آنکه بیننده در خواب چنین چیز مشاهده کند سکوت او را
احوط باشد از گفتار یا مردم که خدائے را در خواب دیدم سوم آنکه آنچه دیده باشد سکوت در
بیان کیفیت رائی و صفت مرئی احوط باشد بلکه واجب بود زیرا که او آن نیست که گوش توان
شنید یا عقلے تحمل توان کرد و همان بیننده داند که چه دیده است فظن خیرا و لا تسئل
عن الخبر و آنچه چیزے بیند قابل بیان نباشد و ادراک آن کسے نتواند کرد و کیفیتے و صفتے در
زبان کسے نه گنجد لابد سکوت احوط بلکه ضروری و لابدی باشد اما رویت به قلب که آن را
مشاهده خوانند آن باجماع دین و به قرآن و به قول نبی و سلف تابعین و تبع تابعین و علمائے
متقدمین و متاخرین ثابت بیشک و بالقطع و یقین است به بیداری و تیقظ در دنیا و آخرت
در وے به یک رنگ است و آنکه بعضے مشایخ صوفیان در بعضے غلبات وجد ایشان
سخن بر غیر حد وے که گفته شد صادر شده است یا ماول است یا حواله بدیشان
است لا ننکرهم و لا نقتدی بهم فهم رجال اهل خلوت و اصحاب سر

باللہ لہم مع اللہ معاملۃ لانفسھم ولا یحسن لنا انکارھم متکلمھم وامرھم الی اللہ ولا یقول فیھم الا خیرا فان کثیرا ما یحسن فی الخلوۃ ولا یحسن فی الجلوۃ واین ہمہ ترجمہ بزدوی وکشف بزدوی است کہ در پارسی نوشتہ شدہ است وعداوت با دوستان خدا واہانت مقربان حضرت او نکند مگر دشمن خدا ومردود حضرت وکم اصل کہ جاہل ونادان بے حاصل باشد ودرین باب وعید شدید وارد شدہ ودر مشارق حدیث صحیح آمدہ است من اھان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ ای عادی ولیا بارزتہ بالمحاربۃ وکدام وعیدے شدید تر از مبارزت کبیر متعال وقاہر غالب وقادر ذو الجلال باشد کہ حملۂ شدید وانواع عذاب درین محاربہ داخل است۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند بحکم ظاہر این آیت فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا رویت جبل را بود **جواب** بگو کہ در عقیدہ حافظیہ می نویسد کہ در جبل خلق حیات وفہم وبصر کرد وکوہ خدائے را دید ودر دنیا بر کوہ رویت واقع شد ائے احمق منزلہ چہ انکار میکنی شئے را ودر دنیا بکوہے وادند اگر انسان کہ اعظم مخلوقات است بہبندترا عجب می آید۔ ۴۰

سوال ۔ اگر ترا پرسند چہ معنی است حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را کہ گفت انکم ستررون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر **جواب** ۔ بگو مقصود تشبیہ رویت برائی است در تحقیق نہ تشبیہ مرئی بہ مرئی یعنی چنانکہ این رویت شما قمر را تحقیق است تتمہ حدیث لا تضامون فیہ ای لا تشکون ہم بدین معنی دلیل کند یعنی چنان رویت خواہد بود نہ چنانکہ قمر مرئی در جہت است خدائے نیز در جہت خواہد بود تعالی اللہ عن ذلک ۴۱

ودر مصابیح حدیث دراز است ودران چند جملہ است کہ ہم بدین معنی دلیل می کند عن[۵] سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما انہ لقی ابو ہریرۃ فقال ابو ہریرہ اسئال اللہ ان یجمع بینی وبینک فی سوق الجنۃ فقال سعید افیھا سوق قال نعم اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اھل الجنۃ اذا

[۵] از مصابیح جلد دوم صفحہ ۲۲۰-۲۲۱ مطبوعہ مصر این حدیث را مقابلہ وتصحیح کردم۔ ع ح

دخلوها نزلوا فیها بفضل اعمالهم ثم یؤذن لهم فی مقدار یوم الجمعة من ایام الدنیا فیزورون ربهم و یبرز لهم عرشه و یتبدی لهم فی روضة من ریاض الجنة فیوضع لهم منابر من نور و منابر من لولوء و منابر من یاقوت و منابر من زبرجد و منابر من ذهب و منابر من فضة و یجلس ادناهم و ما فیهم من دنی علی کثبان المسك و الکافور و مایرون بأن اصحاب الکرسی بافضل منهم مجلسًا قال ابو هریرة قلت یارسول الله هل نری ربنا قال نعم و هل تتمارون فی رؤیة الشمس و القمر لیلة البدر قلنا لا قال کذلك لا تتمارون فی رؤیة ربکم و لا یبقی فی ذلك المجلس رجل الا حاضره الله محاضرة حتی یقول للرجل منهم یا فلان ابن فلان اتذکر یومًا قلت کذا و کذا فیذکره ببعض غدراته فی الدنیا فیقول افلم تغفر لی فیقول بلی فبسعة مغفرتی بلغت منزلتك هذه فبینما هم علی ذلك غشیتهم سحابة من فوقهم فامطرت علیهم طیبًا لم یجدوا مثل ریحه شیئًا قط و یقول ربنا قوموا الی ما اعددت لکم من الکرامة الحدیث الی قوله ثم ننصرف الی منازلنا فیتلقانا ازواجنا فیقلن مرحبا اهلا لقد جئت و ان بك من الجمال افضل مما فارقتنا علیه فیقول انا جالسنا ربنا الجبار و یحقنا ان ننقلب مثل ما انقلبنا یعنی حدیث آنست سعید ابن سیب با ابو هریره ملاقات کرد ابو هریره اش گفت که خدائے تعالیٰ ما را در بازار بہشت جمع کرد اند ابو سعید ازش پرسید که در بہشت بازار است گفت آرے خبر کرد مرا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم که چون اہل بہشت در بہشت آیند بفضول اعمال خویش بمقدار روز جمعہ از ایام دنیا در بازار بہشت روند زیارت خدا و ملاقات او کنند و عرش او برایشان دران مقام بارز و ظاہر گردد و خدائے تعالیٰ برایشان در روضہ از ریاض جنت فرستاده شود

بواے ایشان کرسیها پر نور منبراز نور واز لولو و از زبرجد و یاقوت و ذهب و فضه برتیب
مراتب ایشان وادنی ایشان بر توده مشک و کافور نشیند و این شنیده دنی نباشد زیرا چه جنت
خصوص مجلس حق مقام خواران نخواهد بود اما به مرتبه هر یکے از دیگرے متفاوت باشد آنکه
بر توده مشک نشیند نمود نشود و ادنی اثر از اصحاب کراسی و او منغص نه شود و بهشت و از منغص
نیست ابو هریره رضی از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم پرسیدند که خداے تعالی را ما خواهیم دید
گفت آرے خواهید دید شما امروز در آفتاب روز و ماهتاب شب هیچ شک دارید گفتند ما هم
گفت همچنان در دیدار خداے هیچ شک نه خواهید داشت و در آن مجلس هیچ مردے نباشد که
خداے تعالی باوے حاضر نباشد تا آنکه خداے تعالی با یکے از ایشان گوید ای فلان بن فلان
آن روز نه گفتی چنین و چنین شئے از جنس معصیت آن مرد یاد آرد و بگوید آمدے گفتم باز گوید
نیامرزیدی آن را غفور الرحیم رب العالمین فرماید آمرزیدم و به سعت مغفرت خویش منزلت ترا
بدینجا رسانیدم همدرین میان ابرے ایشان را در پوشاند بوے خوش در آن باشد که هیچ
وقتے نیافته بودند خداے با ایشان بگوید نخیزید سوے چیزے که براے شما از انواع کرامات
ساخته کرده ام بروید بدان انواع کرامات مشغول شوید چون بمنازل خود باز آیند زنان ایشان
بگویند خوش آمدید این جمالے که شما را این زمان شده است چون رفته بودید نبود و ایشان گویند
ما را با خداے مجالست بود و سزاوار است که ما بدین جمال باز گردیم ؎

جمال همنشین در من اثر کرد   وگرنه من همان خاکم که هستم

و نیز در مصابیح آمده است وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ
الْکِبْرِیَاءِ عَلٰی وَجْهِهٖ فِیْ جَنَّتِ عَدْنٍ معنی این حدیث اینست که میان قوم و میان آنکه
خداے خود را بینند جز چادر کبریا یعنے حجاب عظمت و حشمت و جلال باری هرگز از دل مومنان
در بهشت هم منتفی نخواهد شد که صفت حقیقی و ذاتی اوست هرگز از ذات او منتفی شدنی نیست
ازین جا معلوم می شود بهشت خوف جلال باشد اما خوف قهر نبود و معنی آیت لَا خَوْفٌ

علیہم ای خوف القہر مراد باشد در سراجی می نویسد کہ اہل الجنۃ آمنون عن خوف العزل غیر امنین عن خوف الجلال نہ بینی در شاہد بادشاہے درگاہ انعام خوشی وکشادگی در مجلس جشن وشادی اگر بصد کشادگی وملاعبہ با حاضران پیش آید ہرگز خوف عظمت ومہابت وجلالت او از سینۃ الیشان زوال نہ پذیرد وتحمل ہر چند بیشتر کشادگی و انبساط کند تمکن خوف عظمت او بیشتر در دل حاضران جاے گیرد واین مشاہدہ ہر احادے درحق بادشاہے مجازی وبندگان صوری است بربادشاہ حقیقی چہ گمان توانذ بردو وہم در مصابیح است عن سعید ان ناسا قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہل نری ربنا یوم القیمۃ قال رسول اللہ نعم ہل تضامون فی رویۃ الشمس فی الظہیرۃ صحو الیس معہا سحاب قالوا لا یا رسول اللہ قال ما تضامون فی رویۃ اللہ یوم القیمۃ الا کما تضامون فی رویۃ احدہما اذا کان یوم القیمۃ اذن موذن لیتبع کل امۃ ما کانت تعبد فلا یبقی احد کان لیعبد غیر اللہ من الاصنام والانصاب الا یتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من کان یعبد اللہ من بر وفاجر اتاہم رب العالمین قال فما تنتظرون قالوا یتبع کل امۃ ما کانت تعبد قالوا ربنا یعلم فارقنا الناس فی الدنیا افقر ما کنا الیہم ولم یصاحبہم وفی روایۃ ابی ہریرہ فیقول ہذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء عرفناہ ابو سعید گفت مردے از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید روز قیامت خدائے خود را خواہیم دید گفت آرے وہیچ شکے شمارا در دیدن آفتاب درمیان روز وقتے روشن کہ درا وابرے نباشد و در دیدن ماہتاب کہ در شب روشن کہ در او ابرے نباشد ایشان گفتند شک نمی کنیم فرمود شک نہ کنید در رویت خدا مگر چنانکہ شک نمی کنید در رویت آفتاب وماہتاب چون روز قیامت شود منادی ندا در دہد ہر عابدے پس معبود خود رود وہمہ عابدان اصنام وانصاب در دوزخ

افتند عابدان حق تعالیٰ مانند از نیکوکاران وگنہ گاران حق تعالیٰ برایشان اتیان
کند و در مفاتیح شرح مصابیح است کہ مراد از اتیان حق تجلی الہی وتعریفات ربانی
است برایشان گوید چہ چیز را انتظار میکنید گویند خدایا ما ترک مردمان کردیم و مخالفت
ایشان کردیم در اختیار عبادت تو اگرچہ ما محتاج بدیشان بودیم بایشان صحبت نہ
کردیم و در روایت ابوہریرہ آمدہ است کہ ایشان گویند آنجا جائے ما است کہ تا
اتیان کند خدائے تعالیٰ ما را چون اتیان خدائے برایشان شود بشناسیم ما او را پس
آوردیم و در آخر این حدیث بعد چند جملہ آمدہ است ثم یضرب الجسر علیٰ
جہنم وتحل الشفاعۃ الیٰ آخر الحدیث پس باشارت حدیث چنین معلوم می شود
رویت پیش از دخول بہشت ہم خواہد بود و نیز در مصابیح آمدہ است انکم سترون
ربکم عیاناً و در مصابیح آمدہ است اذا دخل اھل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ
تبارک وتعالیٰ تریدون شیئاً ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوھنا والم
تدخلنا الجنۃ وتنجینا من النار قال بلیٰ فیرفع الحجاب فینظرون الیٰ وجہ اللہ
فما اعطوا شیئاً احب الیھم من النظر الیٰ ربھم ثم تلا للذین احسنوا الحسنیٰ
وزیادۃ چون اہل بہشت در بہشت شوند حق تعالیٰ برایشان گوید کہ زیادتی انعام
کنم ایشان گویند روی ما سفید کردی و در بہشت در آوردی وازدوزخ خلاص
دادی می فرماید آرے و رفع حجاب کند ایشان خدائے تعالیٰ وتقدس را بہ بینند کہ
ہیچ چیز دوست تر ایشان را از دیدن خدائے تعالیٰ نہ باشد پس این آیت بہ خواند
کہ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ ای الرؤیۃ پس این روایات تقویت قول کسے
باشد کہ ازین زیادت رویت مراد دارد و نیز در مصابیح است ان اکرمھم عند اللہ
من ینظر الیٰ وجھہ غدوۃ وعشیاً اکرم اہل بہشت عند اللہ کسے است کہ روئے حق
تعالیٰ دائم بیند و نیز در حدیث مصابیح است عن ابی رزین العقیلی انہ قال قلت

لہ۔ این لئے دیدار۔ سہ مصابیح مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۲۰ ع ح۔

یا رسول الله اکلنا یری ربه مخلیا به یوم القیمة قال بلی قال وما آیة ذالک فی خلقه فقال یا
ابا رزین الیس کلکم یری القمر لیلة البدر مخلیا به قال بلی قال فانما هو خلق
من خلق الله فالله اجل واعظم ابی رزین پرسید که خدای را بی مانع و بی پرده
همه مردم ببینند گفت آری گفتم در خلق او علامتی هست گفت قمر شب چهاردهم بی مانع
و بی پرده دیده می شود و خدای که آفریننده اوست اجل و اعظم همچنان دیده خواهد شد

۴۳

سوال - اگر ثابت شد یکی از صفات باری تعالی محبت او با عباد است و محبت عباد
با او در قرآن می گوید یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ و برای محبت بین الشخصین میل باید و برای
میل جنسیت باید و میان بنده و خدای و حادث و قدیم جنسیت محال است پس
محبت حقیقی چگونه درست آید **جواب** بگو این جا محبت عام است و محبت خاص است
محبت عام آنچه در کتب فقه و تفاسیر افتاده که مراد از محبت بنده خدای را امتثال
اوامر او هم چنانکه او باز دارد ازان باز ماند لازم معنی محبت مراد است و اما محبت خدای
بنده را آن است که عمل صالح او قبول کند و او را جزای عمل بدهد و تفضل ثواب و تقرب
درجات بکرم خویش زاید نماید بر اعمال خیر او مخصوص گرداند این محبت الله باشد بنده را
چنانکه ظاهر یا پادشاهی یکی را از خواص خود دوست دارد و او را مخصوص بانواع مراحم
و خزانات و انعامات و تشریفات کند که دیگران ازان غبطه برند و محبت دوم
محبت خاص است که آن خاصه بشری است میان بنده و خدای و اگر آن را در میان
آرم شاید ازین جاهلان کم اصل که خود را علماء ساخته اند محض جهلا اند از سر نادانی و
سوی فهم خویش چیزی در باب بزرگان گویند و انکار برند و بدان بدبخت دارین گردند
و سبب آن من بوده باشم هم ازین جهت گفته نشده اما این جا رمزی ازان چنین
گویند بعض قدسی بعبارت احمدی است بلکه با همه است اما در حق خواص متجلی و منکشف است
آن بعض را نسبتی و جنسیتی با اوست نه بدین معنی را نسبتی و جنسیتی چنانچه یاران بیارد

وہو انم شود وآن نم چکیدن گیرد این چنین می چکد که آن بسیار خضر بات را تربیت می کند آن فیض بخیر باران است اما نسبت مائی با و محبت وارد و محبت خاصه ازین جا منشا باشد وآن کسے که انا الحق و سبحانی گفت ہم ازین قبیل است۔

۴۳ **سوال**۔ اگر ترا پرسند که یکے از صفات باری تعالیٰ شکور است و شکور فعول است صیغہ مبالغہ معنی او بسیار شکر گوینده و شکر بمقابلہ احسان محسنے باشد و باری تعالیٰ منعم و محسن ہمہ است شکر کسے بر وجہ لازم شود **جواب**۔ بگو از شکور اسم باری تعالیٰ جزا دہنده شکر بندگان مراد است شکرے که بندگان گویند او قبول کند و جزاے آن دہد و جزاے شکر را شکر خوانند چنانچه جزاے سیئه را سیئه گفت و ہم بدین معنی تواب است یعنی قبول کننده توبہ بندگان و جزا دہنده توبہ ایشان تَابَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ اَیۡ قَبِلَ اللّٰهُ تَوۡبَتَه۔

۴۴ **سوال**۔ اگر ترا پرسند خالق افعال بنده که دران بنده را اختیارے ہست از طاعت و معصیت خداے است یا بنده؟ **جواب** بگو خداے است مذہب اہل حق این است و مذہب معتزلہ این است که بنده است خداے را در افعال اختیاری بنده خلقے نیست لعنت خداے بر ایشان باد که این مذہب خبیث ایشان بدتر از مذہب مشرکان و عبدۃ اصنام که ایشان یگانگی را منکر اند و بتان را شریک می گردانند این احمقان ابلہ ہمہ جہان را شریک باری تعالیٰ گردانند پس من ہم خالق خداے ہم خالق که خود را مدح بخالقیت کند چه مدح باشد بگوید اَفَمَنۡ یَّخۡلُقُ کَمَنۡ لَّا یَخۡلُقُ و دیگر اقل از حال خالق آن مقدار باشد که او عالم باشد بدانچه خلق خواہد کرد و حرکاتے و سکناتے که مردم در حالت سرعت مشی می کنند مثلاً ہیچ علم بدان قبل وجود و حال وجود و بعد وجود ندارد پس چه خالق باشد بے علم ہیچ دانائے نه گوید بعقل صریح و نقل صحیح معلوم و تحقیق شد که خالق کل افعال عباد خیر او شر اً اختیاراً و جبراً و اضطراراً ظاہراً و باطناً باری تعالیٰ و تقدس است۔

۴۵ **سوال**۔ اگر ترا پرسند چون ثابت شد که خالق کفر کافر و خالق زناے زانی و کذب

کاذب باری است پس عذاب بمقابله آن کردن ظلم باشد وظلم در صفت باری روا نیست
جواب بگو این جا مذهب اهل حق اینست که حق تعالی وتقدس در بنده خلق اختیار
میکند که او را جدا از نفس خویش می باشد وقت صدور آن فعل از و بخلق باری که آن شخص
خواهد که بکند نه کند اگرچه خلق باری باشد البته شود و اختیار او تابع اختیار باری باشد
غیر آن اختیار نه کند اما این مقدار که هست آن وقت از خود بضرورت می یابد بر سبیل
قطع و یقین که این فعل مقدور من است اگر من خواهم که نه کنم چنانکه صاحب نفس در خاطر دارد
که اگر خواهم نفس بکشم و اگر خواهم نه کشم اما چون دم زدن دوری کند هیچ باختیار متعلق نباشد البته
بیرون آید مثلاً کافر دانست بت پرستیدن این مقدار از خود می یابد که اگر این دم سجده نه کنم توانم
و شارب خمر میداند بتحقیق اگر این دم جرعه نه خورم توانم و کذالک سائر هم بدین مقدار او فاعل
مختار خوانده شد او را قادر بین الفعل والترک داشتند مدح بر فعل خیر و ترک شر و ذم بر عکس آن هم
بدین فعل وجدان ضروری تابع اختیار باری مبتنی گشت و علت مناط تکلیف دین
والامر والنهی بدین قدرت استقرار یافت و این را قدرت اکتساب نامند پس فعل عبد تحت قدرت
باری آمد خلقاً و تحت قدرت عبد آمد کسباً تحت قدرت قادرین شد ولیکن بجهت مختلف
نه چنانکه معتزله گویند که تحت قدرت قادرین بیک جهت است عبد در بعضی که خدای
از وی اراده طاعت و ایمان میکند و او خلق کفر و ایمان در خود می کند و اراده آن می کند
پس ارادت عبد غالب می آید بر ارادت باری این سخن هیچ نادانی هم نه گوید عمر بن عبدالعزیز
می گوید معتزله را از دست مجوسی الزام خورد معتزله گفت ایمان آر مجوسی گفت اگر خدای بخواهد
بیارم معتزلش گفت حق تعالی میخواهد تو و شیطان نمی خواهد مجوسی جواب داد فانا متبع اغلبهما
واقواهما من تابع اویم که از میان ایشان غالب تر باشد فتحیر المعتزلی فافهم و بعضی علماء
فرق میان قدرت کسب و خلق آن کرده اند که کسب بآلت باشد و خلق بلا آلت بود و بعضی
گفته اند که کسب انفراد قادر بدو صحیح نیست و اما خلق انفراد بدو لازم است و جبریه که نفی اختیار

خواهد که بکند

چون دم زدن

معتزلش گفت

عبد کند افعال او را چون افعال مرتعش دارند و تکلیف ضائع کنند ثواب و عقاب را بر باد هوا شمارند
اما ما می گوئیم جبر و جور روا نیست زیرا چه جبر از ظلم است خود کند و برآن عذاب کند این ظلم باشد جواب
گویند غزوا آمنا و صدقنا کافر را بیازند و به متعابه کفر او را خواهند عذاب کنند او گوید کفر مرا تو آفریدی
و این زمان عذاب میکنی این ظلم است جل حق سبحانه تعالی گوید از غیر هو لا صورت تو آفریدم
با کفر و در رحم ترا با کفر داشتم و تولید با کفر کردم و ترا زیانیدم با خلق کفر و این دم ترا با خلق آوردند
و هر گامے کہ تو زدی زدن گام ترا من آفریدم و این دم کہ میگوئی با من کہ کفر مرا تو آفریدی و این
زمان عذاب میکنی ظلم است من آفریدم معتقد او در دوزخ بهی فرستادم رفتن تو در دوزخ من
آفریدم هر گامے پس هر گامے در دوزخ من آفریدم آتش من آفریدم و صفت احراق در آتش
من آفریدم و آتش بر تنت من گماشتم صفت تقبل احراق تن را من آفریده ام وجدان المے کہ تو
میکنی آن را من آفریده ام آن نعره و شورے کہ تو میکنی من آفریده ام اما تو فکر کن کہ ظلم از کدام
دریچه برآید و از کدام ره دخل یافت فافهموا واغتنموا ایها الجبریة والقادریة انک سترٌ
غامض و غور غائر و جبریه کہ نفی اختیار عبد کنند افعال او را چون افعال مرتعش دارند و تکلیف ضائع
کنند و ثواب و عقاب را بر باد هوا سازند و این مخالف اجماع اهل دین و علما است و این را مسئله
قضا و قدر گویند مشکل بحثے است مخلص ازین مضیق بے عنایت و توفیق باری هرگز نباشد رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم بحث درین مسئله کردن منع فرمود چون صحابه را دید اختلافے درین می کنند
غضب کرد و بر انشیان تا آنکه رخساره مبارک سرخ شد و گفت انما هلک من کان قبلکم
بالاختلاف فی القدر و اذا ذکر القدر فامسکوا چون مسئله قضا و قدر اعتقید بظاهر فهم قرآن این
کنید همه تقدیر خیر و شر و طاعت و معصیت و قضا و قدر کفر و ایمان همه از خدائے است. عبد را در
دخلے نیست ازین میان معلوم شد کہ او تعالی مرید خیر و شر است و جمله نیکی و بدی از خدائے است بقضا
و تقدیر و ارادت و خلق اوست و معتزله میگویند خدائے تعالی مرید خیر و طاعت است و مرید کفر
و معصیت نیست و همچنین کفر بقضاء الله و مکتبه اختیاره و خلقه نیست و لیکن مخلوق بنده و باراده

جبر چرا نیست

با خلق کفر و ... ترا با خلق آوردند

وقضا و اختیار او ست خدا ے ایمان وطاعت میخواہد و بندہ خلق کفر و گناہ و رخود می کند پس
باری عاجز از بندہ می آید و بندہ قادر بر باری می شود و این جہالتے عظیم و حماقتے جسیم است اما
مابہ شبہۂ ایشان این است کہ کار ے کہ خلق آن کار خود کند و تقدیر آن خود کند و خلق اختیار بندہ آن
کار را کہ ضروری و صوری میگویند خود انکار کند کہ ہرگز خلاف آن بندہ اختیار نتواند کرد و قضاے
آن کار خود کند پس بدان ملامت و عذاب کند ظالم باشد و خداے عزّ و جلّ منزہ است از ظلم و بالعقل
صریح و نقل صحیح جواب این شبہہ از جہت سنت و جماعت ہمان است کہ بندہ را قدرت اکتساب
دادہ اند و اختیار ضروری کہ بیان آن بالا رفتہ است و در بندہ وقت فعل مخلوق میشود و خلقنا
مختارین ای خلقنا واختیار نا ہم بدین مقدار ظلم منتفی می شود و موضع مدح و ذوم و الزام حجت
باشد کہ ترا این مقدار اختیار ضروری دادیم و قدرت اکتساب بخشیدیم طاعت من گذاشتہ گناہ
اختیار کردی با وجود از آیات واضحہ و دلائل قاطعہ تواتر نعم و توالی آلاء و ہم بدم مجرد اختیار ضروری صوری
یافتی کہ بدان این مقدار وجدانے درخود کردی کہ اگر این کار نہ کنم بجاے آن چندان توانم کرد بہمین مقدار
قدرت ضروری کہ ترا دادیم صرف در گناہ و نافرمانی کردی بقدر گناہ بتعذیب و عقوبت مستحق گشتی
اگر خواہد بخشد و نگیرد تواند اگرچہ از بن شخص توبہ ہم نہ شود الا از کفر کہ وعدہ برین رفتہ است کہ کافر را
بے توبہ مغفرت نیست اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ
حضرت خواجہ ابا سلامتہ تعالیٰ در رسالہ استقامت الشریعۃ علی طریقت الحقیقۃ نبشتہ است کہ
حق تعالیٰ چہار طبیعت را پیدا آورد ہر یکے را ضد دیگرے کرد و بینہما بجہتے نسبتے خاصے داد بدان
نسبت از دواج شد آتش گرم و خشک کرد خاک را سرد و خشک خشکی خاک را با آتش نسبت شد آب
سرد و تر است بہ نسبت سردی آب را با خاک نسبتے شد آب را سرد و تر کرد و ہوا را گرم و تر ساخت
بہ نسبت تری با آب نسبت برد و نسبت گرمی با آتش نسبت حاصل شد از ین اجماع موالید حاصل شد
یکے از آن آدم شد مرکب از ین چار طبیعت مناسب و مخالف و آن نوع را دو صنعت کرد مومن
بیافرید و مشرک بیافرید و شرک مشرک را بیافرید و اختیار شرک مشرک را بوجدان اختیار خود در آن

شرک بودن او برآن شرک او بیافرید و وجدان آن اختیار ضروری در خود از نفس خویش که من قادرم میان فعل این شرک و معصیت و ایمان و طاعت او آفریده و او را بے اختیار او وجدان اختیار او گردانید و مناط تکلیف باین اختیار داد و کرد و نفس تکلیف بے اختیار بدین وجدان ضروری او کرد و بجا آوردن این و باز ماندن ازین امر و نهی او کرد و مدح و ذم بر فعل و ترک او کرد و الی آن یتم امره علیه اجزاے ناری و مائی و هوائی و خاکی که در و بوده اند متفرق شده میل به شکل خویش کرد چون در نفس معین صفت تعین گرفت رجوع الی کل جسر نشد باین نسبت غیر او گشت پس بعث شد باین شرک و آن خلقے دیگر است کما تبعثون تموتون و کما تموتون تبعثون و دوزخ را او آفرید آنچه مؤلمات و مؤذیات است و آتش او آفرید آتش را بر تن مشرک او گماشت و سوختن در تن مشرک او آفرید و نعره و ناله و فریاد را مقابل آتش تن مشرک را او آفرید و وجدان الم مشرک را او آفرید اکنون درین بیان بکدام دریچه ظلم روے نمود او خود باخود باز و و دبا غیر خود نه پرواز و اگر خود چنانستے که مثال ما با خداوند تعالیٰ همچون سلطان و رعیت است یا خوند کار و بنده او مالک آن مملوک استے هر آئینه اگر چیزے گوید او بکند پس بدان بگیرد ظالم باشد کار او است و این این است و این مثال ما در حق باری تعالیٰ راست نمی آید۔

سوال۔ اگر ترا پرسند خالق را خالق الکفر والمعاصی گویند یا نه جواب بگو از بهر ادب نه گویند بلکه او را خالق الکل گویند چنانکه خالق الخنازیر والحیات از بهر ادب نه گویند۔ اگرچه خالق الخنازیر والحیات همون است همون معنی این آیت است مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی اگر سیئة برسد اضافت بما نکنید بلکه بگو بار سیئت نفس تو است که بتو رسیده است اگرچه همه از خدا است اما ادب با اضافت با و مکن این معنی در فقه اکبر امام اعظم رضی الله عنه می نویسد

سوال۔ اگر ترا پرسند که چون کفر قضاے باری باشد و رضا بالقضا واجب در رضا بکفر کفر پس چگونه مستقیم آید قضاے باری بود رضا بقضاے باری کفر بودے و این روا نیست

بدان (حاشیه): بدان
را این بے اختیار حقیقی بدین (حاشیه)
اسفل الکل علی الکل (حاشیه)
را به نسبت (حاشیه)
۴۶ / ۴۷ (حاشیه)

جواب - بگو کفر مقتضی باری است نه قضا و قبح در مقتضی است و در نفس قضا نیست زیرا که
قضا فعل است و قبح در فعل او نیست که او حکیم است بغیر حکمت چیزے فعل او نباشد رد آنچه یعنی
بر حکم قبیح در وی است در نفس قضا نیست پس رضا بکفر که آن مقتضی است کفر باشد و در رضا
بقضا که آن نفس قضائے باری است فرض بود و این جواب خوب زیراکه قول شما که رضا واجب نبود
نمی شود دیگر بقضاء الله به مقتضی و این مرضی نیست زیرا که مردمان که می گویند که رضینا بقضاء الله تعالی
مراد ایشان این نیست که راضی شدند بصفتے من صفات الله بلکه مراد این است که راضی ایم
بمقتضائے قضا نه بقضا که صفت وی است جواب بهتر آن است که بگویند که رضا بکفر
از حیثیتے که او از قضائے خدا است طاعت است و رضا بکفر از حیثیت مذکوره کفر نیست

سؤال - اگر ترا پرسند که چون مقتضی قبیح بود و باری حکیم قضا بمقتضی قبیح چون کند -

جواب بگو روا نبود که قضائے قبیح قبیح نبود و باآن متعلق باشد حکمتے و معنی حسنے در عاقبت
فائده باشد و قبیح آن است که او را فائده متعلق نشود و عاقبتے حمید نبود و بیان آن
عاقبت حمیده و حکمتے که بدان متعلق است در طاقت بشر نیست چه حکمت تواند بشر بیان
کردن که در خلق ابلیس و اقتدار او بر افعالے که از وے می آید و در خلق و ذات موذیه جز خیر
و سکوت و اقرار بعجز هیچ نبی و ولی را ممکن نیست اگرچه در هر صفتے از صفات و در هر فعلے
از افعال نهایت جز به عجز و اقرار به اضطراب و سکوت نیست اما بقدر طاقت بشری و اندازه
عنایتے که باری بنده را روزی می کند که بر آن فهمے می شود و سخن گفته می آید و باز عقیده بر
حقیقت آن و استقامت بر آنچه عندالله صواب است جز بر کرم و لطف باری نیست
و درین معنے چند بیتے خوش گفته است خواجه فریدالدین عطار عطر الله قبره

سبحان خالقی که صفاتش ز کبریا　　بر خاک عجز می فگند عقل انبیا
گر صد هزار قرن همه خلق کائنات　　فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کای اله　　دانسته شد که هیچ ندانسته ایم ما

۳۸

از افعال اثبات تمام نظام جز عجز و اقرار بر عجز از [illegible]

قَالَ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مَن عَرَفَ اللّٰهَ کلّ لسانه ونیز در حدیث آمده است مَن عرف اللّٰه طال لسانه وجه توفیق آن باشد که معرفت صفات وافعال بقدر وسع وطاقت بشری زبان طولی دارد چون به حقیقت وکنه معرفت رسید کل لسانه شد هم بدین معنی بزرگی گفته است ؎

هرگز دل من ز علم محروم نه شد — کم ماند ز اسرار که مفهوم نه شد
چون نیک نگه کردم از روی خرد — معلوم شد که هیچ معلوم نه شد

چون نهایت کار بر عجز از ادراک است بعضے بزرگان همین عجز را ادراک نام کردند به گفتند العجز عن درک الادراک ادراک نهایت علم این است جائے رسی که هیچ مفهوم تو نه شود خود را عاجز یابی نهایت ادراک این است زہے ذل و خواری وزہے مسکنت وبیچارگی که جهل را علم نام کردیم ونقصان را کمال وفنا را بقا سبحان من استاثر بالقدرة والبقاء وسِمَ غیره بالعجز والفناء وظاهر شد ازین بیان که طاعت وافعال خیر به خلق وتقدیر وارادت ومشیت وقضا بامر ورضا است وکفر ومعصیت بخلق وتقدیر وارادت ومشیت وقضا ونهی با مر ورضا نیست ارادت وقضا ملازم امر ورضا نه اند آنکه با نهی وسخط جمع شوند واین مذهب معتزله نیست وازین جا معلوم می شود که چون مذهب حق بدین نهج است که مرید وخالق وقاضی ومقدر کارے که بران خود راضی وخوشنود نه بود بلکه کاره وساخط باشد چنانکه در حدیث قدسی وارد است ما تردّدت فی امر کتردّدی فی قبض روح عبدی المؤمن فانه یکره مساءت الموت وانا اکره مساءته الا انه جری القلم علی ذلک ولا بد منه یعنی بے رضائے من در هیچ کارے نیست بر اندازه بے رضائے من که در قبض روح بنده مومن دارم زیرا چه دشواری خود را مکروه می دارد ومکروه او نا مرضی من است لیکن او را از آن قبض روح چارہ نیست زیرا آن تقدیر محکم رفته است که اللّٰه کل نفس ذائقة الموت باشد قابل تغییر تبدیل نه او دا ازان چاره نباشد علی هذا دانستی بحکمتے ناخوشنودی خویش کند بارے

بیندیش کفر بسیار است یا ایمان و معصیت بسیار است یا طاعت لابد کفر بسیار و معصیت بسیار
و هر دو نامرضی و مسخوط چون مسخوط و نامرضی و نامطلوب خود بنا بر حکمتے بسیار کند از مرضی و مطلوب پس
مطلوب و مرغوب مرضی خویش از وی دانما چه خواهی و چه طمع داری نه که طمع خام می پزی ام
للانسان ما تمنّٰی ؎

دست بدامان دوست نیازد کس بو الهوسان فضول سر بگریبان برند

ما للتراب و رب الارباب و این الماء و الطین من حدیث رب العالمین
خوش تنبیهے در قرآن می کند و یحذّرکم اللّٰہ نفسهٗ خداے شما را از خود میترساند چون نباید
ترسید از کسے که او خود گوید که من شما را از خود میترسانم و این تنبیهه محض کرم و لطف باشد و این جا
معلوم شد جهالت و حماقت معتزله که اصلح عباد بر باری واجب گویند که اے احمقان اصلح
در حق ابوجهل ایمان بود چرا خداے او را ایمان نداده و اصلح در حق همه انبیا و اولیا بلکه
همه خلق وصول به مرتبه محمد بود چرا همه را بمرتبه محمد صلی اللّٰه علیه و آله وسلم نرسانید و چون اصلح
بر وے واجب آید موجب ترک چه باشد و معنی وجوب در حق باری چه توان گفت که ترک
موجب عتاب باشد و عقاب بر وے که کند و چون وجوب ثابت شود پس او را چه مانع شد
از ایمان ابوجهل و چه داعی بود سوے ایمان ابوبکر رضی اللّٰه عنه و بر وے چه ملح آمد برسانیدن
انبیا بدرجه نبوت و اولیا بدرجه ولایت هر یکے را این درجه رسانیدن بر وے واجب بود
و چه منت باشد بر ایشان که آنچه واجب بود کرد و الا مستحق عقاب و عتاب شدے و لایق
الوهیت نه بودے و اگر گویند همه بحکمت متعلق است و اطلاع بدان جز باری را نیست
پس ما هر کسے را هر چیزے که داشته است بحکمت داشته است و اصلح در حق او همان است
پس وجوب بر وے چه معنی دارد و راه حکمت که او حکیم است قول به اصلح معنی دیگر نباشد پس تصدیع
چندین بیفائده باشد پس حاصل این سخن یا جرأة علی اللّٰه بدعوی صفتے که نه لایق جمال او باشد
و آن کفر صریح است و جهل ظاهر است و یا مهمل بے معنی است بهر باب صاحب او را عقلے

درستے نیست خوش گفته اند متکلمان الْمُعْتَزِلَة مخانیث الحکما واما آنکه در قرآن وارد است وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وعلی دلیل بر وجوب کند پس رزق دواب واجب باشد بر باری و نیز در حدیث بسیار آمده است کَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَیْ وَاجِبٌ عَلَى اللّٰهِ ان یدخله الجنة وشما می گوئید که وجوب بر خدا محال باشد ما می گوئیم که وجوب در آیت و حدیث بدین معنی است که بر ذمت کرم خویش آن فعل چنان لازم کرده البته خلاف آن نه کند بدان ماند که چیزے واجبے باشد نه آنکه بدان معنی که ایشان می گویند اگر نه کند لائق خدائی نبود ظالم باشد نعوذ باللہ از درجه الوهیت باشد معاذ اللہ این سخن هیچ دانائے نه گوید پس این چنین احمقان اگر انکار کرامت اولیا کنند عجب نباشد اما اگر بدین معنی گو در بعضے کتب کلامیه مسطور است که ایشان احراس نبوت میگویند یعنی خارقے که بدست ولی تبع ظاهر باشد یا در حیات نبی و یا بعد ممات او اثر صدق نبوت از نبی است و پرتو نور اتباع نبی او دلیل صدق نبوت آن نبی او ست نه آنکه این باستحقاق مستحق این خارق شد چنانکه آن نبی شده بود و گرنه سد باب معرفت خصوصیت نبوت آید آن زمان اختلاف جز لفظی نباشد زیرا که دعوے استقلال ولی تبع را کفر است حقیقت همان است که بدولت اتباع نبی و باستنارہ پرتو نور نبی خویش است که بدان خارق رسیده است و هر شخصے که این عقیده بکند از خود کافر است پس ایشان منکر ظهور خارق غیر نبی نه اند ولیکن استقلال را منکر اند و معنی متفق است اختلاف در لفظ بیش نباشد که کرامت اولیا گویند با حراست نبوت ایشان حراست نامند ما کرامت گوئیم و معنی هر دو یکے باشد و آنکه گویند که ایشان منکر از سبب آنکه که سد معرفت نبی خواهد شد سخن باطل است زیرا چه نبی مقارن دعوی نبوت خارق ظاهر خواهد کرد و ولی بدعوی اتباع پس فرق ظاهر باشد و صاحب طیبی شرح کشاف بر ایشان طعنه کرده است از بزرگے نقل کرده معلوم شد از انکار کرامت ایشان که هیچ یکے از ایشان ولی خدا نبود و بدرجه محبت و ولایت نه رسیده همه مطرود ان و مخذولان بوده اند زیرا چه از ایشان اگر کسے بدین درجه ولی رسیده بودے از خود احساس خارق عادتے عالها کردے پس انکار نه کردے۔

سد معرفت
سخنے

۴۹ **سوال**۔ اگر ترا پرسند تکلیف فعل اللہ است بر عبد و برائے آن فعل قدرت باید و اگر نہ تکلیف عاجز آید و آن محال است و آن قدرت مع الفعل باشد نہ قبلہ و بعدہ **جواب**۔ بگو پیش اہل سنت جماعت برائے ہر فعلے کہ عبد بدان متکلف گردد قدرت باید کہ وقت فعل در عبد بخلق باری حادث شود مقارن با آن فعل تا آن فعل در وجود آید و این را استطاعت خوانند و آن مع الفعل کحرکت الخاتم مع حرکت الاصبع قبلہ و بعدہ نباشد زیراچہ عرض است اگر قبلہ و بعدہ گوئیم در وقت فعل وجود نبود پس تکلیف وجود فعل فاعل بدون قدرت بران فعل لازم آید و این محال است اما تحقیق این بحث در کتب مطول چنین کردہ اند کہ چون این قدرت امر غیب است ابتنائے تکلیف بران سر نشد لیکن ابتنائے تکلیف بر صحت اسباب و آلات شد کہ ظاہر است از روے عقل و عادت کسے کہ صحت دست وپا دارد و اسباب دارد و این قدرت ہم وقت فعل مخلوق باری می شود سبب این فقیہان ہمین را اقامت کردہ اند مقام این قدرت و مبنائے تکلیف ہمان گفتہ اند اما اگر نفس فعل مقصود باشد چنانکہ توجہ خطاب اداء در آخر وقت کہ بدان چہار رکعت ادا تواند کرد باجماع است کہ قدرت حقیقی مشروط است تا آن وقت مع الفعل حادث نہ شود فعل نہ شود فعل حقیقی در وجود نیاید و اگر مقصود از تکلیف ظہور آن در خلق است چنانکہ توجہ خطاب ادا در آخر وقت کہ تحریمہ تواند لبت آنجا ہم قدرت کافی است بہ توقف شمس فعلی ہذا ابر محدث اگر مطلوب او وضو با آب باشد قدرت حقیقی بر آب لابدی بود و اگر مقصود تحویل از اصل سوے خلق است تو ہم قدرت بر آب کرامت کافی است۔ کذا صلوٰۃ مسافر اول بود خطاب چہار گانی پس ازان محول است سوے دوگانی بعذر سفر این سخن در تحقیق و کشف شرح حسامی و بزدوی است اما چون معتزلہ فعل را خلق اللہ منکر شدہ خلق آن قدرت را نیز منکر اند ایشان تکلیف مبتنی ہم بر صحت اسباب و آلات گویند و آن مقدم است بر فعل لابد قدرت مقدم بر فعل گویند۔

۵۰ **سوال**۔ اگر ترا پرسند چون وقت فعل حق تعالیٰ احداث قدرت آن فعل در وے کرد بدان قدرت کہ مخلوق برائے آن فعل است معاً قادر بر ترک او نیست پس او مضطر شد سوے آن فعل فکیون

تکلیف العاجز و تکلیف عاجز عبث است زیراچه مکلف قادر باید بیّن اَن یفعل ولا یفعل و او درین وقت عاجز است مر فعل فلا یکون مکلفاً **جواب** بگوییم بدان قدرت قادر است بین الترک والفعل عند اَبی حنیفۃ رضی اللّٰہ عنہ بدین معنی که حق تعالیٰ وقت آن فعل در وے قدرتے احداث میکند بدان خود را واجد می یابد اگر من خواہم این فعل کنم و اگر خواہم نه کنم پس قدرت واحد یصلح الضدین شد فلا یکون تکلیف عاجز۔

سوال ۔ اگر کسے پرسد پس درین تقدیر اقرار میشود بوجود استطاعت قبل الفعل زیراچه قدرت کافر بدان کفر می آرد آنچه صالح است برائے ایمان و آن پیش از ایمان حاصل شده هم بدان بایمان مکلف شد پس لازم شد اقرار بوجود استطاعت قبل الفعل و اگر **جواب** این سوال چنین دهیم که قدرت عند التعلیق بالکفر و صرفه الیه صالح برائے ایمان است و کذالک العکس پس آن قدرت که بر آن ایمان متعلق شد و صرف آن سوے او شد قبل الایمان نبود ۔ اما آن نفس قدرت صالح بود قبل التعلیق که بدان منصرف شود الی الضدین و عند التعلیق متعین برائے یکے شد پس تکلیف عاجز بنفس قدرت نیاید این جواب مشکل است زیراچه این نفس قدرت هم مقدم بود براحد الضدین دیکے از دو ضدین در وجود مقدم بر دوم ضد و امر تکلیف بر ضد ثانی موخر از ضد اول است هم بدان قدرت که ضد اول بدان حاصل شد ازین شبه خروج مشکل باشد اما ازین شبه جواب بنوعے دیگر داوند که تکلیف معتبر بصحت اسباب و آلات و آن بے شبه مقدم است بر فعل و تکلیف مقارن آن است فلا تکون تکلیف العاجز و اگر مقصود از نفس فعل است خود آن فعل مقارن بآن قدرت است پس به هیچ نوعے تکلیف عاجز نخواهد بود۔

سوال ۔ اگر کسے پرسد یکے از افعال باری تکلیف است و آن اگر در وسع مکلف نبود عبث باشد زیراچه مقصود به تکلیف ابتلا است میان آنکه کند یا نه کند عقاب و ثواب یابد و چون مقدور او نبود فائده نه باشد و تکلیف بدان عبث بود و عبث بر باری روا نبود و نزد یک شما که کفر کافر مراد باری خلق باری و باختیار باری و ارند بے اختیار نتوانند کرد و ایمان او مستحیل باشد

و دعا جز تا ایمان بود و ہمچنان طاعت عاصی پس تکلیف کافر مختوم بکفر و عاصی مختوم بعصیان تکلیف بمالیس فی وسعہ بود و آن واقع است پس عبث باشد کہ روا نبود **جواب** بگو تکلیف مالیس فی وسعہ ہم بدین دلیل کہ تو گفتی از خدا روا نیست کہ خداے تعالیٰ در قرآن گفت است لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اما معنی مالیس فی وسعہ این است کہ محال باشد مثل جمع بین الضدین یا ممکن فی نفسہ بود لیکن در تحت قدرت او نبود چنانکہ خلق اجسام و احیاے صور و یا عاجز ے بود از حمل یک من او را تکلیف کنند بحمل دہ من و گویند اگر برگیری تنہا ترا ثواب و الا عقاب مثل این از باری محال باشد کہ عبث است اما اگر او را قدرت اکتساب آن فعل عادتا باشد و ضد آن ہمچنان آدمی را کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ ای علیٰ قابلیۃ الدین فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ پس ہر کافرے را استعداد ایمان داد است چنانکہ قدرت کفر و او را بضرورت وا جدان گر دانیدہ کہ او قادر است بین الکفر والایمان چنانکہ پیش بت عبادت می کند می تواند کہ خداے را پرستد چنانکہ اقرار بزبان بالوہیت بت می کنند می تواند کہ ہم بدان زبان اقرار بالوہیت خداے تعالیٰ کند و قصد فعل بدان فاعل متعلق است اگر قصد فعل خیر میکند خداے تعالیٰ خلق فعل خیر می کند و اگر قصد فعل شر می کند خداے تعالیٰ خلق فعل شر و روے می کند پس بقصد فعل کفر بقصد فعل ایمان را کافر ضائع گردید از ان ملام و معاقب شد اگرچہ آن قصد تحقیق نبود اما صورت قصد اکتساب ظاہرا بوجدان آن عبد متعلق بود کہ خود را قاصد مختار می داند بین الفعل والترک پس مستند تکلیف ہمین مقدار قدرت است پس بمالیس فی وسعہ نباید و ہم برین دلیل مولینا فخر الدین رازی معتزلہ را کہ قائل بتکلیف مالایطاق شدہ اند و علماے سنت و جماعت ہمیں جواب دادہ اند کہ نبشتہ شدہ است۔

(حاشیہ: را قصد ایمان کافر را اگرچہ قصد بحقیقت مستند نبود — مستند را)

۵۳ **سؤال** اگر ترا پرسند خداے ما را تعلیم کرد کہ دعا کنیم کہ تحمیل مالایطاق نکند لقولہ تعالیٰ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ **جواب** بگو دعا از رفع تحمیل است نہ تکلیف و تحمیل مالایطاق روا است اما تکلیف مالایطاق روا نیست پس فرق میان تحمیل و تکلیف این است کہ غرض تکلیف

ابتلا است بین ان یفعل فیثاب وبین ان لا یفعل فیعاقب و اما تحمیل مقصود از و ابتلا نیست بلکہ تعذیب و قهر صرف است وارادت فعل دشوار از یکے قهراً و جبراً جزاءً سیئاً نه السابقة کہ این چنین بکن و معلوم است کہ نتواند کرد ن پس عذاب بروے محقق باشد و چنانکه مولی وقت غضب بر غلام بگوید که یک سوے پرآب شور نمکی بخورد میداند که طاقت وے نیست اما قهراً و تعذیباً تحمیل آن می کند این از خداے در حق بندگان گنهگار و بدکردار وارد است چنانکه انواع تعذیب دیگر مارا حق تعالی تعلیم دعا می کند که بدین نوع عذاب مارا معذب نگردانی میگوید وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ پس اسند لال تحمیل برائے تکلیف کردن خطائے عظیم باشد و امر باحیاے صورت مصوران راه در روز قیامت و امر به اتیان ملائکه اسماءِ اشیا که عرض برایشان بود امر تعجیز است نه امر تکلیف ۔

سوال ۔ اگر ترا پرسند یکے از افعال باری تعالی ارسال رسل است و حکمت در آن چه باشد و اگر رسول عین موافق عقل آمد و خود آن عقل کافیست و اگر مخالف عقل آرد کسے نشنود زیرا چه عقل حجت است از حجج الله و مناقضه بآن روا نه باشد و برخلاف عقل کار هم مستمعش نه شود و فائده هم در آن فرستادن نباشد نیز خود قادر است بر هدایت مردمان بلا واسطہ کسے و در حقیقت همان است که هادی حقیقی هموست اگر سی صد هزار سال از یکے ایمان خواهد او هادی نبود هرگز او ایمان آوردنی نیست و آنکه او هدایت خواهد و نبی را غرض محال کنیم که مطلوب ایمان او نبود هم او ایمان آرد و مومن شود پس نبی در میان چه کند و فائده بعث او چه باشد

جواب بگو که اشیا و اشیا بر سه نوع است یکے موافق عقل که بآن حاکم بود و آن کافی است چنانکه عارفان به یگانگی خدا عند تائید العقل بنور الله برائے آن نبی حاجت نه و لهذا اغضب گفته اند که بنده توحید بنفس عقل خود ماخوذ است نه شاہق الجبل ماخوذ است باصل ایمان و معذ است بترک آن اگرچه بدو تبلیغ نبی نرسیده باشد و نوع دوم که عقل حاکم باستحالہ آن است چنانکه وجود شریک باری و برائے او هم عقل کافی است حاجت به نبی نیست و لهذا اینجا شاهق جبل به کفر

وشرک ماخوذ است همچون امتناع واستحالت بین النقیضین و الضدین بدان صفتے که عقلا گفته اند واما سوم نوع آن است که عقل نه بامتناع آن حاکم و نه بوجوب آن قائل امرے است ممکن من حیث العقل مستوی الطرفین و عقل را بدان هدایت نه اختیار نه بوجوب نه بامتناع براے اختیار آن را و تعلم آن را و رسانیدن آنرا از خداے به بندگان نبی لابدی باشد چنانچه تکلیف بفروع ایمان و اخبار به احوال بهشت و دوزخ و بعث و حشر جز بقول مخبر صادق صحیح و راست نیست انسان بدین عامل نه گردد و بعقاید آن دل را متحلی نه کند و بدولت سعادت دارین نرسد به عقل این جا کفایت و هیچ راه نیست لابدی باید که جمله امت اعتقاد بر قول و فعل او کنند و هر چه گوید ایمان آرند و بدان سعادت دارین حاصل کنند والا محروم باشند و دور از خدا و قربات و مثوبات و درجات او باشند پس ثابت شد که نبی لابدی است باید و اما جواب از شبه دوم آرے از روے حقیقت همین است که هادی حقیقی او رب تعالی و تقدس در قرآن گفته است اِنَّكَ لَا تَهْدِی مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِی مَنْ یَّشَآءُ و در جاے دیگر گفته است لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا و بزرگے دیگر هم بدین معنی گفته است اذا انکشف سر الربوبیة بطلت النبوة الخ یعنی چون هادی حقیقی باری بود نبوت جز واسطه درمیان نه باشد و فائده معتد به بدان متعلق نه باشد ولیکن سنت الله جاری بدین شده که هیچ بنده بلا واسطه و وسیله فی خلق هدایت و روے نه کند و هیچ و اسرار خود را نه بخشد و در فضلے خود بروے نه کشاید و در دار سلامت که آنرا بهشت نامند و بدار خود که اکرم انواع مراحم است و رسوا انواع نعیم جز بایمان به نبی وقت خویش نه گذرد و امر بدین کرد وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ اظهار آن عظمت کند که هیچ یکے را بدان درگاه با جلال و جاه راه سرانسر نبود جز باتباع و دوستی از دوستان او که او براے رسالت سوے بندگان اختیار کرده و بامر خویش او را براے دعوت بندگان خویش فرستاده باشد ایشان را به قبول قول او انقیاد او امر و نواهی او در باب اوفات و مطوعات خویش توفیق داده باشد ایشان را بدیه ولایت خود و مقربان حضرت خود

گردانید و بدولت اتباع آن نبی نان ریزه از خوان آن نبی نصیب وقت ایشان کنند
وللارض من کاس الکرام نصیب یکی اندیشه کن در ظاهر پادشاهی که می باشد که هیچ کس اگرچه به
اخلاص و بندگی در کنج خانه خود با پادشاه دارد اما بالتقرب برود وصول و مشاهده باو بحضور
مجلس او هرگز میسر نشود مگر بوسیلت مقربی از مقربان او و خاصه از خواصان او پس تحقیق
شد عقلاً و نقلاً چاره نباشد از نبی که بدان خلق راه خدا یابند و بدرجه ولایت هم رسند و چون
رسالت بود روا باشد یکی از متعلقان به یاری دهی او بدرجه نبوت اصطفی کند چنانکه هارون
را برای وزارت موسی نبی گردانید و یوشع بعد موسی هم برای دین موسی نبی شد و روا باشد
که بعد او نبی دیگری برسمی و شریعتی دیگر مبعوث شود و ناسخ شرع او آید چنانکه عیسی
آمده بود بروی کتابی و شریعتی دیگر آمده است اما بعد بعثت نبی ما که خیر الانبیاء و افضل الاولین
والآخرین ختم نبوت شد کسی بعد او نبی نباشد همه امت او باشند متابع او باشند تا آنکه چون
عیسی علیه السلام نازل شود هم متابع است رسول الله باشد و بر دین رسول الله نازل شود
تا آنکه امامت نکند چون وقت نماز در آید امام شما هم از شما باید و من جز باتباع نبی شما آمده
یاری دهی شما فرود نیامده ام رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم میگوید لو کان موسی حیا لما
وسعه الا اتباعی و مهتر خضر که نبی بود امروز روحانی شده است اتباع ندارد و برای اتباع را نه
باید و ذمه متعلق به جسم است و او از آن بیرون شده و درین وقت مکلف نمانده و آنکه پیغمبر
و جن نیست او را حکما شیخ الغیب نامند و رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم گفت انا مبعوث
الی الثقلین ای الجن والانس پس چنانکه ملک نبی بر ایشان مبعوث نیست بروی هم نبی مبعوث
نیست و او نیز ملکی شده است و در بعضی روایات آمده که بعد بعثت نبی ما همه تبع نبی ما است
کذا فی التمهید و اما الخضر اختلف الناس فیه قال بعضهم انه ولی و قال
بعضهم انه نبی و قال بعضهم انه رسول الله و اجمعوا انه لیس
صاحب الشریعة ولا صاحب الکتاب اما طائفه ابدال و اوتاد ایشان از امت

محمدیہ اند تبیع نبی اند و خود راسرهنگان اولیا خوانند و کارکنان امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ گویند
واو سرور اولیا است و دفتر اولیاے محمدیہ بدست اوست و خرقہ اولیا بدو می رسد فی الصحاح
الابدال قوم من الصالحین لا تخلو الدنیا منهم اذا مات واحد بدل اللہ مکانہ باخر
فی نوادر الاصول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الابدال ثلثون رجلا قلوبهم
علی قلب ابراهیم اذا مات رجلا بدل اللہ مکانہ آخر وعن انس بن مالک البدلاء
اربعون رجلا اثنا وعشرون بالشام وثمانیة عشر بالعراق کل ما مات واحد
بدل اللہ مکانہ آخر فاذا کان عند القیمة ماتوا کلهم قال ابو عبد اللہ لیس فی الحدیث
اختلاف وانما هم اربعون رجلا وثلاثون منهم علی قلب ابراهیم فی کشف المحجوب
صد تن اند ایشان را اخیار گویند وچهل تن اند ایشان را ابدال گویند وچهار تن اند ایشان را
اوتاد گویند وسه تن اند ایشان را نقبا گویند ویک است او را قطب گویند وغوث خوانند
وابدال میان خویش چنین گویند و در غزاے طائفہ از ایشان جنگ می کردند با کفار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان را دید علی را رضی اللہ عنہ فرمود کہ برو بپرس کہ ایشان کیانند
کہ وقت حرب پیدا می شوند ووقت آنکہ خصم می خواهد زدن غائب میگردند علی رضی اللہ
عنہ ایشان را پرسید گفتند ما آنیم کہ در شب معراج از خداے خواستی کہ قومے از امت من پیدا کن
کہ قیام امت من بدیشان باشد حق تعالی ما را پیدا آورد وکارکنان اولیاے امتان تو گردانید
وهرچہ روز سے رسر ما سیرے فرض کرد در مشرق ومغرب یک بدست زمین نباشد کہ هر سالے
زیر سیر ما نیاشد تا قیامت ودر جملہ ارض سیر کنیم وقیام جهان وخلق بر آن باشد امروز شنیدیم کہ ترا
محاربہ با مخالفان است براے یاری دهی تو آمده ایم باز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی رضی اللہ عنہ
را گفت برو بر ایشان بگو کہ امروز کسے در میان در آید کہ هم زخم نخورد و زخم نخوراند شما می خورانید و
نمی خورید اهل قتال وجهاد نباشید شما بیرون آئید ایشان بیرون آمدند این حکایت هم میان خود
ابدال کنند ودر کتابے روایت وید ه نشده است . وبعضے گویند خضرے کہ امروز است غیر آن

حواشی (در حاشیه):
البدلاء
الصدیقین
صد تن
غزوے
گردانید
بدان

خضر است که با موسیٰ بتعلیم آمده بود و او عامل بحقیقت بود نه بنبی او افعالی که کرد از قتل غلام و خرق
سفینه همه خلاف شرع بود و الا صاحب شرع موسیٰ علیه السلام منکر نه شدے و شریعت دیگر جز شریعت
موسیٰ علیه السلام در حیات او نبود و جواب هم حقیقت گفت و الا در شرع اگر امروز کسی گوید که مرا
خدائے تعالیٰ گفت که فلان را بکش کشتم او را کشتن از روی شرع واجب باشد بالقطع و رسول
صلی الله علیه و آله وسلم پیش خود قصاص کند و این سخن اگرچه راست بود مسموع ندارد که عالم خلق باتباع
شریعت آمده این واجب وجوب حقیقت عمل بر موجب حقیقت با شریعت راست نیاید
هم ازین جا گفته اند عارف صدیق آن است که عالم بحقیقت باشد و عامل بشریعت بود
و عارف زندیق آنست که عامل بحقیقت بود بر مقتضای اصول حقیقت حقیقت را اصلی
سازد و عمل ظاهر را بدان مبتنی کند. فی الحاصل آن خضر نبی بود و این از ارواح خلاصه است
تمسک ایشان بقول نبی که او فرموده است لو کان الخضر حیًّا لزارنی پس این حدیث دلیل
کند خضر را ملاقات با رسول الله نبود او زنده نه بود و مردمان گویند بر روئے زمین تا صد
سال از هجرت شخصے نماند که روے رسول الله دیده باشد بدین حدیث که در مصابیح
منقول است و در قوت القلوب هم گوید پس خضر زنده نباشد جواب می توان گفت که علی
وجه الارض می گوید و او در وجه ارض از جنس مردمان نیست و مراد حدیث آنست از صحابه
که روے رسول الله دیده باشند زیادت از صد سال بر روے زمین نمانند و او درین مردم
داخل نیست. اما جواب حدیث دوم لو کان الخضر حیًّا لزارنی چنین توان گفت که
قصه میگویند که وقتے که سکندر ذو القرنین سد کرد و خضر را برائے محافظت آن داشت بفرمان
خدائے او را آنجا خواب افتاد و صد سال بخفت هم درین صد سال بعثت نبی ما بود و تمام هم
شد. چون از خواب برخاست رسید که محمد آخر الزمان مبعوث شد و گفته شد و گذشته و معنی
حدیث آن باشد لو کان الخضر حیًّا ای یقظانًا لزارنی بالیقظة و آنکه در احیا و قوت القلوب
و عوارف مسبعات عشر ابراهیم تیمی از خضر نقل می کند و خضر از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم

کرد. و رسول الله خضر را تعلیم مسبعات عشر کرد و خضر با براهیم تیمی کرد و او بمردمان رسانید این نوع میان مشائخ و اولیاء اہل کشف و مشاہدات بسیار واقع است اصل مستقیم و راہے سلوک ست

۵۵ **سوال** - اگر ترا پرسند که هیچ ولی بمرتبهٔ نبی برسد و یا فاضل از نبی شود یا نه؟ **جواب** بگو روا نباشد که هیچ ولی بمرتبهٔ نبی برسد و یا فاضل بود و همیشه جملهٔ اولیا مفضول باشند و انبیا فاضل بوند و هیچ ولی بدرجهٔ نبی نرسد ابویزید بسطامی گوید ابتداء درجة النبوة انتهاء درجة الولاية چون ولی بدرجهٔ ولایت بنهایت رسیده باشد بیش آن بلا علت و سبب بلا امر مکتسب عنایت من الله و رحمته الخیر صنعے از آن ولی یکے را و درجهٔ نبوت شود پس چون باشد که ولی بدرجهٔ نبی رسد و یا فاضل از وی باشد این سخن مومنان نباشد.

۵۶ **سوال** - اگر ترا پرسند پس چه معنی است حدیث رسول الله را علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل در احیاء افتاده است او افضل و جاے دیگر آمده است لشهداء امتی فی الجنة بمقام یغبطهم الانبیاء والاولیاء پس چون غبطه کنند بدان مقام نرسیده باشند این دلیل فضل شهدا باشد بر انبیاے ماضیه **جواب** - بگو اینجا اصلے کلی است اولاً تمهید آن باید کرد تا حل این مشکل شود و آن اینست که فضل بر دو نوع است یکے فضل استقلال و تصدی و دوم فضل باتباع و ضمنی فضل تصدی و استقلالی هیچ ولی را بر انبیا حاصل نه شود اما فضل ضمنی که آن بدولت اتباع نبی خویش که او را فضلے بر سائر انبیا است ریزهٔ از خوان نبی خویش چیند که آن خاصهٔ نبی او ست که نبی دیگر را باستقلال آن نداده اند بدین فضلے بر انبیاء این متابع را حاصل نه شود که طفیلی است بهمه حال و او هر چه دارد نه استقلال و استبداد او دار و هرگز آن فضل از وے نه رفتنی نیست و بدین جزئی و ضمنی و طفیلی فضل کلی میان مستقل بر اسه هرگز حاصل نه شود و هیچ عاقل آن فضل را اعتبار نه کند هیچ کس بدین سبب بر وے فاضل نه گوید. کس کراست و ملک ملک بارے باندیش و مشاهده یکے بادشاهے او را چند هوا خواهے و مقربے باستقلال هستند و هر یکے بدرجتے میان ایشان فاضل و مفضول است و هر یکے متابعے و مقربے و خاصه

و کسے از آن خویش دارد یکے ازین خواصان بادشاه را اخص خواص باشد که هیچ یکے از وے برتر نیست و نبود. او مخصوص بجرعه و نواله و به صحبتے و به رازے شود که با مقربے دیگر نباشد آن مقرب بیرون آید آنجا از خواصان خویش گوید و بدو برساند که از آن جرعه و از آن نواله و از آن سر مقربان دیگر که باستقلال مقربان باشند نرسیده باشد. بدین معنی این غلام و کس این خص خواص را فضلے بدان دیگر مقربان و ملوک نباشد لیکن ایشان غبطه کنند و بدان علم آرزو کنند و ایشان را از خود بهتر دانند که مقصود رسیدن باخص انواع قرب است و آن به یکے داده‌اند و در خور آن ایشان را دستے نباشد جز باتباع و ایشان را اتباع ممکن نباشد که ایشان را مستقل می باید بود که هر یکے فرمان بردار اند. پس معنی یغبطهم و معنی اَوْ اَفْضَلُ و معنی قول موسیٰ علیه السلام اللهمّ اجعلنی من امّةِ محمد همین است موسیٰ علیه السلام علم داشت بوحی که محمد نبی آخر زمان افضل انبیا خواهد بود و بهر چه انبیا همه رسیده اند او خواهد رسید و او بچیزے مخصوص خواهد بود که هیچ نبی را نبود. و امتِ او بدولت اتباع او بطفیل او بدرجه مخصوص خواهند رسید که نبی دیگر بدان استقلال نرسیده لاجرم دعوت کرد اللهم اجعلنی من امة محمد صلی الله علیه و آله وسلم. و انبیاے دیگر چون شهدا را بینند که بدولت اتباع محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم بطفیل او بدرجه رسند که خود باستقلال نتوانند رسید غبطه کنند و بدین جزوے ایشان را بر خود فاضل بینند اگرچه این ضمنی است و الفضیلة لا یعتبر کم من شئ یثبت ضمناً و لا یثبت قصداً چنانکه درود بر آل نبی روا نیست بخلاف سائر انبیا که باستقلال که بر هر یکے روا است پس این درود بر ایشان کلّا روا باشد این فضل ضمنی است کلا فضل بود و این فضل جزوی ضمنی طفیلی مستلزم فضلے کلی بر سر آن مستقل دسه وران مسند حاصل نشود و هیچ کسے وزیرے را بر وزیرے دیگر فاضل نداند و بران مرتبه نرساند اگرچه باتباع آن صاحب خود آن کس بجائے رسیده و اطلاع بر سرے از اسرار آن بادشاه کند وزیر دیگر را نباشد ولیکن تا بهمه حال وزیر وزیر است کس کس است این سخن اهل تحقیق است و ایمان هم برین منعقد است.

۵۷ **سؤال**۔ اگر ترا پرسند ولایت نبی افضل است یا نبوت نبی؟ **جواب**۔ بگو اگر ولایت نبی میگوئی
بر نبوت نبی و خود اینجا بعضے گفته اند که ولایت نبی افضل است بر نبوت نبی یعنی نبی دو جزو دارد هم
ولایت دارد که عبارت از قربات حق و وصول درجات الٰہی است و نبوت است که مبعوث شدن
از حق بخلق و مشغول شدن بدعوت حق بسوے حق پس ولایت که عبارت از قربات حق است بهتر باشد
از اشتغال بخلق پس ولایت نبی بر نبوت نبی بهتر بود۔ اما اینجا یک سخنے است که نبی را در مرتبهٔ نبوت
و دعوت و اشتغال بخلق و در خواندن ایشان سوے حق و کشیدن ایذاے ایشان و شنیدن سخنان ایشان
و رنج دیدن با ایشان و رسانیدن شرائع بایشان و قتال و جهاد کردن و بعث سرایا و تجهیز عساکر کردن
مرتبه از قربات حق حاصل می شود و او را اطلاع بر اسرار و شهود تجلیات بر وے می باشد و او را ان
مقام اطلاع بر خفایات و اسرار داده اند و با او تقربات و حکایات و مخاطبات که در حال نبوت
هست که در حال ولایت که انتهاے درجات او و ابتداے نبوت شده است نبود پس نبوت هم
درجه شد از قربات عالی از درجهٔ نبوت که مندرج و مندمج است در اشتغال بخلق که ولی دیگر را نیست
حتا این نبی قبل بعثت که با انتهاے درجه ولایت رسیده بود نبود پس علی هذا نبوت نبی فاضل باشد
از ولایت نبی و این دقیق سخنے است جز از فیض نور نبی بر این کسے نرسیده و کم کسے از بزرگان بدین
راز رسیده اند بیشتر ولایت نبی را افضل داشتند بر نبوت نبی و این خوب آید اگر نبوت همین اشتغال
محض بخلق بود و آن نه چنان است ولایت حال نبی این است که ما گفتیم و اگر با این همه باشد
عاشقے که معشوق او هرگز مستتر نیست چه در خلا و چه در ملا۔ اما این همه در خلوت یکدگر معاملتے دارند که آن
در جلوت بشریت تا اهل خلوت نمایان تعرف۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ بَلْ اِیْنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ
لَوْلَا اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

۵۸ **سؤال**۔ اگر ترا پرسند که نبی را گناه باشد یا نے؟ **جواب**۔ بگو نبی معصوم است از کفر قبل الوحی
و بعده از قصد قبل الوحی معصوم و قبل الوحی نا و ر اسهو باشد و بعد وحی اگر افتد بطریق زلت آید
معصیت بعد الوحی قصداً از نبی صادر نه شود۔ و مثال زلت اینست که چون موضع لغشا...

ایشان

خفایاے

حکایاتے که در حال

و اگر با این همه باشد

تا اهل تعرف

پیش آید شخصے بقصدِ سلامتی پائے نهد که درست بگذرد و بغیر قصد ناگاه پاے بلغزد آن مرد در
خلاشِ افتد این زلت باشد گناه و نبی هم برین مثال بود. مثلاً آدم علیه السلام قصداً اکل شجره کرد برین
گمان که منهی جنسِ شجره نیست همان درختِ معینه است پس اکل بزعم مشروعیت زلت شد که فی نفسها
حرام نبود. وهمچنین در جمیع زلات انبیا قصد مشروع شده است. اما بغیر قصدِ ایشان را لغزشے سوے
معصیت افتاده. چون انبیا بوده اند هم بدین مقدار ماخوذ شدند تا توبه کرده اند و توبه ایشان
بکرم خویش قبول کرده و جز ایشان بمثل این فعل ماخوذ نباشد ان اشد البلاء علی الانبیاء فالامثل
فالامثل یعنی بعینی که ایشان ماخوذ اند بخطاء گناه که از ایشان اگر [illegible] و از دیگرے این نباشد
آن فعل قصداً می آید و درین اظهار فضل ایشان می شود و ترهیب امت می شود که ایشان مقربان و
سران و محبوبان و محبان و انبیاے من اند ایشان را بدین مقدار گرفتم شما کجا آئید و در چه حساب اید
هوش دارید نامها سیه مکنید و گستاخ نباشید اگر شما را من بدین بگیرم حال شما چه باشد. بشنو
بسبب زلت که خطاب آمد تا روز قیامت وَعَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی اگرچه جاے دیگر می گوید
فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا. اما بنداور عالم تا روز قیامت فَعَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی
فاعتبروا یا اولی الابصار. و اولیاے خدا محفوظ باشند و فرق میان معصوم و محفوظ آن است
که معصوم واجب العصمة را گویند یعنی واجب است که معصوم باشد از گناه. و محفوظ جائز العصمة را
خوانند یعنی روا باشد ولی را قصداً گناه افتد باز توبه از آن باز آید از مقتضاے بشریت ساقط نشود
اما غالب احوال ایشان این است که ایشان هم از قصد گناه محفوظ و مصئون باشند.

سؤال. اگر ترا پرسند چون تحقیق شد که جز باتباع محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هیچ کس را
راه نیست. این جوگیان و برهمنان و سوامیان و کاپریان و رهبانان قسیس که مجاهده ها می کنند
و بدان خوارقے برایشان ظاهر می گردد. هرچه می گویند از غیوبات همان می شود و بر آب می روند بر هوا
می پرند و در محال مختلف در زمان واحد دیده می شوند این بر چه محمل افتد و چه معنی دارد. **جواب.**
بتحقیق وثوق این است که راه بخدا سلامت و درست و بے خوف بجز باتباع محمد رسول الله

صلی الله علیه وآله وسلم نیست هیچ کسے بمرتبهٔ ولایت و درجهٔ قربت نرسد جز باتباع رسول الله در دنیا و
آخرت تا این طوائف که ذکر ایشان رفت همه ملعونان و مطرودان و گمراهان اند با خداے تعالی دوستی
و قربات و نسبتے ندارند محروم از خدا و از رضاے خدا اند و در آخرت و دنیا مبغوض و مغضوب الله اند در
همیشه در دوزخ بانواع عذاب گرفتار باشند و هرگز روے خلاص نیابند اما ظهور خوارق که در حق
ایشان می شود آن استدراج و کرامت در حق ایشان که ایشان را بدان غلوے و انهماکے بهجوم
حاصل شود ضلالت بدان بیشتر باشد و بدان استحقاق رد و لعن و تعذیب بود. و خوارق بر چهار
نوع است یکے معجزه اکبر خارقے با دعوت نبوت بود در ایام جواز نبوت و دوم کرامت خارقے
که بدست متابعے که بدولت اتباع نبی خویش حاصل آید. و سوم معونت آن خارقے که بدست عوام
حاصل آید که سبب عون و تقویت می شود و براے تحمل اعباے عبادت و مشاق طاعت و چهارم
استدراج که بر دست غیر متبع ظاهری شود چنانکه جوگی و طوائفے که ذکر آن بالا رفت.

۶۰ **سوال**. اگر زاید شد چه میگوئی در حق بعضے مردم که ایشان ایمان به خدا و پیغمبر کنند و لیکن اقامت شرائع
نکنند و آن را عرفان نامند و شریعت را در حق عوام گویند و خود را از خواص شمارند و گویند که تکلیف
بر ما نماند زیرا چه یقین ما را حاصل شده است و خداے گفته که وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی يَأْتِيَكَ الْيَقِيْن
چون یقین آمد مراد بعبادت مغیات پس مکلف نماندیم به هیچ تکلیفے؟ **جواب** بگو
نعوذ بالله منهم و من مقالهم و من سوء ظنهم و من شر اعمالهم و سوء
آمالهم ایشان طائفه ملحده اند از خدا و مصطفی دور اند و خدا و مصطفی از ایشان بیزار اند کشتن
ایشان بهتر از کشتن صد کافر باشد مذهب اهل حق اینست تکلیف تا بقاے ذمه است تا جان و عقل
با تو باقیست تکلیف بجمیع شرائع قلیلها و کثیرها باقی است و منکر این سخن کافر بالله العظیم است و معنی
اینست که واعبد ربك بالکلفة والمشقة حتی یاتیك الیقین یعنی چون یقین آید ذوق
مشاهده چنان فرو گیرد که عبادت را مشقت نماند تکالیف نرود و لیکن کلفت تکالیف
برود چون بمقابله لذت مشاهده حق در ضوء آن افتند هم مشاق سهل و آسان بلکه لذیذ نماید

چنان باشد که خورنده را در خوردن و خواب کننده را در خواب آن لذت نبود که بیدار را در بیداری وصائم را در صوم ازین کارکنان تحقیق کنند که باجماع بدین قایل اند یکے از ایشان گفته است ؎

اگر لذت ترک لذت بدانی دگر لذت نفس لذت نخوانی

درویشے را در وقت مرگ گریہ کنان دیدند پرسیدند تراچه می گریاند گفت آن لذت که در بیداری وقت سحر قریب صبح می یافتم نخواهم یافت بعد مرگ سبب آن می گریم اما اگر در فرایض و واجبات و محرمات وسنن رواتب بر پا می دارد و در بعضے نوافل تقصیرے می افتد در وقت او چندان زیانے ندارد که نوافل اند یعنی زواید اگر بجا آرد مزید باشد والا نقصانے اصل در مرتبه او نباشد اما نقصان مزید در نقد وقت که متعلق بدان نوافل است قطعاً بود اما اگرچه نقصان آن بنفلے دیگر هم می توان و یا بهتر ازان کند که از کثرت نوافل به مراقبه و ذکر مشغول شود این چنین دانم نقصان نه پذیرد و بهتر این است که نوافلے با خود گرفته باشد و در وقت خود ساخته باشد آن را برپاے گرفته باشد به اتی حال ترک نه کند آن بجا آرد اگرچه او را دران وقت دشواری باشد که از مراقبه و از حضور باز خواهد داشت بدان التفات نه کند البته به گیرد و اورا د و ادعیه و نوافل که با خود گرفته است البته بجاے آرد بعده به ذکر و مراقبه مشغول شود هرچه باید دران استقامت جلا و صفا و لذت بیشتر یابد و شهود اکثر بود و این به تجربه تعلق دارد قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم احب الاعمال الی الله ادومها وان قل وابغض الاعمال عند الله اقطعها وان کثر ونیز تا آنکه بفرمایش پیر کامل الحال مستقیم الافعال این افعال واحوال نگرفته بود استقامتے نیابد و برخورداری کم گیرد باتباع سالکے واصل این راه را پے سپر نکند و اصل نه شود و به مقامے از حقیقت و طریقت نه رسد۔

سوال۔ اگر ترا پرسند که مرید پیرے شدن و دست بدامن شخصے زدن چه حاجت چرا ۶۱

اتباع نبی و سلف صالح و گفته که فقها و مشائخ نبشته اند کافی نیست برائے اصلاح و تقوی و پاکی نفس
همین بسنده است این زیادتی که در دین محمد صلی الله علیه و آله وسلم پیدا آمده است بدعتے دارد
و فائده متعلق است بآنکه حجاب بگوارے فائده عظیم و سرے بزرگ دارد و هرگز بدرجات
قربات حق و منزلت معرفت رب و کشف مشاهده حقانی و تجلیات ربانی هرگز بے آن نشود
و هیچ کس بدان مراتب عالیه و درجات سنیه نرسد و ذائق آن معانی نگردد تا دست بدامن مرد
کامل و شیخ مقتدی اتباع نبی مجتبی ظاهر و باطن کلاً و جملةً و مشاهد شهود جمال ساعةً فساعةً دائماً
بدعوت خواص من الله و رسول الله و من العلی و من شیخه نباشد هرگز وصولے درین مقامات عالیه
و درجات متعالیه حاصل نشود و این جذبه بلیغه فانی در شرع کافی حاصل نشود بدانکه رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم مبعوث بود بسوے عوام و خواص و شریعت برائے عوام و خواص آورد
و طریقت برائے خواص آورد و حقیقت میراث طریقت است هر که عمل بطریقت کرد او بحقیقت
رسید پس مرتبه اول شریعت که عوام بدان مانده اند همبران قناعت کردند و از آن نگذشتند و از اینها
خود مطلوب همان بود که بدان نجات از نیران و دخول جنان حاصل است قطعاً و یقیناً و فخر عوام
همین بود و ازین ماوراء ایشان در نگذرند که اگر از عهده شریعت بیرون آیند از ایشان همان بسیار
باشد اما خواص ایشان را لابد عبور بشریعت اند پس از آن عبور بطریقت شریعت اعمالے و اقوالے است
که آن را فرض و واجب و سنت و مستحب خوانند اما طریقت اعمالے است هم از جنس این اعمال بلکه خلاصه
این اعمال یا این اعمال برابسته که آن را همه مستحب خوانند و در اندازه عوام نبود و در حد ایشان نباشد
و در بعضے اعمال که اهل طریقت بدان عامل اند و بدان داعی شده اند عوام آن را مکروه بلکه ممنوع
و حرام گمان برند از سبب آنکه در آن خوف تلف نفس باشد و اتلاف نفس در شرع حرام است چنانکه
ترک طعام در ایام متعدده و ترک آب و چنانکه اختیار در سفر تنها در بوادی با بی زاد و راحله و رفیق
و غیر آن و ترک نکاح و مباشرت با مردمان که آن هم خلاف سنت رسول الله بلکه مکروه حرام است
هرگز آن نوع از مشائخ مرشد متصور مفهوم نبود و در هر طبقه‌ای فرد بحسب هر شخصے ضعفاً و قوةً و

نیست
لهم
اعمال افعالی ست
اعمالی
متصور و متوهم

شبانگاه و هرگاه هنگام هوا ناخوش عاصیت زمین و آنچه بنفس او تلف نکند هم بدان مقلد خواهد فرمود هرگز در
مهالک و وادی و بیابان ها یا ... و بی تدبیر اذن نخواهد داد و اگر مرید از کمال شوق خود ... [illegible]
آن را مانع باشد تا بقای نفس او بود اتلاف نفس هرگز اهل ارشاد قبول نکنند و راضی بدان نشوند و آنچه
از بعضی مشایخ حکایت منقول شده است بحسب نصرت محل خرق عادت و کرامت ایشان است
آن در قاعدهٔ ارشاد و امر کلی این قوم داخل نیست و در کلام و سخن در نمی آید و تقریر آن در بیان
بالا مستوفی شده است و اینجا برای دفع توهم متوهمان سست عقیده ظاهر بینان و ظاهر پرستان
چند لفظی باز بصورت تکرار نبشته آید و در طریقت صفاتی و شرایطی و ارکانی است همچنین فرائض
و واجبات و سنن و مستحبات که آن تعلق بقوانین و آدابی و اصولی دارد که علم بدان جز خواص را نباشد
و وفا بدان جز خواص نه بوند که ایشان از خود و ... خاسته باشند و بجای بید اشته چنانکه دوام
وضو که یک لحظه ایشان از بی وضو از خود نگذرند و بلکه برای هر وقتی غسل کنند اول تجدید وضو برای
هر وقتی نمازی لابدی باشد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم در فتح مکه به یک وضو چند نماز بگذارد
کرد صحابه گفتند یا رسول الله امروز از تو فعلی دیدیم که هیچ وقتی نکرده بودی گفت تعلیم جواز کردم
پس دلیل کند آنکه همیشه تجدید وضو می کرد تعلیم طریقت بود و بدان خواص مامور اند برایشان تا فرض است
و این جمله تعلیم جواز کرد که عوام برین استقامت نتوانند فعلی ها دوام صوم ... اضطرار و نه نمی که قیام لیل
کردن بر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرض بود همچنان صلوة ضحی چنانکه اشراق و صلوة اوابین
و ادعیه و صلوة الحضر فی الزوال و با آن همه حضوری در اوان ها که آن ... و در دل نماز ...
رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم گفته لا صلوة الا بحضور القلب و نیز گفته الصلوة معراج
المؤمنین و گفته الصلوة صلة بالرب و در صوم امساکی از جمیع مشروعات نه حفظ آن ثلاثه یعنی
امساک از سه چیز که آن طعم و شرب و جماع است علی الخصوص که آن رسم عوام باشد همچنین در همه عبادتی
خالصه سری است که مراعات آن جز وظیفه خواص نیست و این جمله اعمال موروث مشاهدات حق
و معاینهٔ صور قدسیات است و اینجا عملی است که آن را عمل قلب خوانند و بدان تصفیهٔ دل باشد از

همه کدورات و ظلمات که از صحبت نفس ظلمانی و ر داد ضمنی حاصل شده است و برائے آن قوانین و ضوابط
کلیات و شرایطے است که آن جز خواص ندانند آن را مراقبه و محاسبه و ذکرے است و در هر ایک شرطے
و هیئتے و در هر شے اثرے و در هر اثرے وجود مقصودے و آن رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم سر آن سر با خواص صحابه گفتند و بدیگر میان خویش تعلیمے و تعلمے و تلقینے و
معاملتے و مجاهدتے و مشاهدت کردند و از عوام خلق مصئون داشتند که ضایع نشود که با انکار و استنکار
پیش آیند چون فهم نکنند و هر یکے از خواص صحابه بقدر استعداد خویش اطلاعے تمامے داشتند
بحسب آن رازے و سرے که طاقت فهم او باشد بر وے کشادند و آنجا که دید طاقت فهم او نخواهد بود
در پوشیده نه بینی که شب معراج ابوبکر رضی الله عنه پرسید هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ او اهل بود افضل اولیا کامل
العقل یار غار بود با او گفت نعم چون عائشه رضی پرسید گفت لا که او را درخور این ندید عورت بود ناقص
عقل بود فهم رویت امر عظیم است جز اهل فهم نتوانند کرد و نه آنکه صاحب تردوی رویت را از قبیل
متشابه می آرد و برائے دعوت شریعت و اجتهاد و تعلیم و تعلم آن صحابه بعد رسول الله علیه و آله وسلم
اقتدا می نمودند جهدے و جدے کردند از ایشان عن عن تا بابی حنیفه و شافعی و اصحاب ایشان رسید
و همچنین احادیث که همه محدثان و علما شنیدند برائے علمے و دانشے و اصولے و فروعے شدے
و تعلمے و تعلیمے پیدا آمد و تصنیفها شد و بنائے شد که عالم بدان مملو است و حق پیدا آمد و ضلال و کفر
و جهل همه مجهول و ذبول شده است اما برائے ارشاد سوئے باطن و تصفیه دل و اعمال قلب و ارشاد سوئے
اعمال طریقت و اسرار حقیقت مختص گشت تعلیم این قوانین و تلقین این اصول چنانکه از رسول الله گرفته
و آنچه از دولت اتباع بدو داد و ندو دل او کشادند و قوانینے و اصولے و فروعے او پیدا آمدند و از
بفرزندان او رسید و بیاران دیگر رسید چنانکه از حسن بصری که شجره مشایخ چشت بدو می رسد و چنانکه تکمیل
زیاده که طول صحبتے با حضرت علی رضی داشت و شجره مشایخ کبرویان بدو رسید و ابویزید و معروف کرخی
از جعفر صادق که او از آبا و اجداد خویش گرفت بدو رسید و هیچ شجره شیخے در دیتے از اصحاب
طریقت و حقیقت جز به علی منتهی نمی شود و این را خلافت کبری گویند مختص به علی شد و خلافت صغری

ظلمانی داشت را
سر آن من بعض
آورد

که خلافت ظاهری بود از آن هم شرکت با صحابه دیگر داشت و چهارم خلیفه برحق او بود و آنچه از اتهامات
وحل مشکلات و ظاهر شرع از وی شد از کسی نبود تا عمر بسیار بار گفت لولا علی لهلک عمر و
آن جز مسائل ظاهر شرع نبود که او حکمی کرد علی او را تنبیه کرد و طالب حق فاروق بود و حق راجع بر قول
علی وید از آن رجوع کرد و تقبیل بین عینیه کرد و گفت لولا علی لهلک عمر و رسول الله گفته
انا مدینة العلم وعلی بابها و نیز گفته خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق
الله آدم باربعة آلاف سنة فما زلنا فی موضع واحد حتی افترقنا من صلب عبد المطلب
ففی النبوة وفیه الخلافة این حدیث را مولینا فخر الدین رازی از صحیح بخاری نقل می کند و ما
آن را در وی ندیدیم خلافت باطنی مسلم بدوست باجماع امت و خلافت ظاهری و شرعی هم باجماع
امت بدو مقرر است که آخرین خلیفه برحق او بود و آخر امام حسن ششماهه بود اما سی سال تمام بعلی
شد و قبل بحسن شده که رسول الله گفته الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم تصیر ملکا عضوضا
بعد ازین چهار خلفاء راشدین دین را استقامتی که بود نماند چیزی بر دین ماند چیزی بر هوا رفت الی
ان انتهی الامر الی شیء لا یمکن المقال منه جز سکوت دیگر چاره نیست و آن فضلی که علی را حاصل است
باختصاص بخلافت باطنی فضل جزئی است و گفته اند که این فضل جزئی مستلزم از فضل کلی است و
ترتیب فضل ایشان نیز عند اهل سنت بر ترتیب خلافت ایشان است اول امیر المومنین ابوبکر رضی الله عنه
وپس امیر المومنین عمر رضی الله عنه پس امیر المومنین عثمان رضی الله عنه پس از آن امیر المومنین علی رضی الله
عنه و عنهم اجمعین پس ایشان عشرة المبشرة پس ایشان بدریان پس ایشان احدیان و پس ایشان
سائر صحابه در تمهید می گوید افضل الناس من بعد الاربعة اهل بیت رسول الله
ثم الستة الباقیة من العشرة ثم اهل البدر ثم سائر صحابه از تصنیف صاحب
شرح آثار نیرین می نویسد اختلفوا فی تقدیم عثمان علی علی مذهب الجمهور من السلف
الی تقدیم عثمان علیه و ذهب بعضهم الی تقدیم علی علی عثمان والاول
اصح وللمتاخرین فی هذا مذاهب وذهب بعضهم علی تقدیم ابی بکر

را بعداد

را مستلزم فضل کلی نباشد

را پس امیر المومنین

را حدیبیان

منهم من جهة الصحابة ونقديم علي من جهة القرابة وقال قوم لا نقدم بعضهم
على بعض وكان بعض مشايخنا يقول ابوبكر خير وعلي افضل قال باب الخيرية
غير باب الافضلية وهذا كما نقول ان الحر الهاشمي افضل وقد يكون العبد الحبشي
خير من الهاشمي والعبد الحبشي خير من الحر الهاشمي في معنى الطاعة لله
والمنفعة للناس وباب الخيرية متعدي وباب الفضلية لازم وقد ثبت
عن علي انه قال خير الناس من بعد رسول الله ابوبكر ثم عمر ثم رجل آخر فقال له محمد بن
حنفية ثم انت يا ابت وكان يقول ما ابوك الا رجل من المسلمين و مهاجر فاضل
از انصار پس ایشان تابعین و پس ایشان تبع تابعین و بعد ایشان آنکه بتقوی و علم باشد ان
اکرمکم عند الله اتقاکم و فضل اولاد صحابه بعضے گفته بر حسب علم و تقوی بود و جز فرزندان
فاطمه رضی الله عنها که افضل اند از اولاد صحابه بنا بر نسبت ایشان بر رسول الله صلی الله علیه وسلم
و در میان زنان افضل خدیجه بعدها عائشه و افضل فرزندان رسول الله فاطمه و امام حسن و امام حسین
علیهما الصلوٰة والسلام و بعد ایشان سائر زنان و اہل بیت مطہرات و دیگران بترتیب و در رساله
هادیه در علم کلام می نویسد شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی می گوید در علم الهدی و امسك
عن التفضيل وان تجد في نفسك موالاة مع احد فاستره فانه سر بينك و
بين الله تعالى و در فقه اکبر امام اعظم ابو حنیفه رضی الله عنه می نویسد و لا توالی احدا دون احد
قاله ما هيب الخواص المقصود چون از امیر المومنین علی رضی الله عنه آن قواعد و قوانین اسرار
حقائق و دقائق بخواصان رسید ایشان بعضے بعضے خواصان دیگر که بدیشان صحبت داشتند
و لائق دیدند و اہل آن شدند رسانیدند از ایشان بدیشان رسید ایشان نیز مردم خواص را که
لائق دیدند و طلبان با قسم و اهلیت و استقلال آن در ایشان دیدند رسانیدند هکذا تا شجره
شیخیت تا بوقت ما رسید و مقصود ازین پیوند جز صحبت و تعلیم و تلقین نیست و این تعلیم و تلقین هرگز
نشود تا خود را بالکل و بجزوی از اختیار منخلع نکند و بدست شیخ خود ندهد که او هرچه فرماید و هرچه گوید

و هرچه کنند بدان منقاد و مطیع باشد و بهیچ معنی اعتراضی بدان نکند و الا از ارادت و ریاضت ساقط شود و طول عمری بدین شرایط پیش او باشد تا او زبانًا فزمانًا و حینًا فحینًا استعداد وی در وی بیند و بیند و فرمایش بر حسب آن کند و قوانینی و اصولی که آن از مشائخ خویش گرفته بقدر حال و باندازه او صلاح او کند و دل او صاف عکس پذیر گردد تا قابل عکوس تجلیات قدسی شود و بعد آن اسرار حقیقت که آن را مراتب است علم الیقین عین الیقین حق الیقین حقیقة الحق حق الحقیقة برسد و برای این را قواعدی و قوانینی بنیاد گردانند که بدان کتب سلوک مجلدات مستغرق شده و چون امیر المؤمنین علی رضی اللّٰه عنه این قواعد و قوانین و این اسرار و دقایق آن از شیخی مرشد کامل الحال و سالکی واصل بگیرد نبشته و بدین غرض حاصل نشود بدان ماند که مردی عامی کتاب طب نبشته ببیند و داروی مرض نبشته کند هلاکت او را متیقن باشد زیرا چه هر داروی بر حسب مرض و قوت و ضعف مرض و بر حسب قوت و ضعف مریض و بر حسب هوا و حسب غذا مختلف است تشخیص احوال از هر یکی جز طبیب حاذق که سالها دار و کرده باشد و مردمان را مزاجها تجربه کرده باشد و نفع و زیان هر داروی دانسته بود قوت و زور هر دار و دیده و هر زهری شناخته باشد و تصرف بحسب آن در هر ترکیبی تواند کرد و او نیز این کار از استاد حاذقی و ماهر و صاحب تجربه گرفته بخدمت طول و صحبت دراز هرگز آن مریض از آن مرض خلاص نیابد و بمطلوب صحت نرسد کذالک حذو بدل هم مریض قلب دل بکدورت و ظلمت پیر بمنزلت طبیب است بر حسب قوت و ضعف او داروی که از استاد و مربی گرفته است بجهت مطلوب بقای بنیه است و الا سلوک میسر نیاید مجاهده بقدری فرماید که تحمل بنیه مرید باشد تسلیم مرید نفس خود را به شیخی واصل سالک کامل الحال مرشدی حاذق که او نیز از پیر خویش گرفته به صحبت طول و خدمت دراز بحمل از بلای کدورت باطن و ظلمت دل خلاص یابد و بمطلوب مشاهده حق و اسرار حقیقت برسد و در آب اندازه فرماید و در طعام اندازه فرماید پیر و جوان را بیند قوی و ضعیف را بیند و نا مستعد و مستعد را بیند و مجرد و متاهل را بیند بر حسب آن داروی صلاح باطن او را که مقصود آن تصفیه باطن است فرماید و او کلًّا و جملةً با طاعت و انقیاد کلی هرچه او فرماید بدان رود و عمری بدان بگذارد و این ها دلالت

ے عبارت "چون امیر المومنین علی رضی اللّٰه عنه" در هر سه نسخه ها همچنین است و انجا هیچ ربطی ندارد ۱۲ اسعد

باطنی ومعنوی گویند این جا نیز طفولیتے وفطامے ورهوقے وبلوغے است وآن را جز پیر نداند چون طفل را
بره بریان دهند هلاکت حقیقی باشد وچون شیر زیاده دهند هم هلاکت باشد هر سال عمر او را ترتیبے
خاصے باید که هر طفلے محتاج تربیتے خاصے است برحسب قوت وضعف خویش اگر درین حال از مربی که
بمنزلۂ مادر است جدا شود هلاکت ضروری باشد چون بحد بلوغ رسد اگر آن زمان جدا شود
امید بقا بود واین چیز پیر نداند پس بجز امر او از وجدا شدن روا نباشد وپس ازین بیان شافی وازین
شرح کافی تحقیق شد که در تحت تصرف پیرے مرشد آمدن امر لابدی برائے وصول خلاصۂ دین
محمد واسرار حقیقت که خاصۂ افضل انبیا است بلے این هرگز میسر شدنی نیست حاصل اینکه چنانکه
برائے اعتبار ظاهر ایمان ابتغائے وسیلت شرط است بے آن معتبر نبود بلکه ممکن نباشد کذلک
برائے اعتبار بوصول درجات قربات ابتغائے وسیلت لابدی باشد واگر نه بیواسطه راه پدید هند
اهل عروج سماویات ومشائخ مرشدان کامل الحال بره روان علوی چنین خبر داده اند اگر کسے نخواهد
بقوت مجاهده ومشاق خود وخودی خود راه بآسمان وآسمانیان برد نتواند وچون باول
در آسمان برسد در بسته یابد ودربانے که بر در است بگوید که فلان بوسیلت که آمدی براه کدام
واصل سالک مامور بدعوت خلق این راه پے سپر کردی اگر نام کسے گیرد او تحقیق من الله مامور وماذون
بدعوت است مرحبا گوید ودر بر وکشاید والا اگر نام کسے نگیرد یا کسے را گوید که درین مرتبه نسبت بگویند
باز گردد که این در بر خود آیان در بر غائبان نه کشایند.

سوال ۶۲ - اگر ترا پرسند چون مقصود ازین پیوند تعلیم وتلقین بود این طایفه را طاقیه بر سر داشتن (کلاه)
وعهد بدست کنانیدن وقصر حلق کردن چه معنی دارد؟ **جواب** بگو در بیعت رضوان هر یکے
از صحابه که حاضر بودند دست بر دست مبارک رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم میداشتند و
بیعت ومتابعت وانقیاد وقبول قول از دو تصرف او در وجود کلا وجلا حتی الموت میکردند در
مکره (مکروه) ومنشط این آن صفت است که درمیان مشائخ باقی مانده است واین سنت حضرت رسالت
مشائخ باری واشته اند تا اقتدا بفعل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مع اصحابه که ایشان

برائے دعوت طالبان حق سوے حق دارشاد ایشان باسرار الٰہی کہ بیان آن یالا رفت - واما نہادن کلاہ وقصر یا حلق دلیل بدین است کہ چون دو تصرف ما آدمی و تصرف بدو وجہ باشد یکے بنقصان یا بنقصان زیادے کردن کہ در ثبوت وبزیادت شے کہ ترا نیست وبدان زینت وکمال تواست زیادت کلاہ برائے سر اختیار کردند کہ رئیس اعضا است وآن طاقیہ شد وبرائے اشارت نقصان قصر یا حلق اختیار کردند ودر حلق اشارت بدان سر است کہ در راہ خدا سر را باختم وسر باختن بحقیقت ناشروع چنانچہ درج بجائے سرسودا ودر این جا نیز بجائے سرموئے داد ہمان باشد کہ سر باختن یعنی از سر خود خاستہ ام سر را در راہ خدا دادم سر کار خود ندارم ؎

سعدی سر سودائے تو دارد نہ سر خویش ہر جا کہ عیار یوش شد کفن است

ومقصود اشارت بدخول است در تصرف پیر کلاً وجملۃً ودوام حلق امر مختار است در شفق نقہ می نویسد کہ خیر الرجال بین الحلق من غیر تفریع وبین الفرق ویکے از سنت ابراہیم حلق راس است کہ اتباع آن حسن است ذکرہ فی التہذیب والخلاصۃ فی الفقہ واگر این معنی نیت خود بہ ترکی باشد کہ جامۂ درویشی در سر دارند وخود را تبدیل خرقہ پیر بندند کہ در روز قیامت کہ وقت شفاعت باشد داو بدولت اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام شفاعت یابد ترا خلاصی دہد واز آتش دوزخ خلاص کند واین جا مقالات وگفتار بسیار است این مختصر ازین بیشتر تحمل نتواند کرد ونیز در شرح عوارف است کہ رسول اللہ را در شب معراج فرمان شد ورفتہ النور بر در راہ بدان نمودند رفت در بستہ دیدند در زد از درون آواز آمد کیستی گفت منم محمد گفت بر در این جا منی ومائی نمی گنجد باز گشت فرمان شد کہ چہ کردی تصفیہ باز نمودند فرمان شد کہ درین راہ منی و مائی چیست ہمچنین بگو پسر بچہ کہ قدید خوردہ روزگار گذرانیدی یتیمے ہیچے نیستے رفت اطاعت فرمان کرد گفتند درون در آے کہ مقصود مائی چون درون آمد جمعے بودہ اند با وارنے زمی دلینے ندا خاست کہ اتی اتی رسول اللہ را تواجدے حاصل شد برخاست رقصے کرد تا آنکہ ردائے مبارک از منکب مبارک افتاد وچون قرار گرفت اصحاب جمع گفتند کہ ردائے مبارک چہ کنیم گفت

میان او نہاد است ہر یکے تبرکے پارہ گرفت گفت این پارہ چہ بکار آید وی گفتم گفتند با درقعیہ تشبیہ بصورت
این قبہ بدوزیم و بر سر نہیم این طاقیہ ساختند بر سر داشتند پیشتر ہم ازین تبرک است کہ مشایخ صوفیہ کہ
حرمت طاقیہ دارند و طاقیہ را پوشانند و خود طاقیہ دایم پوشیدہ باشند و ہرگز بے وضو طاقیہ بدست
نگیرند و در متوضعاً با طاقیہ نہ روند

٦٤ سوال۔ اگر زنا پرسند عورات را بیعت بکوزہ آب می کنانید این چیست؟ **جواب** بگو ارشاد و
عورات را مشایخ کم کردہ اند کہ ایشان ناقصات عقل و دین اند کمتر از ایشان بکمالیت رسیدہ اند
نہ بینی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء
الا اربعة آسية امرأت فرعون ومريم بنت عمران ام عيسى عليه السلام و
خديجة بنت خويلد وفاطمه بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم این حدیث در
قوت القلوب آوردہ است و در میان مشایخ ہم کم عورات باشند الا معدودے دو سہ چہار
چنانکہ رابعہ بصری و فاطمہ نیشاپوری بی بی فاطمہ سام و چندے دیگر اللہ اعلم و مشایخ نیز دست بر
ارشاد عورات نہ زنند کہ فتنہ ایشان بسیار باشد کہ کشف حقیقت ایمان را شوخ کند و آن زیان
عورت باشد نہ خوبی مردے باید کہ بعد وصول حقیقت برجائے خود ماند مسکینے عورت را خود طاقت
کجا باشد ہم ازین مصلحت بیعت ارشاد و پیوند ارادت با ایشان کمتر باشد اما تبرک از ایشان
دریغ ندارند اما بیعت با ایشان کہ تمام دست بپوشد بجامہ و سر انگشت بیرون آرد و در ظرف
کوزہ نہد و طرف دیگر شیخ انگشت در آب نہد این است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
در فتح مکہ عورات برائے بیعت آمدند ظرفے پر آب کردہ درمیان نہاد یکطرف خود دست انداخت
و دیگر طرف دست آن عورت از آنکہ آب لطیف است حجاب نخواہد بود گویا دست بر دست
نہادہ از آنکہ دست بر دست عورت مستورہ نہادن روا نباشد این حیلہ کردہ با ایشان بیعت کردہ
مشایخ جہان سند اختیار کردہ اند ہم باتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت تبرکے
با ایشان کنند و بدل طاقیہ خرقہ را تبرکے کنند کہ ایشان را توبہ باشد و تحمل استقامتے

ہم خدا ہے بند و در قیامت پناہے عظیم بود از حضرت خواجہ شبنم سلمہ اللہ تعالیٰ
پیوستگان سہ نوع اند یکے نوع آنکہ عہدے و بیعتے برما کردند ہم بدان رفتند از ان عدولے
و تجاوزے نکردند مارا از ایشان غمے نیست کہ در روز قیامت با ما تعلق باشند و در بہشت در آیند
حاجت شفاعت شفیعے نہ۔ دوم نوع آن است کہ عہدے بیعتے کہ کردہ اند از آن اعراض کردند
و تعلقے کہ با ما بستہ بودند آن را گسستہ و ظاہر و باطن از ما روئے گردانیدنی کردہ اند و اعتقاد بد
ندارند ما ہم از وے بے غم کہ فردا و را بد این تعلق نہ دہند و او را بما بر نہ بندند و ما را مزاحمتے نہ بہند
واما نوع سوم کہ او بیعت کرد بر آن نہ رفتہ است اما اعتقاد و توجہ بر ما باقی داشت لابد شفاعت
او امر ضروری باشد بمقابلہ آتش می باید استاد تا او را آسیب لہب آتش نہ رسد و از ان مقام
می باید کشید بلا جبان می باید رسانید و اگر تنہا این کار میسر نشود توجہ بہ شیخ خود کنند اگر از وہم بر نیاید
او بہ شیخ خود پناہ دہد ہمیرین نمط تا رسول اللہ برسند رسول اللہ و جملہ مشایخ او جمع شوند و حضرت
باری شفاعت او استند غالب این باشد کہ او را ہا کنانند بہ بہشت فرستند اگر ایمان بہ خدا ے
و رسول او راست باشد و اگر نہ خود عقیدہ ہر چہ خواہد بود و او را بہ ذیل پیرے چہ خواہد
بست سبحان اللہ اونی مراتب بیعت آن است کہ در قلم آمد کہ پیر او در مقام شفاعت باید مردمان
کہ امروز دست بہ بیعت فراز کردہ اند خود گرفتار خواہند بود و اے سکینان را چہ جاے آمدہ شدہ و
گنہان دیگر کہ خواہد کشید بلا در بلا گرفتار خواہند شد زہے غفلتے کہ بر مردمان ستادہ اند [illegible]
سبحان اللہ۔
سوال۔ گر تراپرسند یکے از افعال باری تعالیٰ است اسراے محمد رسول اللہ است در شب
معراج از بیت الحرام تا بہ بیت المقدس بنص قرآن کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ و از بیت المقدس تا آنجا کہ خدا ے
خواست بحدیثے مشہور و او را تنے ثقیل و ارضی بود و او بہ ہوا متصاعد چہ نہ شود و روخرق
اجرام سماوی چہ نہ کرد جواب بگو خرق اجرام سماوی امر ممکن است زیرا چہ ایشان از جنس

اجسام اند و اجسام صالح خرق اند ایشان هم صالح خرق باشند و این مخالف فلاسفه است
که اجرام سماوی را منکر اند که قابل خرق باشد پس چون ممکن باشد و کل ممکن مقدور الله تعالی و مخبر
صادق خبر کرد انکار آن کردن روا نباشد و معتزله در نقطه به تن منکر اند می گویند به روح زیرا
صعود تن ارضی و سفلی در هوا ممکن نباشد جواب ایشان این است اگر شما استبعاد صعود ارضی
در سماوی می کنید اقرار به نزول هوائی در ارضی چون می کنید که جبرئیل هوائی بود بر رسول الله
فرود می آمد و ابلیس هوائی است در زمین می آید و حرکات و وساوس می کند و بر نزول
جبرئیل نزول قرآن و احکام دین و شرائع موقوف است و کون ابلیس در هر لحظه با ماکن
مختلف ثابت و در قرآن و احادیث است انکار این خبر موجب انکار دین باشد
و نیز ثابت است به هندسه که در حال دویدن اسپ که سخت می رود از برداشتن پا تا نهادن
بر زمین فلک سه هزار فرسخ می جنبد پس حرکت بسرعت از فلک به سه هزار فرسخ بدین حد ممکن
است و بر هر ممکن خدا است قادر پس ممکن بود که اینچنین حرکات بدین سرعت پیدا آرد که بدان صعود
در سما کند این همه متکلمان گفته اند اما اصل از من بشنو که در انسان هم علوی است که آن روح
است و هم سفلی که تن است چون بمجاهده و ریاضت آن علوی غالب شد بر این سفلی سفلی بقهر
جوار و تاثیر آن حکم علوی گرفت متصف به صفت او شد چنانکه در عوام علوی در تبع سفلی می افتد در
حکم آدمی شود استعداد عروج ممکن نباشد اما چون قوت روح گرفت تن بصفت روح شد معراج
او را ممکن شد بدین که سفلی بقوت علوی علو گرفت و بر هوا شد سر این سخن حل شد مشکل معتزله و
مشکل آن کسانی که معراج را به روح می گویند و بخواب می گویند بیقظه نمی گویند و دیگر برای
عروج سما را خرق و شق که سبب آن التیام شود شرط نیست زیرا چه ظهور ملک چنانکه ملک الموت
و شهود بعض اجسام لطیف چنانچه جن و شیاطین و جسم محمد لطیف تر است از اجرام جن و شیاطین
تا آنکه گفته اند که چنین بود که سایه او بر زمین نیافتاد که او عین نور بود و نور را سایه نباشد و آنکه معتزله
که مخانیث الحکماء اند گویند در منام به روح بود و به تن منکر اند لیس این چنین هم بود و گاهی بود که

او در مکان خود بزمین بود ے و جملہ علویات کشف او بود ے انچہ در علویات است او در زمین دیدے و گاہے بودے بقلب قالب و بروح عروج کردے چنانچہ قالب زمین واگذاشتے و معاویہ را پرسیدند از معراج گفت کانت رویا صالحۃ و او عائشہ پرسیدند او گفت ما فقد جسد محمد لیلۃ المعراج یعنی معراج روح باقی بود نہ بود و این قصہ معراج مشہور شد کہ کافران کل انکار کردند بسیار مومنان مرتد شدند و لکن اھتدی ہذا و اللہ تعالیٰ بعضے گفتہ اند بہ بہشت بود و بعضے اطراف عالم و بعضے تا عرش و بعضے تا سدرہ صحیح آن است کہ حیث شاء اللہ و این حیثیہ مناسبہ بہ حدیث است کذا فی شرح العقیدۃ النسفیہ لمولینا سعد الدین الھروی۔

سوال۔ اگر ترا پرسند بشر افضل از ملک یا بر عکس؟ **جواب** بگو مذہب اہل حق اینجا بتفصیل است و آن این است کہ خواص البشر یعنی رسل افضل از خواص ملک چنانکہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل و ایشان از عوام البشر یعنی اولیاء و در عقیدہ حافظیہ و سراجی یحیٰی می نویسد اما روایتے از ابو حنیفہ آمدہ است کہ جمیع الناس افضل من جمیع الملائکۃ خلافاً للصاحبیہ فی الاتقیاء والاولیاء این روایت در روضہ زندہ ولی است۔

سوال۔ اگر ترا پرسند ملک کہ ایشان حامل عرش اند و حامل لوح و مقر سما و ارند و منقلب در مقامات قرب اند طعام ایشان تسبیح است شرب ایشان تقدیس نداے ایشان عباد و عشق است و ہم عصیان و گناہ از ایشان نیست صرف نور اند و این بشر کہ مجبول بر عصیان است نبی علیہ السلام می گوید لعن النفس لامارۃ بالسوء و مظہر گناہ است چگونہ افضل شد از ایشان **جواب** بگو جمیع سند ہاے کہ براے فضل ملک ــــــــ بر خواص بشر گفتنی ہمہ موجب تفضیل خواص البشر بر ملک است زیرا چہ ایشان را مجبول بر عصیان کردند و نفس امارہ کہ مخلوق بر عداوت حبیب است با او مرکب کردند و او را بر و مسلط گردانیدند کہ ساعۃ فساعۃ از خدا دور می اندازد ایشان بر نفس خود قہر کردند و آن عدو را کشتند و نار اھویہ را بہ سطوت و مجاہدت

سے در ہر سہ نسخہ ہمین طور نوشتہ اند بجاے خدا تعالیٰ لفظ نبی کہ سہو کاتب است ۔ ح غ

گشتند در طلب رضائے خدا ہمہ مرادات خود را فدائے رضائے حق کردند ہمچنین ہوا ہائے
نفسانیہ مغلوب بلکہ معدوم ساختند بہ حدے کہ نفس ایشان مامور شد و بدست ایشان
مسلمان گشت ایشان را امر بہ خیر کردن گرفت چنانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود
اسلم شیطانی فلا یامرنی الا بخیر و نفس مطمئنہ گشت قرار بر طاعت گرفت قصد انقلاب
سوئے ہوا از وے بکلی گرفت و اجر بقدر تعب باشد درین شبہ نیست پس عبادت ایشان
افضل باشد از عبادت ملک و قرب ایشان بالاتر شد از قرب ملک نہ بینی کہ بدرجہ محبت بشر
جز بشر کسے مشرف نہ شدہ و نخواہد شد و ہیچ درجہ عالی تر از محبت و محبوبیت نیست و آن خاصہ
بشر است و در شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ مقامے رسید جبرئیل ہمراہ بود
گفت پیشتر آے جبرئیل گفت لو دنوت انملۃ لاحترقت اگر مقدار انگشتے پیشتر شوم
سوختہ گردم از پیش ندائے الیّ الیّ آمد بے واسطہ جبرئیل رسول اللہ پیشتر رفت فَاَوْحٰی
اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی الی آخر الآیات آنجا بود کہ جبرئیل را دخلے نبود و در عوارف است
کہ اخلاص سرے است بین العبد والرب لا یطلع علیہ ملک فیکتبہ سرے را آنجا
گوش دار بعد مجاہدہ مرکب نفس کہ براق روح تواند بود خواص بشر بہ مجاہدہ بجائے رسید کہ
ملک نرسد پس خواص انسان بشر ہم بعین این مقدمات افضل باشند از خواص ملک ہم بدین اشارت
است در آن آیت فرشتگان باخدا طعنہ بر آدم کردند و گفتند اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ
فِیْھَا الآیۃ و مدح خود کردند بہ تسبیح و تقدیس جواب از نسبت ایشان گناہ را بر ایشان این آمد
اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ہمیں کہ عیب می کنند ہمین ہنر ایشان است کہ با وجود این دواعی
بحق را خواہند برد در رضائے مرا مقدم بر ہوائے غالبہ خود خواہند کرد و جان خود را در راہ اعدائے
بکار من خواہند کرد و این در شما نیست پس ہنرے دارم با ایشان کہ شما از آن خبر ندارید ہم دین
کہ عیب ایشان می گویند ہنر ایشان است اما معتزلہ برعکس حق سخن می کنند و مولانا فخر الدین رازی

لاحترقت [1]

بایشان یار است و دلائل ضعیفہ می گویند و آن در معالم کتب کلامیہ مسطور است و ذکر آن درین مختصر زیادتی باشد وما ذکرنا کفایۃ لمن لہ درایۃ

۶۷ **سوال**۔ اگر ترا پرسند کہ نبی چند اند **جواب**۔ اولیٰ ترا اینجا این است کہ عدد تعیین نہ کنیم بگوئیم ہمہ انبیا برحق اند تا در نیاید در ایشان کسے کہ از غیر ایشان باشد و بیرون نشود از ایشان کسے کہ از ایشان باشد اگرچہ در بعضے احادیث آمدہ است کہ مائۃ الف واربع عشرون الف۔

۶۸ **سوال**۔ اگر ترا پرسند فرق میان رسول و نبی چہ باشد؟ **جواب** بگو رسول فضل است از نبی۔ رسول آن است کہ صاحب شریعت و کتاب بود و نبی آنست کہ وحی او بخواب بود یا متابعت رسول دیگر کند و بعضے برعکس گفتہ اند۔

۶۹ **سوال**۔ اگر ترا پرسند رسول افضل است از ہمہ انبیا یا نہ؟ **جواب** بگو آرے زیرا چہ او را انچہ بانبیاے ماقبل وادہ اند فرداً فرداً او را ہمہ دادہ بدلیل آنکہ او مامور است باقتداے ہدی انبیاے سابقہ قال اللہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ و ہرچہ مامور شد بے شبہ اہتمام آن کرد پس لابد ہمہ ہداے ایشان در وجمع شد پس افضل از ہمہ انبیا باشد و نیز امت او افضل از ہمہ امت است پس افضل از ہمہ انبیا باشد زیرا چہ فضل متابعان بہ متابعت متبوع ایشان است تا متبوع ایشان افضل از متبوع سائر امم نہ بود فضل متابعان جز بہ متابعت متبوع نیاید۔

۷۰ **سوال**۔ اگر ترا پرسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت من قال انا خیر من یونس ابن متی فقد کذب چہ معنی دارد؟ **جواب** بگو این حدیث و مثل این ہرچہ وارد است ہمہ محمول بر مواضع نبی است اما بیان حق واضح آنست کہ در حدیث ذکر است انا سید ولد آدم ولا فخر واول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع یوم القیامۃ ولا فخر و ابراہیم وموسیٰ و آدم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ ولا فخر و انبیاے بہ یکدیگر قطعاً میان خود

فاضل ومفضول اند کہ خدائے تعالیٰ گفتہ است تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اما افضل ہر یکے بر دیگرے باسمہ تخصیصہ بدلیل قطعی معلوم نہ شد پس سکوت اولیٰ است واقتصار بر علم باجمال وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالتَّفْصِيْلِ۔

سوال۔ اگر ترا پرسند نبی بعد موت نبی ہست یا نہ؟ جواب بگو آرے۔ بگو بعد موت نبی نبی است عزل از مقام نبوت نمی شود زیرا کہ ایمان بجمیع انبیا بعد موت ایشان فرض است اگر بعد موت عزل شدے از نبوت ایمان نبوت ایشان بعد موت بطریق مجاز بودے باعتبار ما کان واین خود صحیح نیست اما نزدیک اشعری وبعضے متفقہ وبعضے متکلمان نبی بعد موت معزول از نبوت است زیرا کہ قدرت انبیا نماند واین مذہب اہل سنت وجماعت نیست جواب بگو گفتہ اند چون امت ایشان ورثۂ ایشان اند وانبیاے بجز موافق ومصدق ایشان المومنان ایشان ورثہ ایشان ورسل باقیست درمیان مشایخ مقرر است کہ ولی را حکم ولایت می شود وتصرف آن ولایت باذن اللہ بدست او ہند بعد موت او از ان معزول است تا بعد آن یکے دہند زان بید اللہ است ہر کرا خواہد دہد اما او بعد موت او معزول است این سخن بسیار صوفیان است ودر نقطے این روایت نیابند اما در عوارف وقوت القلوب واحیا این حکایات واحکام مملو ومحشو بینند۔

فصل سوم

در اسماء باری تعالیٰ کہ چہ صواب است وچہ خطا

۱ سوال۔ اگر ترا پرسند اسماے باری توقیفی است یا ہر اسمے کہ در وے عیبے ونقصے ووصف زوالے نباشد اطلاق بر باری رواباشد؟ جواب بگو مذہب اکثر فقہا آنست کہ توقیفی است یعنی ملا از قرآن ویا از احادیث رسول اللہ ویا کلام سلف صالح اطلاق او بر باری صحیح شدہ باشد ما را اطلاق روا نبود وبعضے گفتہ اند اگر وصف عیبے وزوالے نیست روا باشد

اطلاق او بر باری خواہ از کلام سلف اطلاق او صریح منقول باشد یا نباشد و از مصنفان و علما و اصحاب فصاحت و بلاغت چنین محقق میشود که ہر اسمے که ایشان را بحسب مقتضی مقام می آید دور از عیب حدوثے و نقصانے و زوالے به خدا و ندراجع بنیت فی الحال اطلاق می کنند این فعل ایشان بروایت بعضے فقہاء روا باشد۔

۲ **سوال۔** اگر ترا پرسند اسم عین مسمی باشد یا غیر مسمی؟ **جواب** بگو اگر بدین معنی می پرسی که مفہوم با مصداق ہر دو یکے است خود اسم عین مسمی۔ و اگر بدین نظر که آن ذات مسمی و این لفظ و حروف پس اسم غیر مسمی است قطعاً درین معنی ہیچ عاقلے خلاف نکند۔

۳ **سوال۔** اگر ترا پرسند اسم شئے بر باری پارسی روا باشد؟ **جواب** بگو آرے روا باشد بہ پارسی و عربی روایت در حافظیه است و ہمچنین موجود۔

۴ **سوال۔** اگر ترا پرسند اطلاق لفظ نور بر باری روا باشد یا نه؟ **جواب** بگو آرے روا باشد ولیکن به معنی منور النور پس معنی آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے منور السموات والارض زیراکه نور شئے است مخلوق و ظاہر و مظہر۔

۵ **سوال۔** اگر ترا پرسند اطلاق لفظ ید و وجه و عین و جنب و نحو آن از متشابہات روا باشد یا نه؟ **جواب** بگو به عربی روا باشد اما به پارسی روا نه باشد در حافظیه چنین افتاده اما در حاشیه می نویسد که اطلاق به عربی ہم بے تاویل روا نیست زیراکه اینہا از متشابہات اند در سراجی افتاده است وَیُوْصَفُ بِاَنَّ لَہٗ یَدًا وَّ عَیْنًا وَّلٰکِنْ لَا کَالْاَیْدِیْ وَلَا کَالْاَعْیُنِ ولا نشتغل بالکیفیة وقال السید امام الشیخ شجاع وصفه بالید بالفارسیه یجوز وما لعین لاوالیضاً سنه بگویند که خدائے یا قدو ہیچ چیز نه باشد زیراکه بہشت و دوزخ و ایم خو اہند بود پس اہل سنت و جماعت و خاصه می گویند تعالی دست خدائے دراز است قال حاکم الامام لیس یجوز و تاج اسامی میگوید الید معروف ازین روایت این آمد که دست عربی باشد۔

ایضاً منه

۶ **سوال**۔ اگر ترا پرسند خدائے تعالیٰ را رفیع و قاضی و ہازم و فارج و شدید گویند یا نہ؟ **جواب** بگو مضاف روا باشد چنانکہ رفیع الدرجات و قاضی الحاجات و ہازم الاحزاب و فارج الہم و شدید العقاب اما بغیر اضافت روا نبود۔

۷ **سوال**۔ اگر ترا پرسند محتجب روا باشد یا نہ؟ **جواب** بگو آرے روا باشد بدین معنی محتجب است بجلال عظمت نہ بپردہ حسی و اما محجوب روا نبود زیرا کہ محجوب بمقہوریت و مغلوبیت دلیل کند اما احتجاب دلیل بر اختیار حجاب از غایت عز جلال بود و نیز توفیق بدان وارد است و بدین وارد نیست و بعضے محتجب نیز منع کردند و در حدیث آمدہ است حجابہ النور لو کشف لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ اے حجابہ لیس شئی یحجبہ من الظہور فی الاظہار بلکہ حجاب او صفت عظمت و جلالت او ست چنانکہ گفت العظمۃ ازاری والکبریاء ردائی و بعضے اسامی اطلاق او و ضد او ہم روا نیست چنانکہ محرک و ساکن و عاقل و احمق و الداخل فی العالم والخارج منہ و غائب روا نباشد اما غیب روا باشد زیرا کہ توفیق بدان وارد است یؤمنون بالغیب قیل ای باللہ۔

۸ **سوال**۔ اگر ترا پرسند یکے از اسمائے باری تعالیٰ شاہد و شہید و ظاہر و باطن است اطلاق ہمہ اضداد یکدیگر روا باشد او را وجہ توفیق چیست؟ **جواب** بگو غیب و باطن بدین معنی کہ ہیچ کس او را بحقیقت او اطلاع نیابد و ظاہر بدین کہ دلائل وجود ذات او بصفت وحدانیت و اوصاف کمال ظاہر و پیدا است ہرگز خفا نپذیرد و حاضر و شاہد بدین معنی کہ گویند علم باقوال و افعال ہمہ عباد دارد و ہیچ قلیلے و کثیرے از علم او بیرون نیست پس او شاہد و حاضر ہمہ است بعلم و قدرت بہمہ حال۔

۹ **سوال**۔ اگر ترا پرسند در حدیث آمدہ است لا تسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر اطلاق لفظ دہر بر باری تعالیٰ روا باشد یا نہ؟ **جواب** بگو بہ عربی روا باشد زیرا کہ توفیق وارد است

ولفظ متشابه است اما به پارسی روا نباشد جز بتاویل مقلب و مصرف و بدان روایست که ... حافظ ... شده است

سوال۔ اگر ترا پرسند الله اسم ذات است یا اسم صفت؟ **جواب** بگو اسم ذات جز این یک اسم نیست و گر همه اسم صفات است اما این را اسم ذات گردند تا اجزای صفات بجز لفظ موصوف نباشد کذا فی الکشاف واما در کتب فقه می نویسند که مذهب ابو حنیفه و ابن عباس اینست که این مشتق نیست علم ذات باری که موصوف است به صفات کمال واما مذهب صاحب کشاف و بیشتر معتزلی اینست که اسم الله مشتق است به معنی معبود وقیل المتحیر فیه العقول لعظمته

۱۱ **سوال**۔ اگر ترا پرسند معنی او از روے پارسی که گویند خدا بدال مهمله گویند یا بدال منقوطه **جواب** بگو از پارسیان شنیدیم بدال هم گویند و هم بذال گویند اگر بدال مهمله گویند روا باشد زیرا که معنی این بود که خود آینده یعنی بذاته وجود وے خود بخود دارد و وجود او محتاج به دیگرے نیست و قدیم است همیشه بود و همیشه باشد و اگر بذال منقوط گویند هم روا باشد بدین معنی که خود زائیده یعنی خود بخود شوند و آنکه از کسے نه زاده است وجود او به وجود دیگرے متعلق نه بوده خود شده و ... و از این آمدن و از این زادن مراد وجود و حدان و حصول است که آن لازم آمدن و زادن ... چنانکه تاویل مد اکثر اسماے عربی پارسی شنیدی هم چنین این جا بدان و هم صفت حقیقت ... آمدن که انتقال حقیقی است این جا ندانی که تعالی الله عنه علوًا کبیرًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ صفت است

۱۲ **سوال**۔ اگر ترا پرسند فرق میان رحمٰن و رحیم چیست؟ **جواب** بگو از روے معنی فرق اینست که رحمٰن ابلغ است معطی نعیم جلایل عظیم و دقایق دنیاوی و اخروی منعم کافر و مومن به وجود و حیات همواست اما رحیم معطی دقایق نعیم منعم مومنان در آخرت و اما لفظ رحیم بر غیر باری هم اطلاق کنند که در قرآن آمده است در حق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم رؤف و رحیم و اما رحمٰن جز به باری اطلاق نکنند و کذالک رب به صفت اطلاق جز بر باری نکنند و به صفت تقیید بر غیر باری

اطلاق آمده است چنانکہ امیرالمومنین امام المتقین علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ گفت رب البیت اخو اجتماع البیت ومہتر یوسف علیہ السلام گفتہ اند اِنَّ رَبِّیٓ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ ای مالک واللہ اعلم۔

(۱۳) سؤال۔ اگر ترا پرسند یکے از اسماے باری تعالیٰ حلیم است وحلیم بردبار را گویند وبار بردن در صفت باری روا نباشد؟ جواب بگو لازم معنی مراد است یعنی آنکہ او بار ایذاے کسے برد واو را مقابل بجزاے ایذاے او فی الحال نہ شود وتعجیل مکافات او نکند ہمچنان در صفت باری تعالیٰ حلیم بدین معنی کہ لایعجل بالعقوبت عجلت نہ کند۔

(۱۴) سؤال۔ اگر ترا پرسند یکے از اسماے باری تعالیٰ صمد است والصمد فی اللغۃ الذی لاجوف لہ واین در صفت باری تعالیٰ محال باشد؟ جواب بگو صمد در صفت باری تعالیٰ بدین معنی آید آنکہ بندگان بر وحاجت بردارند واو حاجت بہ کسے نبرد ودر معنی لغوی نیز مناسبتے بمعنی شرعی دارد کہ آنکہ او راجوف نہ بود محتاج بہ کسے نہ بود یعنی غنی کہ محتاج او ہمہ کس باشند۔

(۱۵) سؤال۔ اگر ترا پرسند یکے از صفات خداے تعالیٰ واحد است ویکے احد فرق میان ایشان چیست جواب بگو واحد بصفات مراد است یعنی آن صفات او در ہیچ ذات دیگر نباشد چون نباشد کہ یکے از صفات اوست وحدہٗ لاشریک لہ اوست واحد بمعنی یگانگی بذات یعنی ذاتے کہ دارد دیگرے را نباشد یعنی وحدانیت او حقیقی است ودر شمار نیست ووحدانیت جز او بہ شمار است یعنی یکے مثلے ومانندے دارد بذات یا بہ صفات اما او تعالیٰ ہیچ مثلے ومانندے ندارد اما آنکہ کسے را واحد گویند بدین معنی باشد کہ شمار کردن در فعلے یا در قوتی یا در وصفے با او دیگر متضمن کردہ نہ شد بدین معنی دیگرے واحد است اما واحد حقیقی اوست تعالیٰ فحسب دیگران واحد شمارند نہ بحقیقت ودر خلاصہ می گوید اگر مردے گفت اگر کسے خدا شود من حق خود از وے بستانم یکفر واگر گفت ترا حق خدای نمی یابد فقال لایکفر ولو قال لامرأتہ فی الغضب آن سیاہ رو را بگو کہ مرا از دو آن قربان را بگو کہ ترا زاد وآن خداے را بگو کہ ترا آفرید لایکفر

حقیقی است نہ بشمار است

منقسم نشد

واگر گفت توحق خدای نمی دانی

رجل قال لا خوف خداے تعالیٰ ترا نشاندہ کہ آن کند کہ تو گوی یکفر و لو قال بار بار بر تو نیاید من چگونہ برآیم یکفر و لو قال خداے تعالیٰ بر تو قضاے بد کرد لا یکفر و لو قال تا ما می شنویم خدا یا ما می شنود یکفر و لو قال کہ آن کار نیست کہ با خداے تعالیٰ افتادہ است لیس یکفر و لکنہ شنیع و اگر گفت خداے بود و همچنین نبود و خداے باشد همچنین نباشد نصف ہذا الکلام کفر و نصفہ توحید و قال رو با خداے تعالیٰ بگو یکفر روی القاضی الامام ابو بکر النسفی و لو قال رو با خداے تعالیٰ زو بان بنہ و بآسمان برآے و با خداے جنگ کن یکفر و لو قال پاے خداے باید گرفت درین حادثہ ان اعتقد ان اللّٰہ رجل هی جارحة یکفر و ان اراد بہ ان لا نجات لہ الا بالاعتصام باللّٰہ لا یکفر و لو قال خداے از بر عرش بداند ہذا لیس بتشبیہ و لو قال از بن عرش می داند فهو تشبیہ و لو قال الآخر از آسمان خداے است و بر زمین تو یکفر و کذا لو قال ہیچ مکان از خداے تعالیٰ خالی نیست و لو قال علم او در ہمہ مکان ہست ہذا خطاء اما این باسخن مفسران بالاجماع در قبیل آیت وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ای بالعلم و القدرة راست می آید و اللّٰہ اعلم بالصواب و اگر این جا معنی طرفہ چیزے گویم خو و کفر بود خطا چہ باشد و لو قال خداے ما را بابنہ بود کفر و لو قال خداے و ایم استادہ است یا نشستہ است یکفر رجلا مات ابنہ فقال خداے مارا بایستہ بود یکفر و لو قال الآخر خداے بر تو ستم کند یکفر و لو قال حین ظلم الظالم یا رب آزار دهندہ را اگر تو پذیری من نہ پذیرم فهذا اکفر مکانہ قال لا ارضی بہ این ضیفیت قبل فلان را قضاے بد رسید دیگرے گفت قضاے خداے بد نبود هذا اعاذ هب القدریة المخیر من اللّٰہ و الشر منا و لو قال الی عبد الملك یکفر و لو قال لخصمہ با تو بہ حکم خداے کار می کنم فقال من حکم خداے نمی دانم و قال این جا حکم خداے نرود او قال اینجا دیو است حکم کہ کند یکفر و لو قال ان شاء اللّٰہ این کار کنی فقال بے ان شاء اللّٰہ بکنم یکفر و لو قال ہذا بتقدیر اللّٰہ فقال ظالم ان یفعل ہذا بغیر تقدیر یکفر و لو قال اے فراموش کردہ خداے یکفر

من عرشك ويكره ان يقول في دعايه وبحق فلان وبحق رسولك وانبيائك
ذكر امام ركن الله ابو الفضل الكرماني وجاء في الآثار ما دل على جواز التسمية
باسم يوجد في كتاب الله تعالى كالعلي والكبير والرشيد والبديع جائز لانه
من الاسماء المشتركة ويراد في حق العباد غير ما يراد في حق الله تعالى ولو قال بحق الله
وبحق محمد ان تعطيني كذا لا يجب على المسئول عنه بان يعطيه ذلك
في الخانية قال لغيره اعطني حقي والا اخذ تك يوم القيمة فقال احدهما الله يحكم بيني
وبينك فقال الآخر بالفارسية كه خداے حكم را نشايد بصيموس قيل ان رجلا اخذ ثوب
احد ومنع ثيابه منه وقال سامها الى الله فقال ارسلها من يمنع السما سرق
اذا اسرق قال الشيخ الامام ابو الفضل لا يصير كافرا ولو قال اگر من دروغ مى گويم
خداے در دروغ نمى گويد لا يكون كفرا رجل نكح بغير شهود فقال الرجل والمرأة
خداے وپيغمبر را گواه كردم يكفر ولو قال رجل لغيره اے بار خداے من يكفر امرأة قالت
از وجها تو سر خداے مى دانى فقال نعم يكفر ولو قال عبد الرحيملك وعبد العزيز لك
وعبد الغفار لك وعبد القهار لك يكفران كانت عامدا والا فعجبا ...
ولو قال فلان بچشم من چنانكه بچشم خدا يكون كفرا. ولو قال فلان بيمار مى شد ... درست ...
او فراموش كرده خداے است يكون كفرا. ولو قال خداے بر آسمان ... ميداند كه من ...
نكرده ام يكون كفرا عند الكل قال رجل اگر روزے بزرگ خداے ... از تو ...
از ولستانم يكون كفرا عند الكل. رجل توجه على اليمين واراد ان يحلف بالله فقال
المستحلف سوگند بخداے نه خواهم داد سوگند طلاق وعتاق خواهم داد قيل يكفر وقيل
لا يكفر واگر گفت سوگند مغلظ خواهم داد لا يكون كفرا وفي درر البحور ومن اثبت الله
لونا او اثبت في صفته الاتصال او الانفصال فهو كافر خاتم الفصل وخلاصه مى ...
چون در مسئله وجوه دليل بكفر باشد ويك وجه دليل براسلام بود مسئله را حمل بر آن وجه مى بايد

ثياب؟ مرداد خاتمة الفصل

دلیل بر اسلام بود اگر مردے کلمہ کفر قصداً نمی گوید و نمی داند کہ کلمہ کفر است کافر است پیش عامہ علما و بعضے یقول لا یکفر و چون بخاطر یکے کلمہ کفر گذشت تا تکلم بدان کرد و او بدان کارہ ہست آن محض ایمان است اگر کسے قصد کفر کرد کہ بعد صد سال کافر شود فی الحال کافر شود و ہرکہ بر گوینده کلمہ کفر بخندید راضی بکفر او کافر شود مگر آنکہ خنده ضروری باشد چنانکہ مضحک بود و انکار کفر او نہ کردند و اگر شخصے ہندو سے را ٹھاکر گوید کافر شود لان التھکر فی لغتہ اسم من اسماء اللہ تعالیٰ اما روایت بر قولے کہ توفیقی گویند مشکل باشد و نیز در روایت آمد لا تحرق القرطاس و لا تلقہ علی الارض و علے وجہ السائل لان القرطاس اسم من اسماء اللہ تعالیٰ اذا قال رجل اللھم انی اسئلک بحق انبیاءک و رسلک یکفر لانہ لا حق لاحد علی اللہ فی المضمرات۔ قال اھل السنت والجماعت ما یجب الایمان بہ و لا یصح بدونہ و یکفر بالانکار والرد و ھو کل ما ثبت بالنص و بالخبر المتواتر و باجماع الامت فانہ یوجب القبول والاعتقاد بہ و کل ما ثبت بالخبر الواحد واتفقت الفقہاء علی صحت ذلک واجتمعت الامۃ علی قبولہ من غیر تاویل فانہ یکون من شرائط الایمان کعذاب القبر والصراط والمیزان والشفاعۃ والمعراج الی السماء ھذا ثبت بالخبر الواحد ولکن الفقہاء والصحابۃ اتفقت علی صحت ذلک فحل محل الاجماع فمنکرہ کافر و قیل ھو مبتدع

فصل چہارم

در تحقیق ایمان و احوال آخرت است

(۱) **سوال۔** اگر ترا پرسند حقیقت ایمان چیست؟ **جواب** بگو استوار داشتن بدل وحدانیت خداے را بہ جمیع صفات کمالی او و استوار داشتن محمد رسول اللہ را بدانچہ آورده است از حق و اقرار بہ زبان موافق تصدیق دل و اقرار بہ زبان بر قول صاحب بزدوی و فقہا دیگر رکن زائد ایمان است بدین معنی کہ باکراه ساقط می شود یعنی معاملہ مباح کرده می شود و در عدم

مواخذہ نہ آنکہ حرمت او ساقط می شود تا آنکہ مکرہ اگر صبر کند بر کلمہ ایمان حتی قتل بکوشند بیاید
عند اللہ تعالی وہر کہ تصدیق بدل کند و اقرار بزبان نہ کند بغیر اکراہ او مومن نباشد پیش فقہا
نہ پیش خلق و نہ بینہ و بین اللہ تعالی و اما پیش متکلمان و صاحب عقیدہ حافظیہ اقرار شرط اجرای
احکام است بر وے آنکہ مصدق بدل بود و بہ زبان اقرار نہ کند بینہ و بین اللہ تعالی مومن
باشد ولیکن اجرای احکام اسلام بر وے نہ کنند و این اجماع است کہ در مدت عمر یکبار اقرار
فریضہ است و باقی صورت او ازبہر زایل کلمہ کفر و اقرار بزبان فریضہ نیست اما فضیلت باشد
سوال۔ اگر ترا پرسند اعمال داخل ایمان ہست یا نہ؟ **جواب** بگو این جاد و قول است ہیچ
اینست کہ اعمال داخل ایمان نیست۔ و مذہب امام شافعی رح آن است کہ اعمال داخل ایمان است
و کذلک مذہب معتزلہ اما فرق امام شافعی رح و میان ایشان اینست کہ شافعی رح فاسق را مومن میگوید
و معتزلہ کافر می گویند زیرا کہ امام شافعی ایمان را بمنزلہ درختے میدارند کہ او را بیخ و شاخ و برگ و میوہ
باشد و بیخ بمنزلت تصدیق است و برگ و میوہ بمنزلت اعمال است چون بیخ و شاخ باقی باشد
اسم درخت باقی باشد ولیکن با نقصان امام شافعی اعمال داخل ایمان میگویند ولکن
فاسق را کافر نخوانند مومن می گویند چنانچہ درخت بے بار و برگ را درخت می گویند ولکن
در نقصان او شبہ نیست چنانکہ در نقصان ایمان فاسق۔ و اما معتزلہ اعمال داخل ایمان میگویند
و فاسق را مومن نمی گویند و ایشان را این جاد و قول است یکے فاسق را بین المنزلتین میگویند
میان منزلت ایمان و کفر اگر بے توبہ مرد حالت کافر داگر با توبہ مرد حالت مؤمنا و بعضے از
ایشان و خوارج و جبریہ می گویند کہ فاسق از ایمان بیرون آید و در کفر در آید چون بہ توبہ مرد
مؤمن شد و الا کافر مرد و تمسک بظاہر نصوص کہ وارد و بہ تغلیظ راست و با تقدیر استحلال و استکبار
و افتخار میگوئیم می کنیم و بعضی را محمول بدین تاویل است کہ گفتہ شد تفصیل آنہا در کتب صریح است
متجملے ہر یکے اطلاع کے وارد اما اصل مذہب اینست کہ در علم آمد
سوال۔ اگر ترا پرسند ایمان زیادت و نقصان پذیرد یا نہ؟ **جواب** بگو آنکہ عمل داخل ایمان

داخل نگوید ایمان مجرد تصدیق باشد و آنجا در ذات او ممکن نیست و آنکه عمل را داخل دارد لابد او زیادت
ونقصان در اصل ایمان گوید و تصدیق استوار و فتنی بر آن است زیادت ونقصان آنجا در ذات او
ممکن نیست و آنکه عمل داخل دارد لابد او زیادت ونقصان در اصل ایمان گوید که تفاوت در
اعمال ممکن است و واقع هست و آیاتی که وارد است در باب زیادتی ایمان ونقصان آن
پیش ما محمول بر آن بود یا اشراق نور و معالی درجات و مراتب و زیادت ثمرات و آثار آن اما
فی نفسه احتمال زیادت ونقصان ندارد۔

سوال۔ اگر تو این مراتب ایمان چند است؟ **جواب** بگو مراتب ایمان قابل حصر و حد نیست
نبی که محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم در باب امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه میفرماید
لو وزن ایمان ابابکر بایمان اهل الارض لیرجح ای لغلب اکنون چون ایمان ابابکر رض
این مقدار بود که بر ایمان اهل الارض غالب آمد مراتب آن را عدد و حصر نباشد و لاشک ایمان انبیا
ارجح از ایمان ابوبکر است پس مراتب ایمان انبیا اولی که قابل حصر و عدد نبود و همین معنی
گفت یا ایها الذین آمنوا آمنوا بمرتبه ایمان که رسیدی بالاتر از آن ایمان دیگر است طالب
آن باش که بدان برسی که اگر فرض کنم ابد الآباد در مراتب ایمان مرد مومن ترقی نماید ابدالآباد منتهی
نشود اما این از روی باعتبار حصر کلی و آنچه در قدر بیان مندرج شود بر پنج مرتبه گفته اند
علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین، حق الحقیقه، حقیقة الحق۔ علم الیقین پیش اکثر مشایخ علمی
به استدلال حاصل شود و مقدم بر عین الیقین و این مرتبه عوام است که یؤمنون بالغیب اے
غائبین عن الله یا مستدل بالاثر علی المؤثر دوم عین الیقین است که باشد لا لا هرچه
معلوم کرده بود ایمان باید که خود بداند چنانکه امیر المومنین علی کرم الله وجهه را نشد بود لو کشف الغطاء
ما ازددت یقینا این به مشاهده و مکاشفه دل بود چنانکه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
و علی را بود رضی الله عنه و صحابه دیگر را بود و اولیاے خدا را هست که امیر المومنین علی اشارت بدان
می کند لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا که آنچه پرده بر روے عالم نهاده اند و آن را که مردمان

پرده می خوانند چون از پیش من دور شود من این یقینے که این دم دارم مرا زیادت نه شود که چه بر من معائنه شده و پرده بر من نمانده اما صاحب تعرف و عوارف برین می روند که مشاهده و مکا عبارت از زیادت یقین حاصل شدن است که چنان یقین حاصل شده چنانستے که بچشم خویش دیده است و بر معاینه و مکاشفه شده و تجلی ایشان هم بدین معنی میگویند و تمسک ایشان بلفظ فکانما و کان که در عبارت بعضے صحابه و مشایخ افتاده است چنانکه حارثه میگوید کانی رأیت الی عرش ربی بارزا و محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم می فرماید حارثه را رضی الله عنه اصبت فالزم شبلی گوید مسکین حارثه رضی الله عنه نظر ش زعرش در نه گذشت شیخ روز بهان میگوید اصبت الطریق فالزم حتی تصل الی المقصود پیش حضرت خواجه ما سلمه الله تعالی بتحقیق لفظ کانما مقحم برائے تبرک و تادیب بود و کذالعرش مقحم بود از بهر تادب چنانکه گویند رایات اعلی آمد پیش تخت گذشت و بندگی تخت امروز چنین فرمانے داد اکنون این اختلاف مبنی بر اختلاف مذاق هر یکے است بدلیلے و برهانے متعلق نیست هر کسے از مقام خویش و رسیدن و دیدن و چشیدن خویش حکایتے می کند ؎

هنیئا لابرار بالنعیم نعیمهم ولـلعاشق المسکین ما یتجرع

؎ تم سلطان ملک حسن ما درسلک پریشانی دلا دامان فراهم کن کجا ما و کجا ایشان

مرتبه دیدار را هر دو طائفه ایشان و ذوق خویش عین الیقین خوانند اما نزدیک خواجه ابو محمد حکیم ترمذی که از مشایخ طبقات است علم السر خوانند اما شیخ المشایخ استاد ابو القاسم صاحب تفسیر اللطایف القشیری داختیار بندگی خواجه ما سلمه الله تعالی این است علم الیقین بعد عین الیقین است بعضے متقدمان هم برین رفته اند که علمے بدیدار او حاصل می شود آن علم الیقین باشد تا هنوز در مقام استدلال بود و خالی از ظن و تخمین نه بود پس از ان علم الیقین مرتبه باشد بعد عین الیقین و این مرتبه خواص باشد و علم الیقین اول که علم باستدلال است احتمال ابتدا و کند و تخالجے و خلجانے باشد اما درین علم الیقین هرگز احتمال خلجانے نبود و وهم ارتدادے نباشد گفته اند

ما رجع من رجع الا عن الطریق ومن وصل لا یرجع وصول را مراتب است یک وصول علم الیقین و عین الیقین ہم باشد پس ازین خود قرار بر غفلتے و حرمانے است سلوک نہ گویند رسول اللہ گفتہ . الناس نیام الحدیث و سوم حق الیقین کہ آنچہ باستدلال و الفت ولیں ازان آزا دید بچشید و ذائق آن شد و موصوف بدان گشتہ کہ تخلقوا با خلاق اللہ واتصفوا بصفاتہ شد این حق الیقین باشد و این نیز مرتبہ از وصول بود و عین الیقین بہ نسبت این سلوک باشد و این بہ نسبت حق الحقیقت سلوک بود چہارم مرتبہ حق الحقیقت است کہ خود را در اتصاف بصفات آن موصوف فانی یابد ہمہ خود را موصوف بدان صفت بیند این عبارت و استعارت از میان برخیزد و آن حق الیقین بود این مرتبہ وصول دیگر باشد و اما حقیقۃ الحق کہ ظہور موصوف بصفاتہ شود و تشخص بصفاتہ و ذاتہ از میان برخیزد کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ برقرار و استقرار خویش باز آید و اگر او را از وی و از فنا شدن و از باقی ماندن وے پرسند ہیچ یاد ندارد و شاید انکار کند و برین مقام قرار کسے را کمتر باشد و ہر ساعتے فنائے و ہر لحظہ بقائے است این جا استقرار کسے نباشد این را بقائے بعد فنائے فنا خوانند پس ازین مقام بشر را مقام دیگر نیست و در آن حق الحق است و ہر کس محفوظ شدنی نیست و آن قابل وصول کسے نہ بود لا یحظی بہ نبی مرسل ولا ولی محقق مثالے ازین مجموع در ظاہر از من بشنو مردے نام شکر شنید کہ او شے شیرین است و باستدلال علمی از نگانی و بوئے او و با امارات دیگر کہ شنیدہ است یقین بہ حلاوت او کرد علم الیقین شد آن را دید چنانکہ دانستہ بود عین الیقین شد آن را چشید حق الیقین شد و خود را فانی در شکر یافت حق الحقیقت شد و این فنا شدن خود در صفات شکر و ذات او بقائے او شکر را فراموش کرد حقیقت الحق شد شریعت عبارت از گفت انسان کامل است و حقیقت عبارت از دید انسان کامل است و حق الحقیقت عبارت از بود انسان کامل است این نہایت مقام بشر باشد اما قرار و بقا مر این کس را نہ دہند و کس بدین محظوظ نہ شود این بود مراتب ایمان کہ در علم آمد این جملہ مراتب ایمان است و احتمال زیادت و نقصان دارد و در این معنی کسے از اہل ایمان خلاف ندارد و حضرت خواجہ سلمہ اللہ تعالیٰ در رسالہ

غفلت و حرمان باشد سلوک نگویند

عین الیقین است

استقامۃ الشریعت علی طریق الحقیقت می نویسد کہ علم الیقین حکایت از دیدن است این علم بعد دید است چزاین در گفت و شنید است یثبت و ینفی ہمیں عین الیقین عبارت از بود است حق الیقین عبارت از بود نابود است۔

سوال (۵) اگر ترا پرسند بر نبی ایمان بہ چہ واجب است؟
جواب۔ بگو پیش از بعثت ایمان بتوحید است کہ او معصوم از کفر اما بعد بعثت ایمان بجود و بجمیع ما نزل علیہ و علی امتہ واجب باشد ہم ازین جا گویند کہ واجب است کہ نبی داند کہ من نبی ام اما ولی را علم بجود واجب نیست کہ من ولی ام اما این سخن بدرخشان ولیئے نیاید کہ بہ نقد وقت در مقام ولایت بہ تجلیات نہ بود و محادثہ و مکالمہ و مکاشفہ در مقامات قرب نباشد و تصرف ولایت با مراللہ نبود اما اگر این نوع با کسے باشد لا بد او را علم بولایت خود بود چنانکہ علم بوجود خود است اما این حکایت اولیا باشد کہ در واقیامت بعثت در مقام ولایت باشد امروز او را از آن شعورے نہ باشد امر ممکن باشد۔

سوال (۶) اگر ترا پرسند اظہار خارق عادت بر چند نوع است؟ جواب بگو بر سہ نوع است یکے معجزہ بر نبی وقت تحدی با منکران بکنند فرض است و معجزات دیگر در اوقات مختلفہ جائز اما دوم کرامت از ولی با ظہار نفس و دعوئی ارادت جز برائے تقویت دل ضعیفان برائے تحمل مجاہدات و ترغیب مرداں بسوئے راہ حق جائز نہ و آنکہ از خود رود و بدل اختیار بر وے خارقے جاری شود و او کالمسلوع المرتعش باشد آن بعفو البتہ بیرون از گفت و شنید اما سوم معونت آن خارقے کہ بدست عوام حاصل آید کہ سبب عون و تقویت میشود برائے تحمل عناے عبادت و باشتاق طاعت و یا بجر داست است بود آن بعفو است و آن بیرون از گفت و شنید است الا فاما الحق فیہ ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تذکر وانی ذاتہ محیر رحم اللہ نفسہ ہمیں اشارہ کردہ است۔

سوال (۷) اگر ترا پرسند انا مومن ان شاء اللہ تعالی گویند یا نہ؟ جواب بگو کہ اگر بغیر نادلیل میگوید و شک می آرد کافر گردد و اگر برائے تبرک گوید چنانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

روزے بہ مقبرہ گذشت گفت انا لاحقون بکم عنقریب اِن شاءَ اللہ تعالیٰ در لحوق بدیشاں شبہ نداشت اما برائے تبرک گفت و در قرآں نیز آمدہ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ جائے شک نیست اما برائے تبرک و تادب روا باشد اما در حدیث یک معنے است شاید اِن شاء اللہ تعالیٰ متعلق بہ لفظ قریب باشد پس برائے شک بود و از خواجہ حسن بصری پرسیدند اَنْتَ مُؤْمِنٌ فقال ان اردت بان یحل ذبیحتی و یجوز نکاحی و تقبل شہادتی علی المسلمین وانا اہل قبلۃ المومنین فانا مومن حقا و ان اردت ان ادخل بہ الجنان و یختم علیہ امری و اتخلص بہ عن النیران فانا مومن اِن شاء اللہ تعالیٰ و ایں مذہب امام شافعی است کہ انا مومن اِن شاء اللہ روا باشد و پیش ما بدعت بود صحابہ و سلفِ صالح بمعنی تبرک در ایمان کلمہ اِن شاء اللہ تعالیٰ نہ گفتہ اند در کتب فقہ حنفیہ رضی اللہ عنہ چنیں مسطور است۔

سوال (۸) اگر ترا پرسند فاسق چوں بے توبہ میرد حکم او چیست؟

جواب بگو مذہب ما ایں است کہ او بہ مشیت اللہ باشد اگر خواہد عفو کند بے عذاب دوزخ در بہشت برود و غیر کفر جملہ معاصی از صغائر و کبائر دریں معنی برابر است اگر خواہد بقدر ذنب عذاب کند و عاقبت بنا بر وجود ایمان در بہشت برود خلود در دوزخ جز کافر را نیست و اجتناب از کبائر موجب عفو از صغائر نیست صغائر محتاج بہ توبہ است پیش ما خلاف مر بعضے کہ ایشاں عمل بظاہر نص کنند و گویند کہ اگر اجتناب از کبائر کند و صغیرہ بجا آرد بغیر اصرار آں صغیرہ بے توبہ عفو شود محتاج بہ توبہ علیحدہ نیست قال اللہ تعالیٰ اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْہَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ اے صغائرکم ما میگوئیم مراد ازیں ایں است اے بالتوبہ عن الصغائر اینجا یک سخن است کہ کبائر نیز ہمیں حکم دارد کہ توبہ کبائر معفو است پس در تعلق صغائر بہ تقسیم بر اجتناب از کبائر دیگر و صغائر دیگر اجتناب آں صغیرہ و کبیرہ کہ از آں توبہ کردہ آید عفو است پس فائدہ تعلیق آیت چہ باشد واللہ اعلم۔

سوال (۹) اگر ترا پرسند کبیرہ کرا گویند؟

جواب بگو اختلاف روایت اینجا بسیار مروی است ابن عمرؓ گفتہ است الشرک

وقتل نفسٍ بغیر حق وقذف المحصنة والزنا والفرار عن الحق والسحر واکل مال الیتیم وعقوق الوالدین والجہاد فی الحرم
وزاد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اکل الربا وزاد علی رضی اللہ عنہ السرقة وشرب الخمر وقیل ما کان مفسدة مثل مفسدة
ما ذکر او اکبر منہ فہو کبیرة وقیل کل ما یوعد علیہ الشارع بخصوصیتہ وقیل کل معصیة یوجب علیہ الحد فہو کبیرة وقیل کل
ما استغفر عنہ واکتفی بہ فہو صغیرة وقال صاحب الکفایة والحق انہما اسمان اضافیان لا یعرفان بذاتہما فکل
معصیة اضیفت الی ما فوقہا فہی صغیرة وان اضیفت الی دونہا فہو کبیرة والکبیر المطلقة ہی الکفر اذ
لا ذنب اکبر منہ وبالجملة ان الکبیرة ہی غیر الکفر ودیگر در ذخیرہ است کل ما کان شنیعاً بین المسلمین وفیہ ہتک
حرمت اللہ تعالیٰ فہو کبیرة اما معتزلہ میگویند کہ فاسق چوں بر فسق میرد کافر مردہ باشد عذاب واجب
باشد عفو روا نیست واگر توبہ کند عفو واجب باشد عذاب روا نباشد وتخلید فساق در دوزخ
واجب باشد خلاص ممکن نیست چوں فاسق را کافر میگویند وجوبِ عذاب بر و میگویند تخلید
واجب میدارند شفاعت انبیا واولیا را منکر باشد وآں را نفی میدارند وایں جز انکار آیات
صریح واحادیث کہ در معنی کالمتواتر است نیست وایں خود عادت ایں مکاراں است از ایشاں
ہیچ ایں معنی عجیب وغریب نیست ومذہب اہل حق وتحقیق ایں است کہ شفاعت
محمد رسول اللہ واولیاے امتِ او در حق فساق امت او حق است ودریں شبہ نیست وہر کہ
شبہ کند کافر گردد نعوذ باللہ العظیم زیرا کہ بقرآن ثبوت شفاعت شدہ است ومنکر قرآن
کافر باشد ومعتزلہ ایں شفاعت را کہ در قرآن مذکور است برلیے زیادتِ مراتب مومناں
وفضل در ثوابِ ایشاں میگویند ما میگوئیم ایں نوع ہم باشد زیرا کہ پیغامبر گفتہ حلت شفاعتی
یوم القیمة حتی ابراہیم وابراہیم را شفاعت خبر بترقی درجاتِ او تصور نتواں کرد اما منع
شفاعت انکار حق است ودعوئے باطل وایں معانی احادیث مشہور است کہ در کتب
احادیث وارد است پس تاویل باطل باشد وعدول کردن از ظاہر نصوص وحمل نصوص
وقرآن بخلاف دین کہ بداں تکلیف حدود وعقوبات وعذاب آخرت خیزد الحاد وخروج
از دین است وکفر است اما آنکہ قرآن را ظہرے وبطنے است وہر بطنے را بطنے است

تا هفت بطن پس زائد از آں الی مالا انتهای و در هر آیتی حدی هست و هر حدی را مطلعی است
چنانکه در حدیث مسطور است آں را شبه نیست که حق است و بداں مخصوص انبیا و اولیا اند و
مشائخ متصوفه اهل باطن بداں محظوظ و فائز اند آں را مرتبه عالی است در دین و فائز بداں جز
دوستاں و عارفاں خدا نباشند۔

۱۰

سوال (۱۰) اگر ترا پرسند زنده را چوں مرگ میرسد حالت او وقت مرگ چیست؟ **جواب**
بگو روح انسانی از تعلقی که بدو دادند عزل می کنند و نسبتی که بدو بازبسته اند منقطع می گردانند و روح
انسانی که ساری است در بدن همچو آبی که در اجزائے ثوب متخلل است آں را از هر بن موی
نزع می کنند لابد چوں بادشاهی را از ولایت او معزول کنند و صاحب را از مصحوب و عاشق را
از معشوق درد عظیم و مشقتی بیقیاس بود ایں سکرات موت و تلخی جاں کندن باشد و هیچ مومنے
و کافرے و ولی ازیں خالی نبود زیرا که ائتلاف و اجتماع همه راهست عذاب افتراق همه را است
اگر مردے مومن نیکوکاره بیا شد عاقبت بخیر بوده باشد ملک الموت به بشارت بروی بصورت
خوب می آید و به تعظیم جاں از قالبش می برد و در باب انبیا و اولیا ایں ثابت است بغیر اذن
نمی آید در تاریخ است که ملک الموت را فرمان شد که بر ابراهیم پیغمبر صلوات الله علیه برو و جان او
قبض کن اما اختیار بدست او ده اگر گوید قبض کن و اگر نه بازگرد او بصورتی جوانی امردی آمد
ابراهیم علیه السلام پرسید تو کیستی گفت منم ملک الموت گفت کجا آمدی گفت برای قبض روح تو گفت مرا هم
اختیار داده اند یا نه؟ گفت آری بشرط اذن تو گفت باز رو که من مرگ نمی خواهم بازگشت۔
خداوند تعالی گفت روح خلیل را چرا نیاوردی ملک الموت گفت خداوندا تو بهتر می دانی که خلیل ترا
مردن خود خوشش نمی آید گفت تمثیل کدام صورت رفتی گفت بصورت امردے خوبروے گفت
بصورتی که بدو رفتی دنیا را بیاراستی و دل او را راغب سوی دنیا کردی بر صورت پیر سختی
ضعیفی و بے آرائی برو بصورت نامرغوبی و مکروهی شو تا دلش از دنیا سرد شود و آخرت را اختیار
کند بصورت پیرے سختی و مریض ضعیف الحال خدا آمد ابراهیم دانست مهمانے رسیده

جذب لا یتحلل

است چنانچہ رسم او بود گو سالہ بریاں کردہ پیش آورد و طعامے پیش او کشاد و لقمہ خورد شکم گرفتہ در
معو ضا شد باز لقمہ دیگر گرفت باز بہ شتو خارفت باز نالہ کناں آمد ابراہیم پرسید کہ چہ حال است
ز اگفت پیرم و حالت پیری ہمیں باشد گفت ترا چہ عمر است گفت دو یست و یک سال و
ابراہیم دو یست سالہ بود گفت اگر دو یست و یکسال زیادہ شد ہمیں باشد گفت آرے
گفت موت ہم در دو یست سالہ بہتر ازیں حیات ہمیں اذن شد و ہمچناں در حدیث است
کہ بر حضرت موسیٰ ع آمد گفت تو کیستی گفت ملک الموت گفت کجا آمدۂ گفت برائے قبض روح طمانچہ
بر روئے او زد چشم او را بکشید او بحضرت شد گفت او مرگ نمی خواہد مرا نیز بر نم طمانچہ زد و چشم
کشید چشم او بدیں باز داد ان فرماں شد و فرماں شد بر کلیم ما بہ تحکم رفتی بر ایشاں باذن ایشاں در آیے
و بحرمت با ایشاں سخن گوئے برو در بہشت یک گاو بستاں و بر رو و بگو اے موسیٰ ترا مردن خوش
نمی آید دست بر پشت ایں گاو بنہ آں مقدار موئے زیر دست تو آید ہماں عمر تو باشد موسیٰ گفت
کہ بعد از آں چہ باشد گفت موت ہر چہ عاقبت بر مرگ است پس ہماں مرگ باختیار کرد او کار
خود کرد در روایتے دیگر آمدہ است کہ سیب از بہشت ببر و بدست او بدہ تا بوئے کند و بگو خدا
ترا سلام رسانیدہ و ایں سیب از بہشت برائے تو فرستادہ بوئے در آں سیب یافت و صورت
در آں سیب مشاہدہ کرد کہ طاقت او نہ بود جز آنکہ جاں با و تسلیم کند اما بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
چوں ملک الموت باذن آمد گفت ترا اختیار دادہ اند میاں لقاء اللہ و میاں حیات دنیا و جبرئیل
آمد با جبرئیل مشورت کرد او گفت یا محمد ان ربک مشتاق الیک گفت الرفیق الاعلیٰ و الجہد الاوفیٰ
اختیار لقاء اللہ علی الحیوۃ پس ملک الموت چوں اذن یافت بکار خود شد۔

سوال (۱۱) ۔ اگر ترا پرسند چوں تقدیر ازلی است بہ حکم پروردگار رسید اذن چہ معنی باشد؟ ۱۱

جواب بگو چوں تقدیر محکم رسید از آں عدول متصور نہ بود ایں تشریف مجرد تعظیمے و تکریمے است
کہ البتہ جان دادنی است اما ایں مقدار باشد کہ ایں نوع اختیاری ضروری برائے تکریم و تعظیم اقرار شرف
آں مومن مکرم و معظم عند اللہ ہم باشد و چوں سر اذن ایں بود گفتہ اند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بدیں سر کہ ختم الانبیا ست مطلع بر خفایاے اسرار است تاملے نکرد در اختیار حیات فی الحال گفت
بحضورت جبرئیل الرفیق الاعلیٰ والحبیب الاوفی اما حضورت جبرئیل با اجراے امر عادت مستمرہ باشد
حیا براے طیب دل او بود و نیز از نوع اعتقادی ہم خالی نہ بود یعنی پیغمبران دیگر اگرچہ تاملے کردند اما
باز از آں وقت معین قابل تحویل و تبدیل نشد و اگر میت معاذ اللہ کافر است یا فاسق بے توبہ عاقبت
او عریانے است بقہر و جبر و صورت کریہہ پیش می آید و جاں بعنف می ستاند و روح کافر را
باسفل السافلین چنانکہ جیفہ را از کراہت باندازند باہانت و خواری و از گندگی آں حاضران آں مقام
حیران میگردند بعد از آں مقدار تعلق ما فی الملکوت در فریاد می شوند از گندگی روح او را چوں عزل کردند۔
بعد از آں مقدار تعلق باقی میدارند کہ ہر چہ بر وے می گزرد از غسل و کفن و دفن و اہانت کسے در آں
حال و سب او ذکر او بخیر و گریہ بر وے و آہ و نعرہ و فریاد براے او از آں بتمام احساس میکند اما قوت حرکت
و گفت و شنید ندارد النوم اخ الموت یعنی عزل از تصرف باشد اما در موت عزل کلی کہ باز مراجعت
در دنیا نہ شود و در خواب تا آنکہ خداے تعالیٰ خواہد پس از آں بیداری پیدا آید آں تعلق بعود وارد مراجعت
میکند و لیکن خواب تا قالب است احساس از اہانت و سب و گریہ و سخن اصحاب و ارباب
نمی نماید بخلاف میت کہ در و تمام باقی است اما از نطق و تحرک باختیار بکلی معزول شدہ است ہر فعل
کہ بر وی کنند از غسل و کفن و نہادن بر جنازہ براے اخراج سوے مقبرہ علم بدیں دارد ہم ازیں جا گفتہ
اند کہ در صحن خانہ نرود می باید آورد تا آں خانہ را مردہ وداع کند چوں بر میدارند و نماز می کنند میداند کہ د
حدیث است ان المیت لیعذب ببکاء اہلہ یک معنی ایں گفتہ اند کہ او بہ بکاے ایشاں متاذی می شو
و رنج بد وی رسد چنانکہ بحیات بخوشی ایشاں خوش شدے و بناخوشی ایشاں ناخوش ہمچناں بعد ممات تا آنکہ
در مقبرہ بنہند و گور بکاوند آواز کافتن می شنود میداند کہ بہر من گور میکاوند چوں براے دفن برند میداند کہ بر
دفن می برند چوں دفن کردہ شد و اصحاب بازگشت قرع نعال ایشاں می شنود آں وقت بر وی فنا
و حقی و فاسق سخت ترین وقتہا است در گور تنگ و تاریک تنہا جدا از اقراں و احباب آمدہ و
یارے نہ مونسے و فریاد رسے نہ کار با غالبے قادرے و ملکے بادشاہے افتادہ است کہ ہیچ دست

کسے بداں او نمی رسد خوفے عظیم و وحشتے جسیم پیدا می آید اگر از اہل ایمان و سعادت و رضوان
میباشد خوب رو دو فرشته می آیند و او را می نشانند و تعلق روح بمقدارے میدہند که بر می خیزد و می نشیند
و ایشاں می پرسند می گویند در شان رسول الله چه میگوئی او میگوید اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک
له و اشهد ان محمد عبده و رسوله و گفته میشود ببین سوے مقعد خویش از نار که ترا خدائے تعالیٰ
از چنیں بلائے خلاصی بخشید و نزول در مقعد جنت داد و روزنے بر وے کشاده میشود و فیضانے
از بہشت می گیرد و گفته می شود که نم کنومة العروس یعنی براحت باش چنانکه عروس در کنار رسنه
و یکے صورتے لطیف و زیبا و ظریف و نازک با او ملازم میشود که بدلِ وقت او خوش باشد میگوید که از من
جدا مشو او میگوید که من از تو ہرگز جدا نمی شوم من اعمال صالحۂ تو ام که در دنیا کرده که آں را خدائے تعالیٰ
صورتے ساخته بر تو ملازم کرده است تا تو دریں مقامی من با تو باشم و در حول بعث و حشر نیز با تو باشم
و اگر عیاذا بالله منها حالت دیگر پیش وارد دو فرشته ازرق چشم بر صورت کور و کریه می آید و بدست
ایشاں مطرقۂ حدیدی باشد او را می پرسند چه میگوئی در شان ایں مرد یعنی محمد رسول الله و او دہشت و من
ہیبت او متحیر و متردد از دست رفته می گوید ہائے ہائے لا ادری آں مطرقۂ حدید بر سر شمی زنند اگر کوه
زنند کوه را سرمه سازد مشاہد باشد عذاب او را کل موجودات جز جن و انس که ایشاں مکلف اند و دریچه
بروے از دوزخ می کشانند بقدر گناه عذاب آں بوے می رسد و گور را تنگ می کنند چنانکه پہلوے
چپ به پہلوے راست در می آید و ہمچنیں بر عکس فرشتگاں عذاب بانواع تعذیبات که فرماں
میشود او را معذب می کنند تا روز قیامت در حدیث است القبر اما روضة من ریاض الجنة
او حفرة من حفرات النیران و امیر المومنین عثمان رضی الله عنه گفته است القبر اول منزل من منازل
الآخرة و آخر منزل من منازل الدنیا فمن نجا فیها نجی فی الآخرة و من عذب فیها عذب فی الآخرة —

سوال (۱۲) اگر ترا پرسند که در گور نهادند ہمه میدانند و ہمه می بینند چوں گور می کشانند ریخته و
بوسیده و رمیم شده و گداخته و خاک شده تا ہمه استخواں ہم چنیں شد که ہمه خاک گشت معذب و متنعم
کدام تن و روح متعلق به کدام تن اگر ہمیں گوئی خود انکار محسوس است اگر بغیر ایں گوئی خود آں عالم

در دنیا نہ بود جزا چہ باشد پس ظلم باشد بعذاب بروے۔

جواب بگو ہمبریں اشکال بعضے قائل اند بعذاب روح فقط کہ او باقی است نہ بعذاب تن اما مذہب اہل حق اینست کہ ایں تن با آں روح معذب و منعم علیہ و ایں گداختن مانع آں نباشد کہ خدا یے با آں گداختہ و با آں ریختہ و بیختہ و با ہر چیزے از تن روح او متعلق کردہ است او بداں احساس الم و عذاب تنعم و تلذذ میکند و بشر را از آں اطلاعے نداده اند چہ عجب باشد کہ ہر ساعتے تجدد امثال در اعراض می شود ہر زمانے عرضے دیگر در وجود می آید و مردم یک سیاہی سالہا باقی میداند عجب چیست امر ممکن است کہ حق تعالیٰ چیزے بیکے تعلق دہد و انسان را از آں شعورے نبود نمی بینی ہم در انسان در بعضے احوال افعال و اقوال در وجود می آرد او را از آں شعورے نمی باشد اگر میگوید انکار میکند اکنوں اگر در دیگرے کند ترا از آں شعورے ندہد او را ریزیدہ و بوسیدہ و ریختہ و خاک شدہ نماید و ہمبریں ریختہ و بیختہ چیزے نہاں از تو بیامیزد و احساسے او را بخشد ترا از آں علم نباشد چہ جاے انکار است ممکن از روے عقل بود و مخبر صادق خبر داد انکار آں روا نہ باشد قبول آں واجب و ایمان بداں فرض بود و جمیع احوال اخروی ہم بریں نحو است کہ در تسلیم آمد۔

سوال (۱۳) - اگر ترا پرسند سوال کدام وقت است؟ **جواب** بگو بعضے گفتہ اند وقت دفن و بعضے گفتہ اند وقت انداختن خاک و بعضے گفتہ اند بعد غائب شدن مردم از میت کذا فی النسفی

سوال (۱۴) اگر ترا پرسند مردہ کہ در خانہ باشد و چند روز دفن کردہ نہ شود سوال کیے کنند؟ **جواب** بگو بعضے گویند سوال بعد دفن خواہد بود و بعضے گفتہ اند ہم در شب اول زمین را بروے ہمچو قبر سازند سوال کنند والاول حسن و علیہ الفتوی۔

سوال (۱۵) اگر ترا پرسند آنکہ در تابوت باشد سوال با او کے کنند؟ **جواب** بگو در تابوت زیرا چہ قبر او تابوت است و بعضے گفتہ اند بے دفن در قبر سوال نیست زیرا چہ سماعی است و ایں وارد نیست مگر در قبر پس در غیر آں نگویم۔

سوال (۱۶) اگر ترا پرسند اگر کسے کشتہ میشود او را دفن نمی کنند بر روے زمیں می اندازند و یا غرق

در آب بشود و سباع قطعہ قطعہ می خورند یا پرکالہ پرکالہ می کنند بر ردیے زمین در مشرق و مغرب می اندازند
سوال بر و چگونہ است ؟ **جواب** بگو برایے آنکہ در زمین ہم از زمین فرشتگان گور یے بر دیے سازند
و سوال می کنند و آنکہ پرکالہ پرکالہ میکنند سباع میخورند و یا در اطراف عالم می اندازند آں را فرشتگان
بہ فرمانِ خدایے تعالیٰ جمع می آرند باز و ترتیب قدیم میکنند تعلق با حاسس با عادتِ حیات در بدن
بقدر احساسِ سوال جواب می دہند و برایے او گور یے میکنند سوال میکنند ۔

سوال (۱۷) اگر ترا پرسند در اطفال مومناں سوال ہست و ایشاں قادر بر سخن نبودہ اند آں سخن
چوں میکنند ؟ **جواب** بگو چنانکہ حضرت عیسیٰ[۴] در مہد تکلم کردہ بود ہمچناں ایشاں را نیز در مہد قبر تکلم میدہند از دین
و ایمان فرشتگان تلقین می کنند ایشاں می گویند و بعضے گفتہ اند سوال از میثاق است کہ شما بلیٰ گفتہ بودید
از آنکہ بر شما گفتہ اند اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ایشاں می گویند آرے گفتہ بودیم و در اطفال مشرکاں ابو حنیفہؒ توقف
کردہ است و آنانکہ خدام اہل بہشت میگویند سوال و جواب با ایشاں سوال و جوابِ طریقہ اطفال مومناں
گویند و انبیا را در اصول صغار در سوال توقف کردہ کہ ما را خبرے دریں باب وارد نیست اما در سراجی گفتہ کہ
سوال انبیا بریں عبارت باشد علیٰ ما ذا ترکتم امتکم بر چہ گذاشتید امت خود را و در عقیدہ حافظیہ لیس
الانبیاء لا یسئل وہو الاصح ۔

سوال (۱۸) اگر ترا پرسند سوال مخصوص بدیں امت است یا با امتِ ما قبل ہم بود ؟ **جواب** بگو
علمایے متقدمین بر ایں اند کہ بر امم ماضیہ ہم بود و امام محمد ترمذی میگوید کہ سوال مختص بدیں امت است و
ایں مجموع در شرح او را مذکور است ۔

سوال (۱۹) اگر ترا پرسند تلقین کہ بعد دفن میکنند آں را نفعے است یا نہ ؟ **جواب** بگو مذہب
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اینست کہ نفعے ندارد زیرا کہ اگر با ایمان رفتہ است خود او را فرشتگان سوال تلقین جواب
خواہند کرد و آنچہ حق است خواہند گویا نید و آنکہ با ایمان نرفتہ است وے را ہرگز بر حق قرار نمیدہند
مضطرب و متحیر می گردانند و فایدہ تلقین نباشد و مذہب امام شافعیؒ بر ایں است کہ تلقین نافع است

---

۴ ایں عبارت در بعض نسخہ ہمچنیں است ۔ و ما نزد ما صحیح ہمچنیں است و انبیا را در اصول سوال توقف کردہ ۔

زیراکہ آں وقت حرکتِ شیطان و تشویش اوست آں وقتہا وقت تنہائی و وحشت و دہشت است اگر دریں وقت یاری وادنیا از طرف برادرانِ مومن باشد نفع میت و تقویتیے قوی حاصل آید مشائخ چشت بمذہب امام حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ روند و مشائخ سہروردی و ملتان بمذہب امام شافعی روند و تلقین اینست یا فلاں ابن فلاں اذکر الاحد الذی خرج من الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور قل رضیت باللہ رباً واحداً و بالاسلام دیناً و بالکعبۃ قبلۃً و بالقرآن اماماً و بالمسلمین اخواناً ربی الذی لا الٰہ الا ہو رب العرش العظیم۔

سوال (۲۰) اگر ترا پرسند طعامیے یا نمازیے و یا صدقہ کہ بروح مردہ میدہند چیزیے نفعے است
جواب بگو آریے ہست در شریعت می آرد یستحب ان یتصدق علی المیت بعدہ الی سبعۃ ایام و در مجنیس میگوید کہ لو صلی ولو صام او اعتق او فعل شیئاً عن القربات لیجعل ثواباً الی المیت و در کبری می نویسد اگر تصدق میکند از میت یا دعا میکند برایے او بعث میکند سوے میت خدایے تعالیٰ آں را نورے بر طبق نہادہ می فرستد و در کفایہ شعبی می آرد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ کہ چوں صدقہ میدہد مرد ے بنام مردہ جبرئیل را فرمان میشود کہ بردار سوے قبر او با ہفتاد ہزار فرشتہ دیگر مدد ہست ہر فرشتہ طبقے از نورے و میگویند السلام علیک یا ولی اللہ ایں ہدیہ است کہ فلاں ابن فلاں برائے تو داد است بمقابلہ آں ہزار شہر در جنت برایے او بنا میشود و ہزار حور جنت میگردانند و ہزار حلہ می پوشانند و نیز در حدیث است اگر بندہ از امت محمد تحفہ درود ارسال می کند بحضرت نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طبقے از نور پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می برند کہ فلاں ابن فلاں از امتانِ تو برایے تو فرستادہ و آں قبول افتادہ ایں ثواب آں است رسول اللہ او را دعایے خیر میکند و آں را بہ گنہگاراں و حاجتمنداں تقسیم میفرماید کہ بداں ایشاں را خلاص از دوزخ میشود و یا تخفیف عذاب میباشد۔

سوال (۲۱) اگر ترا پرسند معنی عرس چیست کہ مرداں میگویند امروز عرس فلاں شیخے و فلاں بزرگ است

ف ایں عبارت از "تلقین" تا "رب العرش العظیم" در نسخہ نمبرا موجود نیست۔

جواب بگو کہ عرس از روے لغت طعام عروسی است و آں زن بخانۂ شوہر آوردن است یعنی امروز آں روز است کہ روح مطہر آں شیخ را بحضرت خداچناں بناز و نعیم و باحسان و تعظیم و تکریم بردہ اند چنانکہ عروس شب اول بسوے شوہر و ایں لفظ در حدیث ہم مذکور است چوں سوال قبر مومن کنند او جواب با صواب گوید و فرشتگاں گویند نم کنومۃ العروس یعنی بخسپ ہمچو خواب عروس کہ بر تخت بناز و نعیم میکند ہم از لفظ حدیث اقتباس کردہ اند براے مشایخ و صالحاں و مقتدایاں اختیار کردہ اند و آں روز کہ اول مذ نقل او ست البتہ منتظر فاتحہ و یاری از متعلقاں و دوستاں و اقارباں خویش میباشد و آں روز او را در میانِ ارواح زیادت تشریفے و تعظیمے و تکریمے است اگر آں مردم کہ در دنیا ماندہ اند او را یاد کردہ اند بہ فاتحہ و یا بہ طعامے و یا بچیزے آں را پیش او می برند بریں فخرے میاں ارواح ہم جنس خویش میباشد و بدیں شاد و خوش دیدہ میشود و آں ثوابے است و ترقی درجات است کہ در صورتِ آں عین طعامے کہ در دنیا دادہ اند بفقیراں و گرسنگاں و اقارب و عشائر رسانیدہ اند براں را چنے بدلِ گرسنہ و تشنہ رسیدہ است و بوے خوش بدماغ مسلماناں رفتہ بدلِ او را رفاہیتے و توقیرے حاصل شدہ و خوشی و شادی پیدا آمدہ است و آں خوشبوے آں طعام و آں آب و فاتحہ و دعا کہ براے او کردہ اند اگر معذب بود تخفیف عذاب شود و یا خود بکلی خلاص یافتہ و بدرجۂ بہشت رسیدہ آں دم او را از دوزخ می کشند و تنِ او را تازہ و ترقی گردانند و آبیے و لطیفے و آفتابے از نور می آرند اندامِ او را می شویانند او را تحفۂ بہ آبیے کہ سپیدے ظاہرے مطہرے صافی روشنے روشن کنندۂ در ساعت چناں می نماید کہ وقتے بدیں عذاب نہ بود از سر تازہ و ترقی گردد برحسب حال او جامہ ہا از بہشت می آرند او را بہ تعظیم و تکریم در محلے کہ فرمان شدہ است می بردند می نشانند اگر اہل دیے شفاعت می ایستد با او ایں معاملہ کہ گفتیم می رود ہمچنیں او را در بہشت می نشانند خود باز میگردند و ایں خبر آنانکہ بمقام شفاعت رسیدہ اند کشف ارواح و قبور برایشاں شدہ است و ایں کار ہم بحال حیات خویش در دنیا بہ مریداں و متعلقان خویش می کنند بدانند کہ مرداں را بریں ایمان لابدی است در احادیث رسول اللہ حکایت سلوکیے کلی بہ کلی مسطور است

ں و حکایت شایخ

جزئیات مختلف است اما کلیات موافق است انکار این در معنی انکار حدیث رسول اللہ و اقوال سلف باشد بدعت است بلکہ کفر اگر بے تاویل باشد۔

۳۲ سوال (۳۲) اگر تزئین سندای تعظیم مقابر و این انداختن گل خوب و غلاف جامہ بر آں چہ معنی دارد۔

جواب بگو چوں این ثابت شد کہ روح زندہ است و تن مردہ و احساس از ہمہ چیز از انواع اہانت و تعظیم دارد و با حادیث کہ ذکر آں بالا رفت پس تعظیم آں مرضی و انختن کہ تن خانہ قدیم و وطن دیرینہ اوست نزدیک او مستحسن بود و او بداں خوش باشد و بدانچہ در دنیا خوش بود ہم بداں خوش باشد و بداں میان ارواح مرتبہ معظم باشد کہ او علوی و قدسی است ہمیں پاکی و استعلا و ترفع و طیب روائح و اماکن بخواہد اصل خلقت او از آں عالم است قابل تحویل و تغیر نیست و ہر چہ خلاف آں کنند کارہ و ناخوش باشد و آں گل کہ بر وے اندازند بداں حظی گیرد او علوی است و بوے خوش ہم علوی نفعے از آں ظاہر و حظے کامل می گیرد و ہمچناں از آواز خوب ہم زیرا چہ آواز خوب ہم علوی است و ہم علوی حظے و نفعے دارد لہذا خواندن قرآن پیش قبور مستحب بداں آواز خوب حظ میگیرند و نفع می یابد از ثواب کہ بخواندن قرآں حاصل می آید و قرآن خواندن بآواز خوب مستحب است در کتب فقہ بدلت مسطور است در ذخیرہ می نویسد و ہر کہ نزدیک قبر سورۂ اخلاص ہفت بار بخواند آمرزیدہ شود اگر مردہ آمرزیدہ باشد قاری آمرزیدہ شود و اگر دہ بار بخواند بہتر بود و در جمعہ زیارت مادر و پدر مستحب است روایت در مفاتح السائل آمدہ است و آں گل کہ بر گور است تسبیح میگوید و لہذا گفتہ اند بریدن درخت و گیاہ کہ بر گور آمدہ است مکروہ است و بعضے گویند کہ خشک ہم تسبیح میگویند بعموم قولہ تعالیٰ وَإِنْ مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ و طائفہ اول تمسک می کنند بہ حدیث رسول اللہ کہ بگور ے گذشت برکاشاخ سبز برو نہاد و گفت تا ایں تر باشد عذاب ازیں گور مرتفع شود سر ایں است کہ او تسبیح میگوید تا تر است پس عذاب برداشتہ میشود و ایں تمسک ضعیف است زیرا چہ او تسبیح دائم می گوید و ہر سنگے و کلوخے و خاکے کہ بر گور است تسبیح میگوید قولہ تعالیٰ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ گویند اما ایں معجزہ بود کہ گفت تا ایں شاخ تر است عذاب بہ دعائے نبی صلوات اللہ علیہ مرتفع شود و لکن تسبیح متعہد بہ تری و خشکی نیست و تقیید

آیت قطعی بجز واحد روانیست پس تحقیق این است کہ رطباً و یابساً تسبیح میگوید۔

سوال (۲۳) اگر ترا پرسند روح چیست؟ جواب بگو اینجا مقالات بسیار است بلکہ اشکال بحدے کہ بزرگاں منع کردہ اند سخن دریں کردن امّا مذہب اہل حق آن است کہ جوہرے لطیف مخلوق علوی در باطن انسان است کہ بوے خوش چیزے دارد در حدیث آمدہ است تتیشام الارواح کما تتیشام الخیل ارواح بوے میکنند آشنایان خود را چنانچہ اسپ ببوے کردار خود را می شناسد پس ارواح را شامہ باشد و در روایتے از ابن عباسؓ اکل ہم آمدہ است و آن مشہور نیست و در حدیث آمدہ است کہ ہر شب جمعہ در خانۂ متعلقاں و فرزندانِ خویش می آید تا آخر شب میباشند اگر کسے او را بہ فاتحہ و بہ نگلے و یا بہ طعامے و یا بہ تسبیحی یاد میکنند دعا کناں و شاد و خوشاں باز میگردند و الّا نہ منکر و ناخوش میروند و چنیں ہم ہست کہ در چہل روز در موضع لحد خویش جائیے کہ غسل دادہ اند می باشد او را ہمہ مکاں یکیاں است کہ روح است جسمے ندارد کہ موضع بہ موضع محتجب و متحیر و مشغول باشد و در موضع دیگر نہ باشد چنانکہ شیاطین و جنیاں ہمیں صفتِ ارواح مومناں است کہ در ہر ساعتے و در ہر زمانے ہر مکانے مغرب و مشرق پیش ایشاں یکقدم و یک لحظہ ہمہ جا بینند و بہ ہر صفت بر مردماں بفرمان خدا لیے ظاہر شوند و ہم باآں حال معذب و محبوس باشند و ایں کار از ایشاں آید امّا ایشاں را راہ بہ علویات نیست و ہم در عرف و در موضع عذاب و سوختنِ خویش ہستند امّا ارواح انبیا و اولیا صلحا و مومناں در علویات عروجے دارند و در فلک خویش کہ موطن ایشاں باشد می روند از آں عالی تر ہم میروند بحکم سیر و ترقی کہ در دنیا بہ مجاہدہ و اعمالِ صالحہ حاصل کردہ اند امّا موطن ہماں فلک اصلی است کہ کل شیٔ یرجع الی اصلہ و مرکزہ مذہب حکما اینست کہ عروج از فلک اصلی خویش بالاتر نکنند و امّا مذہب امام محمد غزالی اینست کہ بعد موت روا باشد عروج بالاتر کنند از موطن اعلی اینجا ایشاں میگویند کہ محال است از روے حکمت کہ شئی بغیر موطن اصلی خویش رجوع تواند کرد ہم در فلک خود مقرر دارد تمثیل ذرہ و امام محمد میگوید اگر بعد موت عروج بالاتر نکنند آمدن و رفتن و مجاہدہ و مشاق کہ در دنیا دیدہ بود ہمہ ضائع شود آں مقام کہ ابدا پیش ازیں بود بلا بدی از آں مقام عالی تر باشد و الّا فائدہ آمد و شد ہیچ نبود اما حضرت خواجہ ما سلمہ اللہ توفیق بین المذہبین

داده که مقام و مقر همان بود که قدیم بود امّا بحکم معنا که وسیله را حاصل شده است به سبب مجاهده و اشتیاق عروجی
وسیله بالاتر بخشد امّا مقر همان که موطن اصلی بود که سخن اهل تحقیق این بود که خواجهٔ ما سلمه الله تعالی فرموده اند مقام
مؤمنان هم به بشارت و خوشی در دنیا به کسیے آیند بفرمان خدائے بشارت بدو رسانند و باز در مقام خویش مراجعت
کنند و با خدائے مکالمه و مجاهده و نجادته دارند و در بهشت بروند آنجا که خواهند بگردند بجویند خوش باشند
محبوس نه اند معظم و مکرم عند الله عند الناس در دنیا و در مقامات حرمات و تعظیم دارند و بدین خوش باشند
هرچه بدان تعظیم در دنیا بود و در مقامات که بدان خوش می شدند همچنان این زمان هم خوش انداز تواضع چنانکه
در دنیا بود ایشان باادب نشستن و جامهٔ بهین بر گور پوشانیدن چنانکه برائے او لباس بهین در دنیا
کنند خوشنود باشند و گل خوش انداختن و مقام جاروب دادن و عمارت خوب کردن و صف
مصحف [illegible] و اسباب دیگر موجب تبرک و آراستگی آنجا داشتن و جماعت نماز آنجا گذاردن
و بار [illegible] و باطهارت پیش بودن و مدح و ثنائے ایشان گفتن و طعام هرچه بهتر و خوب تر بروح
ایشان دادن و سرود پیش ایشان گفتن بدان حظے تمام است چنانکه در دنیا بود حاجتے بدیشان گزارید
و رسیانے به تربت بستن و تعلقے کردن نفیسے دلداد ایشان بدین شفیع میشوند بحد و اندازهٔ خویش سعی
در حاجات او می کنند چون حاجت او به سعی و شفاعت بدیشان رفع میشود نذرے که به روح ایشان
کرده بود می طلبند اگر رسیده اند اورا دعا می کنند خوش میشوند و الّا ناخوش میباشند تخییل بخوابے در واقعه هم
امداد یا به دیگرے او آشنائی دارد میگویند که فلان را بگویے نذر ما وفا کن و الّا تخییل که بمقابلهٔ آن
هم زیانے رسد این هم معاینهٔ جمله مؤمنان و مشاهدهٔ جمله عاقلان است هیچ کسے این را منکر نباشد
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا بالقبور اگر شما را امرے بجنس آید
که شما در آن متحیر شوید پناه جوئید باهل قبور مسلمانان و اگرچه بعضے فقها در کتب از بعضے این تکلفات
که در قبور اکابر میکنند کراهیتے نوشته اند که القبور موضع للبلاء لا للبقاء و این هم اسراف است
امّا در کتب دیگران اذن است بلکه تصریح باستحباب و بستر آن بالا گفته شده است و این [illegible]
مجتهد فیه و مختلف فیه است منع صریح انکار روا نیست این روایت در مضمرات و بسیار کتب

فقہ صریح و صحیح دیدہ شد حاصل آنیست کہ ما عدّہُ المسلمون حسناً فہو حسنٌ عند اللہ در امثال ایں موضع معتبر عادت مسلماناں است کہ شرع را انجا مقطوع حکمے نیست۔

سوال (۲۴) اگر ترا پرسند ایمان عرض است وحدۃ و ثلاثی و تکرار کلمہ ایمان فرض نیست پس مؤمن با ایمان بمدتِ عمر بچہ معنی باشد؟ **جواب** بگو حکم ایمان بدو باقی است چنانکہ عقد نکاح کردہ حکم عقد کہ آں حل است باقی تا چنداں کلمہ تبدیل بہ کلمہ کفر کند واما تصدیق بقاے او تجدید امثال ہر زمانے و ہر ساعتے امر ضروری اگر معاذ اللہ لمحۂ در دل تردد ے افتد در اصول دین یکفر من ساعۃ۔

سوال (۲۵) اگر ترا پرسند بعدِ موت ایمان با تن است یا بروح؟ **جواب** بگو نہ با تن نہ با روح لیکن تن و روح او مومن اند بحکم اللہ تعالیٰ باعتبار وجود آں با ایشاں در حیات پس ایمان در بندہ نیست و بندہ در ایمان نیست و لیکن عبد در حکم ایمان بحکم اللہ تعالیٰ کذا فی تمہید ابو شکور السالمی۔

سوال (۲۶) اگر ترا پرسند ایمان یاس مقبول ہست یا نہ؟ **جواب** بگو مقبول نیست و آں عبارت از ایمان نا امید از حیات کافر بوقت معائنۂ عذاب و ہول آخرت وقت انزہاق روح یا قبل وقت غرغرہ اگر ایں ایمان مقبول باشد باید کہ کافر معذب نبود زیراکہ قطعاً وقتِ نزع مشاہدہ عذاب آخرت برایشاں ہست قال اللہ تعالیٰ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وقال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ الی ان قال فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا و آں ایمان جز فرشتگاں نمی شنوند و آں وقت زوال عقل است و وقتِ تکلیف نیست و ایمان فرض کو معتدبہ است ایمان وقت تکلیف است بعضے گفتہ اند چوں غرغرہ شود و بعضے گفتہ اند چوں روح بہ حلقوم رسد و بعضے گفتہ اند چوں زوال ضابطہ شود احساس از خویش و بیگانگان نماند وایں ہمہ اقوال قریب المآخذ اند واما توبہ از معاصی در خلاصہ میگوید المختار ان توبۃ الیأس مقبول و بعضے گفتہ اند متردد بہ مشیت اللہ تعالیٰ ان شاء قبل بحرمت الایمان وان شاء رد تا ضیوالی جانب الاضطرار و اہل خراسان گفتہ اند کہ توبہ در حالت یاس مقبول نیست زیراچہ توبہ فعلے است کہ بداں مستحق ثواب بود و برائے آں اختیار باید و در فعل اضطراری بہ ثواب نباشد کما بعد الموت۔

سوال (۲۷) اگر ترا پرسند حکم ایمان مقلد چیست؟ **جواب** بگو ایمانِ مقلد بنیں اہل سنت و جماعت

مقبول است و آنکه صحت وحدانیت باری باستدلال از مصنوعات کند و صحت قول رسول الله
بمعجزه داند او مقلد نبود و پیش اشعریه اگر به عقل نداند و دفع شبه خصم بعقل نکند مقلد بود و پیش معتزله اگر این پنج
مسئله که اصول مذهب ایشان است نداند و دفع شبه خصم بعقل نکند مقلد بود نفی صفات و خلق عباد افعال خود
را و نفی تقدیر شر از خدا و وجوب تعذیب فساق و قول به اصلح و به عقل اثبات نکند و دفع شبه خصم بدلیل
عقل نتواند کرد پیش ایشان مقلد بود و ایمان او صحیح نباشد و آنکه از بعضی فقها منقول است ایمان مقلد صحیح نیست
معنی آن مقلد این است که تامل در آیات وحدانیت که اظهر من الشمس اجلی من القمر است نکند۔

سوال (۲۸) اگر ترا پرسند تو مومنی ؟

جواب بگو آری و اگر تکلیف ایمان و تفصیل صفات کمال کنند گوید نمی دانند این آن مقلد است که ایمان
او صحیح نباشد اگر وصف ایمان پیش او کنند او گوید همچنین است که شما می گوئید و عقیده بر آن کند ولاکن ترک
استدلال کند بآیات وحدانیت عاصی باشد ایمان او پیش اہل سنت و جماعت بحق و حقیقت مقبول
باشد۔

سوال (۲۹) اگر ترا پرسند چون جبر و اکراه بر ایمان روا نیست پس رفع طور بر قوم موسی و اظهار
سیف بقهر و غلبه بر امت رسول الله بجبر و اکراه چگونه روا باشد ؟

جواب بگو جبر بر ایمان روا نیست ولیکن اکراه رواست فرق جبر و اکراه این است که جبر موجب
زوال اختیار و ایمان بے اختیار مقبول نبود زیرا که تکلیف است و تکلیف مجبور روا نه بود اما اکراه منافی
رضا است فقط و برای تکلیف قدرت و اختیار باید نه رضا و این آیت أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا
مُؤْمِنِينَ منسوخ است بآیت قتال الکل فی المضمرات و گرفتن ختمیان برای ختم کردن بروح مرده
نزدیک قبر مرده است مختار این است که مکروه نیست در فتادی می نویسد شیخ ابوبکر عباسی وصیت
کرد بدین و گفت کہ امید بدین نفع میگیرد و مختار همین است کذا فی الکبری اگر مردی مرده وارث او
شخصے را برای قران خواندن آن جای نشاند مختار اینست که مکروه نیست و ماخوذ این جا قول محمد است
یار ابو حنیفه است و اما طواف گرد بر گرد قبر مرده صالح معتقد را و با فعل در فتادی حجت می نویسد ذالک کان

قبر صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ ثلاث مرات فعل ذلک و امّا نقل میت از بلدے بہ بلدے روا باشد در جامع الفتاوی می نویسد کہ نقل میت از بلدے بہ بلدے اثم نیست زیراکہ مہتر یوسف را مہتر موسی از مصر در شام برد تا عظام او با عظام آباے او باشد و ابو جعفر ہندوانی از بلخ بود در بخارا نقل شدہ از آنجا جنازۂ او در بلخ بردند و علما و اکابر آں عصر ہمہ استقبال جنازہ از منزلے بہ منزلے کردہ بودند و امّا اطلاق لفظ روضہ بر مقبرۂ اولیا بلکہ کل مومن صالح روا باشد زیراکہ رسول اللہ گفتہ است القبر امّا روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران و در شرح حسامی منتخب میگوید ان القبر للمیت کالرحم للماء والمہد للطفل من حیث انہ یکون فیہ الی مدۃ ثم یخرج منہ وہو روضۃ دار المتقین او حفرۃ دار الخاسرین و امّا تجصیص و تطئین و بناے عمارت برو مکروہ نیست در جامع الفتاوی می آرد کہ ابو القاسم پرسیدہ شد از مردے کہ دختر خود را پنجاہ درم داد گفت چوں بمیرم پنج درم از آں تو و پنج دیگر بر گور من عمارت کنی و گچ کنی و باقی چہل درم را گندم خری و وارث او را روا نباشد کہ از وصیت او عدول کند دیگر تجصیص گور کہ نہ از بہر زینت و افتخار و تکبر بود روا بود و باقی صدقہ گندم دہد و در تجنیس و مزید می نویسد لا بأس بتطئین القبور و ہو لیس بمکروہ و علیہ الفتوی وہو المختار و در ظہیری نیز می نویسد نوشتن بر گور و نہادن سنگہا بر و مکروہ بود عند البعض و در برہانی می نویسد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گذشت بگور ابراہیم دید کہ گورے خراب می شد گفت ہر کہ گورے کند گور را استوار کند و در عمدۃ الابرار می نویسد کہ امروز مردم ہمیں اعتبار کردہ اند بر بستن طین از خوف نباش و آں را حسن دیدند و ما راٰہ المسلمون حسناً فہو حسنٌ عند اللہ و در فتاوی میگوید اعتبار الناس الیوم التسقف ولا بأس بالتطئین فعلی ہذا اتخاذ کنند و جماعت خانہ و عمارت ہاے متکلف کہ امروز معتاد بزرگاں شدہ است ہم مستحب و مستحسن باشد زیراکہ بر قبر منور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بر قبر علی رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ و علی رضا رضی اللہ عنہ و بر قبر حمزہ و قبر مشایخ و علما و فقہا و مفسراں و محدثاں اتخاذ عمارات کردہ اند و مقام را آراستہ و استوار گچہاے محکم و عمادہاے استوار کردہ و ہیچ یکے از علماے تابعین و صحابہ و بعد ایشاں انکارے نہ کردہ اند مستحب و مستحسن باشد چہ جاے انکار است کہ اگر بدیں نیت باشد کہ فقیرے بیا باید و شبے راحت گیرد ساعتے آں جا بہ نشیند و بیار امد و در مطالعۂ کتابے بکند

[illegible] روح آں بمقام دل وجان او را تازه گردانده بافراغ نماز و تلاوت وکتب قرآن و بفراغ خاطر فاکر
و ذاکر با آرام دخوشی دل مسکینی وغریبی و مرتبتی بی خانمانی باشد بی اندازه ثواب مرید بود پس منع
همه فعل جهال [illegible] ما یگان یاده گویان باشد ویک کار دیگر است اگر یکی را در مقام متبرک دفن کرده نبود
او لائق آں مقام نیست او را از آں مقام فرشتگان را فرمان میشود که میکشند در زمینی که لائق اومی باشد
و ابر ند میدا نند همچنیں او اگر نیک معظم و موقر مبا شد و آں مقبره و زمین لائق او نمی باشد او را از آنجا می کشند
بحرمت و [illegible] در زمینی که لائق او مبا شد آں جا می برند میدا رند چنیں گویند در انچه برای گنبدے که
بر تربت معظم شیخ الاسلام نظام الدین قدس سره العزیز خواستند برآرند نزدیک گور کافتند چنانکه رخنه
در گور افتاد خوف [illegible] آں شد مگر گور تمامی افتد خدمت شیخ رکن الدین ملتانی نشسته آنجا تلاوت میکرد و مدتِ
مدید از نقل شیخ رفته بود او سر در دل رخنه کرد و گفت که شما تعلق برای چه میکنید که او را اینجا نگذاشتند تا
بمقام جا تن [illegible] مرده اند بیائید که جز جامه سفید خالی که اول روز کفن کرده بودند همبراں صفت است در دل
گور نیست همه آمدند بدیدند همچناں بود و در دریای لوط که در زمین قوم لوط دریا گرفته مسافران صادق چنیں خبر
کرده اند که هر روز ے چند جامه از کفن از هر ولایتے در کناره آں دریا می آید و جمع میشود جامه هندوستان
و جامه خراسان و عربستان و ترکستان و ولایت هائے مختلف هر روز آنجا می یابند چند طائفه برائے
کشیدن آں آنجا می باشند و مواجب ایشاں خزانه آں مقام همان جامها کرده است و سر آں
ایں است که مردمیے حاشا که بداں فعل ایشاں گرفتار میشوند در هر ولایتے که می برند و دفن میکنند در زمین
قوم لوط می آرند و می اندازند تا حشر در میان آں طائفه بود و حکم ایشاں همچو ایشاں باشد و هم در عذاب نقد که
آں نصیب آں زمین آمده است بداں شریک شوند و یک کلمه دیگر بشنو که تفصیل و دلیلے دیانتیے اگر
میخواهی شفاعتِ مرده کنند او بها در هیئت در رنگ او می بیند اگر تمام اندام او سیاه نه شده باشد و شکم چوں
دیل نباشد و چشم سبز یا نمود و دست و پا آماسیده نباشد شروع به شفاعت او می کنند اما اگر بریں
هیئت مذکور دیده شد او لا قابل است ایمان به سلامت نبرده قابل شفاعت نیست هیئت
کافراں در روز قیامت همیں است که در قلم آمده اما اگر ایک نقطه مقدار گنجدے بر پیشانی یا بجاے

در اندام سفیده باشد هم امید باقی بوده جاے شفاعت است ایمان دارد و تضرع به شفاعت او کند
اما صعوبتے تمام دارد که کدام مقربے عظیم الدرجات باشد که درین محلها تواند ایستاد و استیذان به
شفاعت او کند که اینجا بلاها است اینجا تقلباتے است اینجا نهانی اسرارے است که جز اهل ال
یکدیگر بدل دیگر هیچ کس نداند و چیستانهاے است جز آن رجال عظام نتوانند بمقابله آن ایستاد و
باشد چند بارے گریز نماید باز بر جاے خود ایستد اگر مرد بلاخوار بود والا گریز چنانکه باز نتواند بر جاے باشد
و چنین هم میباشد که معذب را از پیش اهل دل نهان می کنند هر چند از هیچ ابدا درایه جیند اطلاع بر حالی او کنند
نور از پیش چشم او غایب میگردانند و هیچ کس اطلاع نمیدهند و دیگر آن باشد که دیده خلاص خواهد فی الحال
مخلص می نمایند و در واقع معذب باشد بانواع تعذیبات گرفتار فی الحال وا وبا و در آن نواحی هست او
را کالواقع الکائن قال کرده می نمایند و او را معذب در بازی گردانند و کار خود میکنند و چنان میباشند و بیه
چون در مقبره می گورد تا که قدم او در آن مقبور هست عذاب آن جمیع مقبره برسید اند و چنین هم میباشد که تا بهر
گورے هست عذاب از آن گوریکی مرتفع است تا او بر سر گور باشد فرشتگان دست بسته بیکار استاده
باشند چون او پشت دهد باز ایشان بکار خود شوند حاصل با همه خداے باقی است نبی باشد یا ولی

دست بازوے دوست نیست بیازو کس ❊ بوالهوسان فضول سر بگریبان برند

یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید صفت اوست خلاص دهنده هم اوست و عذاب کننده هم اوست هر تقدیر
کرده یکے از آن شفاعت شافعان و قبول ایشان در حقے که خواهد بهر صفتے که خواهد و بهر وقتے که خواهد قبول کند
رها کند و اگر نخواهد نه کند مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ
لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا نه بینی که رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم میفرماید بعضے صحابه روز قیامت در حوض تشنه
بیایند خواهم که قطره بدیشان دهم از پیش من برند و من بگویم که الهی یاران من اند فرمان شود تو نمی دانی که ایشان چه
احداث کرده اند بعد تو و مرا اطلاع بر حال ایشان نه دهند و شفاعت کردن ایشان را نه دهند و دیگر در حدیث
آمده است که پرسیدند یا رسول الله ما ترا در روز قیامت کجا یابیم گفت در زیر عرش یا بر سر حوض کوثر یا بر
پل صراط و اگر این دو سه مقام نیابند پس مرا نه بینند یعنے او کیے است که او را ایمن نه رسانند و مرا از حال او اطلاع

نہ دہند و شفاعت من بدو نرسد و بے شبہ است کہ او درین یک مقام است و ایشاں ہم ہمانجا ہستند
اما او را بر ایشاں درپوشند تا او شفاعت از حال ایشاں نکند و دیدہ در بر حال ایشاں نباشد و ایشاں آنچنیں
معذب دگرفتار باشند و ہیچ شعورے و خطرہ بدل نبی اللہ از حال ایشاں نیاید چوں نہ بیند پس شفاعت
چگونہ کند۔

سوال (۳۰) اگر ترا پرسند روا باشد کہ سیئات محبط حسنات و حسنات مذہب سیئات باشند
جواب بگو روا باشد حسنات مذہب سیئات افتد و اما سیئات محبط حسنات نہ افتد غیر کفر
و آیات و نصوص کہ دریں باب وارد است ہمہ ماول باشد باستحلال معاصی و آں کفر است و یا تہیب
و یا تخویف و تعظیم ذنب و احباط حسنات بکبایر مذہب معتزلہ است۔

سوال (۳۱) اگر ترا پرسند کسے مامون العاقبت شود یا نہ؟ **جواب** بگو انبیا صلوات اللہ
علیہم السلام قطعاً مامون العاقبت اند و اما غیر ایشاں کسے مامون العاقبت نباشد در خوف و رجا باشد ایں
سخن در کتب فقہ مسطور است و مذہب فقہا اجمعہم ہمیں است و عشرہ مبشرہ را نیز الحاق بانبیا کردہ اند
کہ ایں دہ نفر فردا آمناً و صدقنا در بہشت باشند و آں دہ نفر ایشاں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ
و طلحہؓ و زبیرؓ و عبدالرحمٰنؓ بن عوف و سعدؓ بن ابی وقاصؓ و ابو عبیدہؓ ابن الجراح و سعدؓ ابن سعید و زید
و ہمچنیں حسنؓ و حسینؓ و فاطمہؓ و عایشہؓ و خدیجہؓ و زوجات مطہرات دیگر و غیر ایشاں آنکہ حدیث صحیح
در باب ایشاں وارد است اما شیخ الاسلام ابوبکر کلابادی صاحب تعرف شیخ استاد ابوالنجیب
سہروردی کہ پیر شیخ شہاب الدین صاحب عوارف است کہ در تعرف میگوید کہ روا باشد کہ غیر نبی معصوم از
خوف گردد مامون العاقبت شود خوف عذاب او برود و بالہام من اللہ و معاملہ خاصہ با او بحق و حقیقت
بداند کہ من مامون العاقبت شدہ ام مرا خوف عذاب نیست و صاحب احیا و صاحب قوت القلوب و
صاحب لطائف قشیری نیز بر ایں اند کہ اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ہُم یَحزَنُونَ بداں و آگاہ باش
کہ ہمچنیں تحقیق است واللہ اعلم بالصواب و شیخ صاحب تعرف او دعوے حجج و دلائل ہم در تعرف آوردہ
من اراد تحقیقہ فلیطالعہ۔

۳۲ **سوال (۳۲)** گر ترا پرسند قیامت چہ باشد؟ **جواب** بگو قیامت عالم روزیے است کہ کہ حشر ممکنات خواہد بود وجزایے اعمال خیر وشر کہ در دنیا کردہ است خواہد داد وحق تعالیٰ جنوس برایسے حکم بر کرسی قضا خواہد کرد ومدتِ آں روز مقدار پنجاہ ہزار سالِ دنیا خواہد بود وَکَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ۔

۳۳ **سوال (۳۳)** اگر ترا پرسند اشراط قیامت چہ چیزہا است؟ **جواب** بگو در احادیث وتواریخ مسطور است بعضے از آں خروجِ دجال است واو شخصے پیدا آید یک چشم کور بود ودر موضع دیدہ گوشت خارج پیدا باشد وجوان باشد وباجعد باشد موئہا کنگرہ دار بود ومیان شام وعراق پیدا آید بلاد چپ وراست خراب کند چہل روز در زمین باشد روزیے ہمچوں سالیے بود وروزیے ہمچوں ماہیے باشد وروزیے ہمچوں ہفتہ وباقی ہمچوں ایام ما باشد یعنی اول روز ہیبت او ہیبتیے باشد کہ ہمچوں سالیے نماید ودوم روز ہیبت او کم گردد وبر موازنہ ماہیے نماید سوم روز از آں کمتر شود موازنہ ہفتہ نماید وباقی ایام ہیبت او بکلی از دلہا رود وفساد او پیدا آید در چہل روز ہلاک شود وبا خود بر ظاہر جری باشد واللہ اعلم بالصواب صحابہ پرسیدند یا رسول اللہ روزیے کہ مقدار سنہ باشد نماز یک روز ما را کفایت کند یا نہ کند فرمود قدروا لہ قدرا اندازہ کنید اندازہ کردنی ایں ظاہر دلیل بر ایں است کہ البتہ درازئی روز ہم بر ظاہر جری است واگر نہ نفس وجوب آید ایں سوال بر اصولِ فقہ مشکل باشد چوں زوال مثلاً نہ شود سبب نفس وجوب ظہر نبود ظہر چگونہ واجب شود مگر آنکہ نفس وجوب تقدیری گیرند بسبب تقدیریے واللہ اعلم آں خود بچہ تواں داشت وچوں ظہر یکوقت وجوب نباشد دیگر ظہر چوں واجب شود وبے نفس وجوب روا نہ باشد دجال بر قومیے آید دعوئ خدائی کند ایشاں بدو گروند بر ایشاں امر بآسماں کند تا باراں بارد وبر زمین کند تا زمیں بروید ومواشی ایشاں خوش بچرد ایں قومیے باشند وبر قومیے دیگر بیاید بر ایشاں دعوئ خدائی کند ایشاں بلد ایمان نیارند بر ایشاں قحط شود امساک باراں شود خراب شوند از گرسنگی میرند در خرابہ بیاید بگوید اسے زمین گنج خود بیروں آر برابر او گنجہا سے آں زمین رواں شود با او نارسے وماسے باشد ہر کہ برو ایمان دارد در ماء اندازد وہر کہ بدو ایمان نیارد در نار اندازد ودر حقیقت ماء او نار است ونار او ماء وبعضے تاویل بر ضاد کہر کردہ اند وبعضے بحقیقت مجری داشتہ اند مردیے جوانیے را بخواند تیغ بکشد دو پارہ کند باز بخواند دواں زندہ بیاید بداں

نفس وجوب ... وجوب

خوش شود و بجنبد و همدران بلاها باشد که ناگاه حضرت عیسی علیه السلام فرود آید نزدیک منارهٔ سفید شرقی دمشق
میان مهرو زمین هردو دست بر پرهاے دو فرشته نهاده چون بجنباند سر خود را آب چکد و چون
بردارد فرود آرد دانه چون پرکالهٔ نقره و یا چون زر و هیچ کافرے را بوے او نباید که نمیرد و دم او منتهی شود جائیکه
منتهی شود نظر او و دجال را در نیابد اتره بکشد پس قومے آیند ایشان را خداے از شر او خلاص داده است
ایشان را دست بر روے فرود آرد رحمة الله علیهم و بر ایشان حکایت کند از درجات بهشت که درین حال شده
عظیم ایشان بر دین ثابت ماندند و همدرین وحی شود سوے عیسی علیه السلام طائفه را بیرون آورده ایم که هیچ
کس را قدرت قتال با ایشان نیست مردمان را سوے طور بیرون آرد و آن طائفه یاجوج و ماجوج اند که
حق تعالی ایشان را فرستاده است ایشان از هر بلندی بجنبند و بیرون آیند اوائل ایشان بر دریا بحیرهٔ طبریه
بیایند تمام آب دریا بخورند طائفه دیگر از ایشان بگذرند نشان آب نیابند بگویند مگر اینجا وقتے آب نبود
تا بکوه بیت المقدس برسند بگویند جمیع اهل زمین را بکشتیم اکنون اهل آسمان را بکشیم تیرها بجانب آسمان
بفرستند تیرهاے ایشان مخلوط بخون پیش ایشان افتد از بهر ابتلاے ایشان که بدانند که ما اهل آسمان
را هم کشتیم نبی الله عیسی و صحابه محصور مانند در کوه طور بحدیکه یک سر گاو بهتر از صد دینار زر باشد آن روز
دعا کند عیسی علیه السلام خداے تعالی بر ایشان نغف در گردن ایشان پیدا آرد و همه یکبار بمیرند عیسی و اصحابه
بر زمین فرود آیند موضع یک بدستے نماند مگر آنکه بو و نتن مردار گندهٔ ایشان پر باشد دعا کند عیسی علیه السلام و صحابه
حق تعالی فرشتگان فرستد همچو شتران بختی ایشان را بردارند و بیندازند در جائیکه خداے تعالی خواهد و در روایتے در نیل
اندازند و هفت سال بر آید که مسلمانان از تیرهاے ایشان و تیرهاے ایشان هیزم سازند بعد از آن یکبار آب
آید جمله خانها را بشوید و زمین را پاک کند زمین گیاه پیدا آرد و برکتے در زمین پدید آید که گروهے از یک درخت
انار سیر شوند و در سایهٔ او بنشینند و در شیر برکت افزاید که شیر یک ماده شتر جماعتے را کافی باشد و یکے از اولاد
یک قبیله را کفایت کند همدرین میان باد خوشبو وزد و روح جمیع مومنان قبض کند و همه شرار مردم مانند میان
خود قتال کنند همچو مقاتله خران بر ایشان قیام قیامت باشد و اینجا روایت مختلف آمده است اما توفیق
خبر با اختلاف احوال ناس و اختلاف بلاد دیگر هیچ نمی توان کرد و این کلی عظیم است مجلسی کبیر است در

سپهر و زمین

توفیق اختلاف روایات دریں موضع ویکے از شرائط طلوع آفتاب از مغرب است و آں شبے باشد
دراز بموازنہ دو سہ شب چنانکہ اہل بیدار شب و مجتہداں دیگر کسے نداند و سخت متوحش و تاریک بود صبح
آں آفتاب سبز فام متوحش مکدر از جانب مغرب برآید تا آنکہ خدا ایے خواہد باشد باز ہم بموضع مستقر
رود تا ماشاء اللہ برآید آں روز ایمان ہیچ کس مقبول نباشد در توبہ آں روز بر بستند اینجا اختلاف کردہ اند
بعضے گفتہ اند ہمدراں روز توبہ ہیچکس مقبول نہ بود بعد ازاں مقبول و بعضے گفتہ اند تا روز قیامت توبہ ہیچکس
مقبول نشود و بعضے گفتہ بستن در توبہ ایں معنی است کہ دل مرداں راچناں مبتلائے معصیتے و بلاہا گردانند
کہ ہرگز میل توبہ نکنند چوں تائبے در جہاں نماند توبہ قبول چہ شود و در براۓ کہ کشاید کہ آیندہ و روندہ نماندہ
باشد نہ آنکہ حقیقت توبہ را دربے است و قبول او بداں دری شود و صورت آں اینست و معنی آں
اینست کہ در قلم آمد و آنکہ توبہ کند البتہ توبہ قبول شود لیکن توبہ کسے نہ کند و توبہ از دلہا مرفوع گردد نہ
توبہ نہ قبول محدثاں و حکما اینجا اختلاف کردہ اند و حاصل آں بتمام گفتہ شد و یکے ازاں اشراط خروج
دابۃ الارض است در تفسیر ایں آیت وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ جنبندہ
است درازی او شصت گز ہیچ کس او را نہ رسد و ہیچ کس گریزندہ از و نتواند گریخت و او را چہار پایے است
و دو بازوے است و سرے ہمچو سر گاؤ و چشم ہمچوں خنزیر و گوش چوں گوش فیل و گردن شتر مرغ و سینہ شیر
و رنگ پلنگ و تہیگاہ گربہ و دم میش و شکل شتر و میان دو بند او دوازدہ گز است و آں قدر موئے دارد
و بداں درازی و بسیاری کہ از سر تا قدم معلوم نہ شود بروں آید از صفا سخن بہ عربی کند و بگوید اَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا
لَا يُوقِنُونَ یعنی بخروج من موقن نبودہ اند و بگوید لعنت اللہ بر ظالماں یا او تکلم کند بہ بطلان ادیان جز دین اسلام
در یابد کہ ایں مرد مومن است و ایں کافر است ایں ترجمہ تفسیر مدارک است و یکے از اشراط قیامت خروج
مہدی و آں را خاتم الاولیا گویند در مصابیح است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت المہدی منی ومن اولاد
فاطمۃ ومن عترتی وکنیتہ کنیتی والمہدی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً
جاۓ دیگر آمدہ است اسمہ اسمی وکنیتہ کنیتی بملک سبع سنین معارف ظاہر و آشکارا کند و بیانیہ کند کہ جمیع
معارف را با شرائع ایں خاتمہ او باشد عیسی علیہ السلام بیاری دہی او آیند ہفت سال او بر زمین باشد بعد او

ہمچو عہد رسول اللہ و بعضے گویند زندہ است بیروں خواہد آمد در روزے کہ فرمان شود و بعضے گویند از سادات حسینی است در آخر زماں متولد خواہد شد طائفہ معتقد روافض ایشاں گویند در محل کوہیے است و در آں کوہ غارے است ہر روز اسپاں زین کنند و بر در آں غار روند و گویند یا مہدی فانا ناصرونک منتظرک با ذلوا ارواحنا لتمشیہ امرک تا یکپاس روز بلکہ زیادت باشند بعد از آں بیکار خود شوند ہر روز عہدۂ ایشاں ایں باشد و دیگر اشراط ساعت بسیار است در کتب احادیث و تواریخ مسطور است اما حاصل جمد بریں عاند کہ بعضے بکتاب اللہ ثابت است چنانکہ خروج دابۃ الارض و طلوع شمس از مغرب و بعضے متواتر معنی و بعضے از احاد و جوب اعتقاد آں ہم برحسب دلیل باشد۔

سوال (۳۴) اگر ترا پرسند نفوس باقی است یا فانی است ہمچو تن؟ جواب بگو نفس باقی است و ہرگز فنا نہ پذیرد بدیں اجماع انبیا و اولیا و حکما است کذا فی المعالم و معلوم است کہ ہرچہ موجب کمال نفس است موجب نقصان بدن است اگر موت نفس بموت بدن بودے بہرچہ نقصان اوست کمال او نبودے نبینی بارہیں کہ متصوفہ فی مشیقہ بداں ضعف بدن است و کمال نفس بداں نفس را مغیبات منکشف میشود و مہبط انوار الٰہی و مشاہدۂ جمال خداوند تعالیٰ میگردد و چوں باایں ہمہ اجماع انبیا و اولیا و حکما معتقد شد عقیدہ لابد بداں واجب باشد۔

سوال (۳۵) اگر ترا پرسند ہمہ تن فنا پذیرد یا چیزے خواہد ماند؟ جواب بگو در حدیث آمدہ است کل ابن آدم یاکلہ الارض الا عجب الذنب عجب ذنب استخواں کنتہ است کہ بر سرین خواہد بود خرد است بر موازنہ خردل در زمین احساس نمی شود و منتشر اوراں خواہد بود و صلاحیتے تمام انسان در آں مقدار استخواں گردانیدہ چوں او باقیست بالقوہ تمام باقی است چنانکہ استعداد درخت پیپل کہ بداں دراز می است در آں دانۂ او نہادہ کہ بدیں خردی است کہ در دست نیاید و در احساس نیاید و الا بدشواری و تن انبیا حرام بر ارض ہرگز فنا نہ پذیرد و ہمہ درست باشند و بعضے از اولیا ہمچنیں مرتبہ کہ در گور نہ گداز ند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان اللہ حرم علی الارض لحوم الانبیاء و ایں ہم کلی نیست کہ مردہ ریختہ شود و پختہ گردد تو لند بود بحسب ہوا و خشکی تن چناں خشک شود بماند کہ ہیچ نگداز د ایں دلیل نیست بر ولایت بہر مردہ ناگداختہ

اما چنیں ہم بود کہ بہ کرامت تن او نگداز د و یکے باشد از مقربان حق کہ تنش بگداز د و ریزہ ریزہ گرد و خاک شود و ایں معنی کلی نیست ہر دو طرف مطوی باشد۔

۳۶ **سوال (۳۶)** اگر ترا پرسند تناسخ ہست یا نہ؟ **جواب** بگو مذہب اہل اسلام تناسخ نیست مذہب براہمہ است و معنی تناسخ ایں است کہ یک جان تنے را بگذارد و در تن دیگر فرود آید اگر کار نیک کردہ باشد در تن بزرگے و آدمی فرود آید و اگر کار بد کردہ باشد در تن خرسے و یا ستورے و سگے شود باز در دنیا آید و ایں ہمہ وہمیات باطلہ و خویلات فاسدہ است دین اسلام ازیں بیزار است مطلقاً و دلیل اقوی برائے نفی تناسخ ایں است کہ اگر جان مرا پیش تعلق بہ بدنے بودے ہر آئینہ مرا علمے از احوال آں تن بودے و آنچہ گذاشت در خانہ تعلق ایں جانِ من بداں چیزے خبرے داشتمے چنانکہ شخصے اگر چند گاہے در شہرے بباشد چوں انتقال میکند البتہ علمے از آں شہر و از ہوائے آں و از زمین و خانہا و خلق آں مقام یاد او میباشد پس چوں ما را ہیچ علمے بحالتے پیشی ازیں تن نیست لابد پیش ازیں جان ما تعلق بہ تنے نداشت و بعد ازیں ہم نخواہد بود زیرا کہ قابل بفضل کسے نیست و نہ بدیں کہ ایں اول تن او است غیر ایں دیگر خواہد بود و ایشاں میگویند خدائے داند چند بار تنہا گذاشتہ ایم و بدیں تن رسیدہ ایم و تا چند بار ہنوز خواہیم گذاشت و نیز اجماع اولیا و انبیا و حکما منعقد بر ایں است کہ تناسخ باطل است

۳۷ **سوال (۳۷)** اگر ترا پرسند حشر قلوب خواہد بود یا نہ؟ **جواب** بگو چوں نفوس و قلوب و ارواح را موت نباشد حشر چہ معنی دارد و موتِ دل عبارت از حرمان اوست از فیضان نور اللہ در و و از حضور سعادت و کمالات دینی و دنیاوی علمی و عملی کشفی و یقینی دلِ ہر کہ بدیں موت میرد ہرگز زندہ نشود و ہرگز در آخرت حشر نہ شود ہمچنیں میت بماند قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ہر کہ کمالات در دنیا حاصل نکرد و بدرجاتِ حق نہ رسید در آخرت ہرگز نخواہد رسید ہمچناں محروم مبعود و مطرود خواہد ماند و ہر کہ دلش در دنیا زندہ شد و بکمالات روحانی و بانوار حقانی رسید لابد در آخرت زندہ خواہد بود او را ہم حشر نیست او خود زندہ است زندہ را حشر نہ باشد چنانکہ فانی دائم الفنا را حشر نہ بود و لیکن کیف ما کان حشر اجساد بود نہ حشر ارواح و قلوب و نفوس کہ ایشاں دائم مردہ اند چنانکہ نفوس کفار و یا ہمیشہ زندہ اند چنانکہ دلہائے

انبیا و اولیا خفته قبیل وانیکه گفتیم دلے که زنده است نمیرد و دلے که مرده است او زنده نگردد و او را حشر
نشود این سخن در لطائف قشیری است اولیاء الله لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار و آنکه مرداں گویند
سرہاے خفته و دلهاے بیدار هم بدین معنی است که گفتیم ۔

سوال (۳۸) اگر ترا پرسند اعادهٔ بدن موتی امریست که در دین واجب است وجوب آں چیست؟

۳۸

جواب بگو اجسام قابل وجود و عدم است چنانکه عدم محض بود اما بایجاد الله ابتداءً موجود شد و بعد وجود
باعدام الموجود القدیم معدوم گشت باز اگر آں موجودے که من اصله معدوم بود باز موجود کردند چه تعجب و استحالیت
بود این امرے ممکن است از روے عقل و مخبر صادق خبر کرده بوجود آں قطعاً پس اعتقاد آں واجب باشد
و جاے تامل و تردد نه بود و هرکه بانکار پیش آید همه جهالت در جهالت بود و شبهه منکراں این است که اگر
انسانے نباتے خورد و اعضاے اصلیه او درو منهضم شد اعادت آں خوندنی موجب ضیاع انسان
خاری پس ممکن نباشد و دفع این شبهه آنیست که حق تعالیٰ اجزاے اصلیه هر یکے جداگانه کرده از اعضاے
اصلی دیگرے و معتبر اعادت اعضاے اصلی او نه فاضله و هر یکے را با اعضاے اصلی خویش معاد خواهد شد
این جا یک سخنے ازین بیشتر میگفند که اگر زید عمرو را خورد و بدین اعضاے فاضله او غذا حاصل شد و نطفهٔ از آں
در صلب او جمع آمد و فراهم شد بعورتے از و فرزند مثلاً بکر زاد اعضاے اصلیه این فرزند شد و آں اعضاے
اصلیه عمرو بود پس اعادهٔ عمرو موجب ضیاع بکر بود و اعادهٔ آں فرزند موجب ضیاع عمرو بود و دفع این شبهه آنیست
که هر شخصے را عند الله اعضاے اصلی مقدر علیحده ثابت و موجود است چنانکه در حدیث آمده است که فرشته
را فرمان شود چوں نطفهٔ مردم در رحم زن جمع می آید قطرهٔ خاکے که از زمین مدفن او است بیارد و در آں
نطفه خلط کند خلقت عجب الذنب از آں بود و اعضاے اصلی او بالقوه هم از آں قطرهٔ خاکے است
چنانکه دانهٔ درخت بر مقدارے میباشد در حس نیاید ولیکن جمله اجزاے آں درخت بزرگ بلند و پهن
هم بالقوه درآں دانهٔ صغیر است اعضاے انسان همان قطرهٔ گل است علیحده از نطفه آورده انداخته
اند از آں عجب الذنب مخلوق شده و آں مایهٔ اعضاے اصلی او است و تخم انسان همان است و اما
نطفه بداں ترتیب و تقویت و زیادت نما و نمو بود آں نطفهٔ زید با اعضاے اصلی او عمرو خواهد شد

واعصابے دیگر از آں عجب الذنب خود خواہد بود کہ آں اعضاے اصلی اوست فعلی ہذا ہیچ استحالت در اعادت معدوم نیست از روے عقل و خبر صادق محقق شدہ فوجب القول بہا از حضرت بندگی خواجہ خود سلمہ اللہ تعالیٰ اشارتے لطیف و کلامے غریب در تفسیر ایں شنیدم رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ یعنی بعد بلا یہا و فنا یہا و صرورتہا ترابًا و رمادًا و بعد اکلہا لبعض الحیوانات کالکلب والذئب قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ الآیۃ او سوال کرد کیفیت بعثت بعد افتراق اجزاے میت شرقًا و غربًا و غذاے او بحیوانات دیگر و نمو چندیں ہزار دواب از وے و خلق چندیں مردم را انخلاق و پرانیدن باد از اجزاے گِل او باطراف عالم و خلط اجزاے حیوانات بعض دیگر چگونہ باشد علم الیقین دارد و عین الیقین میخواہد جواب شد کہ چہار پرند بیار و ایشاں را ذبح کن و اجزاے ایشاں را مخلوط کن یکجا بکن یک بر سر چہار کوہے بنہ و خود از دور ایشاں را بخواں چگونہ ہر یکے بصورت خویش بر ہیئت و صفت خویش بسر تو پوئید و از خود بینی کہ اجزاے مخلوط کردہ یکجا کردہ چگونہ فردًا فردًا بہ ہر یکے را پیوست و ہر یکے بمرکز اصلی خویش رجوع شد و ہر یکے بہیئت قدیمۂ خود باز گشت کذٰلک حشر اجساد نیز ہمچنیں خواہد بود و ہر چیزے از حیوانیے بجسد اصلی و ہیئت و بہ صفت خویش باز گشت غریب معنی است عجب اشارتے ایں ہاست خاصہ حضرت خواجۂ ماست سلمہ اللہ تعالیٰ عن الآفات ۔

۳۹ سوال (۳۹) اگر ترا پرسند اہل بہشت جرد مرد خواہند بود منور روشن و سفید پوست باشند واہل نار کیدنداں کافر مثل کوہ احد باشد و اندام بمقدار دو بدنِ اسپ تازی بمدتِ یکماہ بود و ایں قول بہ تناسخ است زیرا کہ آں بدن نیست کہ در دنیا بود ؟

جواب بگو مقصود اعادت اعضاے اصلیہ و ایجاد آں و آں باقی است در ہر دو فریق مگر آنکہ تغیر ضیع کنند و بٹے اجزاے اعضا را بے زیادتِ عذاب جزاے اعمال ایشاں را زیادت تر گردانند آں را مانع نہ ایم و ایں قول بر تناسخ نہ بود زیرا کہ بنظر اعضاے اصلی ہماں تن است و اصل تناسخ بہ اعضاے اصلی بہ تنے دیگر میگوید فافترق الحق والباطل بالزہوق ۔

۴۰ سوال (۴۰) اگر ترا پرسند صفت قیام قیامت چہ باشد ؟

جواب بگو در حدیث است کہ روز جمعہ باشد و آں جمعۂ عاشورا باشد یکے گوئی وانکہ ذرۂ از خیر بود بزمین نماندہ باشد مردم اشرار بوند از ایشاں عبادت اذان می آید وہمہ درآں باشند بطیب عیش و در سود وسودا و بیع وشری کہ ناگاہ نفخ صور شود و ہیچ یکے نشنود مگر آنکہ گوش بالا کند و گوشے فرود کند و اوّل کسے شنود شخصے باشد کہ اصلاح آبِ حوض میکرد او ہلاک شود وہمہ مرداں ہلاک شوند باز آبے آید بزرگ قطرہ ببارد اجساد برویند نفخہ دیگر شود بداں ہمہ زندہ شوند ناگاہ بینند زندہ اند عقلا و مجانین وصبیان وکفار ومومناں و حیوانات وجنبندگاں ارض وطیور و وحوش ہمہ زندہ شوند فرمان شود بیائید اے مرداں سوئے پروردگار از بہر حساب وجزائے اعمال روزے باشد کہ کودکاں از ہیبت آں روز پیر شوند وحاملہ بنہند غیر آدان و مردم مست نمایند و مست نباشند وہمہ پابرہنہ وگرد آلودہ باشند آفتاب را بہ پیچند و ماہتاب را بہ پیچید و غیر ایں زمین ویا بغیر صفت ایں بگردانند یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ

سوال (۱۴) اگر ترا پرسند صفت صور چیست ؟ ۱۴

جواب بگو ہمچو شاخ گاؤ کہ در وسوراخ ہا است بعد ہر یکے کہ از زندہ باشد ہر دیے بہر سور لخے بیروں آید و جائے باز بہ تیغے شود آں را اسرافیل در دہن گرفتہ نشستہ است منتظر فرمان نفخ چوں فرمان برسد او بدمد مرد و زن یکجا باشند ہمہ برہنہ باشند تا چناں دشوار باشد کہ ہر یکے را خبر از برہنگی وپوشیدگی دیگر نباشد و آفتاب بمقدار یک نیزہ روبروے سوئے خلق آرد طالع شود امروز بر چہارم آسمان است پشت ایں سوے کردہ و روے بالا گفتہ اند آں روز روے ایں سو باشد و بمقدار یک نیزہ برآید زمین ہموارے باشد سفید نشاں ہیچ چیزے بروے پیدا نبود و در مصابیح است از عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ روایت کہ حبرے از یہود بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد و گفت اے محمد نگاہ دارد سمٰوات را در روز قیامت بر اصبعے و ارضین را بر اصبعے وجبال را بر اصبعے و دیگر خلق را بر اصبعے واشجار را بر اصبعے پس بجنباند و بگوید اَنَا الْمَلِکُ این الملوک الجبابرہ پس تبسم کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدیقا لہ ثم قرأ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اینجا حکایات و روایات بسیار مختلف است و آں مجیب اختلاف احوال ناس و اختلاف اماکن باشد تا بہر شخصے و بہر جائے

چه کند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم را چنان که علم شده به خبرے خبر داده و آن مختلف است به حسب
اشخاص و احوال و اماکن و توفیق همیں طریق است و ایں اصلے بزرگ است دریں باب فتحفظ له و در روایتے
است که زمین چوں نان خبزه سپید باشد و در روایتے است که زمین بکلی رود و مردماں بالاے صراط باشند
و در روایتے است صحرا باشد هیچ علامتے نبود و در روایتے آمده است که مردم حشر کرده شود بر سه طائفه
بعضے راغب باشند و بعضے راهب و ترسنده باشند و دوگان بر یک شتر سوار باشند و سه گان
بر یک شتر سوار باشند و چهارگاں بر یک شتر سوار شوند و دوگان باشند آتش دوزخ پیش ایشاں دائم باشد و اول
کسے که جامه یابد روز قیامت ابراهیم پیغمبر علیه السلام باشد و دریں میاں بعضے از یاراں مرا بمن عرضه کنند و
ایشاں را بجانب چپ برند من بگویم ایشاں یاران من اند فرمان آید ایشاں بر سنت تو نمانده اند احداث
امورے کرده اند که بداں تو راضی نیستی پس من گویم بطریق بندهٔ صالح یعنی حضرت عیسیٰ علیه السلام وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ و کفار را حشر بر روے باشد ایشاں را بر روے رواں کنند و کسے که بپاے رواں
کند او قادر است که بر رو رواں کند و در روایتے آمده است که یدنو الشمس یوم القیٰمة حتیٰ یکون بمقدار
میل مراد ازیں میل سرمه بود و مردماں خوے کنند و در عضا دگر زمین خوے ایشاں برسد و ایشاں را چوں لگام
کنند بعضے را بپا رسد و بعضے را بتا لنگ رسد و بعضے را به کمر و بعضے را به سینه و بعضے را به دو
و بعضے خود بکلی غرق شوند به حسب اعمال و زمین اخبار از خویش کند و آں حکایت آں باشد که حکایت
اعمال ساکنان خویش کند خیر آں و شرًّا و بعضے در حشر پیاده باشند و بعضے سوار باشند خداے
تعالیٰ روز قیامت بهر فصل حکومات بر کرسی قضا جلوس کند و مردماں را از بهر حساب و وزن اعمال حاضر آرد
او مالک است هر چه خواهد در ملک خویش تصرف کند یکے را بے حساب در بهشت می فرستد در حدیث
آمده است یدخل من امتی سبعون الف رجل بغیر حساب و با بعضے مناقشه در حساب رود که من نوقش
فی الحساب فقد عذب و در حدیث آمده است هیچ یکے از شما نباشد مگر خدا با او فن کند میاں او ترجمان
نباشد و حجابے نباشد در است خود نه بیند مگر آنکه اعمال خود را و چپ خود نه بیند مگر آنکه اعمال خود را پیش خود
همیں بیند ایں سخت ترین اوقات باشد و نیز در حدیث است که خداے دل او نمونه کند پس وضع کف

براو کند داو را به پوشد پس گوید پس فلاں گناه میدانی وا گوید آرے یا رب بجمیع ذنوب
خود اقرار کند خدایے با او گوید پوشیدم ایں گناه ترا در دنیا و بخشیدم اینجا کتاب حسنات بدست راست دهند
۴ هم در حدیث است که ابوالامام باہلی میگوید که از رسول اللہ صلعم شنیده ام گفت که خدایے وعده کرده با من که در آرد در
بہشت طائفه از امت من بقدر ہفتاد ہزار بغیر حساب و با ہر ہزارے ہفتاد ہزار دیگر بمقدار یک حبیثه از حثیات
رحمٰن اعمر باشد در روز قیامت عرصه بود عرصه در آں جلال باشد و آں با کفار بود که انکار تبلیغ پیغمبراں کنند و عرصه
به اقار بیر بود که ایشاں مومناں باشند اقرار بذنوب خویش کنند و عرصه در آں نظائر صحف باشد در ہوا فاخذ
بیمینه و اخذ بشماله و ایں بعد فصل حکومات و قطع احکام که حکم به سعادت شد بدست راست او پیراں از ہوا
بدبختش خواہد آمد بغیر احساس و کذ لک عکس روزے ام المومنین عائشه رضی اللہ عنہا آتش را یاد کرد گریست
گفت پرسیدم که شما اہل خود را یاد خواہید کرد گفت یاد خواہیم کرد اما سه محل کیے ہر کیسے را یاد نه کند در وقت
وزن اعمال به میزان تا معلوم شود که کدام پله خفیف شود و کدام گراں و نزدیک که کتاب بدست راست
دہند یا چپ دہند یا از پشت و نزدیک صراط چوں نہاده شود بر پشت جہنم۔

۴۲ **سوال (۴۲)** اگر ترا پرسند میزان چه صورت است؟

جواب ۔ ہیں میزانیکه داریم چوبیکه راست در میاں بسته و دو پله ہر دو طرف و سکان ریسماں متصل
بدو کرده عین آں صورت فرو ابیش آرند و بداں وزن اعمال کنند و آنکه وصف آں میزان کنند چوب زر و
ریسماں چنیں آں سخن دیگر است و معتزله و حکما ایں صورت را منکر اند و میگویند مراد ازیں اظہار عدل است
چنانکه میزان العروض یعنی چنانچه در میزان عروض مصراعے را با مصراعے برابر میکند و در است میکند و زیادتی و کمی
معلوم میکند ہم ہمچنیں اصطلاحے خاصے است که تسمیهٔ او میزان کرده و ایں صورت نیست شیخ محمد غزالی صاحب
احیا و شیخ محی الدین اعرابی با ایشاں یار اند ما میگوئیم حق حقیقت ایں است که ایں صورت است معنی ایں صورت
اینکه شما میگویند انیصورت امرے ممکن است مخبر صادق خبر به یقین داد انکار فائیده نباشد۔

۴۳ **سوال (۴۳)** اگر ترا پرسند وزن اعمال باشد یا وزن صحف وزن اعمال ممکن نیست زیرا چه عرض
است جثه ندارد که وزن کنند وزن صحف خود بریں عده ظاہر نشود زیرا چه شاید کاغذے سطر باشد و کاغذ تنگ

وقلمے باریک وقلمے سطبر بود وکذلک اختلاف ورق وسطور نیز ممکن است عدل بریں ظاہر نشود۔

جواب۔ بگو بعضے گفتہ اند ما قائلیم بوزن اعمال شویم ولیکن مشتغل بہ کیفیت نہ شویم و بعضے وزن عمل میگویند و بعضے جزاے اعمال رامیگویند و بعضے گفتہ اند کہ خداے قادر است در صحیفۂ اعمال کاغذے وحروفے وسطر وقلم رابرابر گرداند کہ ہیچ تفاوتے بہ تنگی وسطبری نبود مخبر صادق خبر کردہ بدیں ایمان آوردیم ونیز خداے قادر است کہ در صحیفۂ حسنات گیسے ثقیلے پیدا آرد ودر صحیفۂ سیئات گیسے خفیفے پیدا آرد مطلوب اظہار حق والزام حجت بر واست وخداے قادر است ایں اعراض رامخلوق بصورت جثہ کند آں جثہ بمقدارے گرداند کہ یکے با دیگرے برابر ویا کم ویا بیش آید۔ اینہم ممکن ومخبر صادق خبر کردہ فائدہ انکار معتزلہ وحکما خیرے نباشد۔ ایں انکار نص قطع است وایں تاویل میکنند میگویند مراد ازیں وزن اظہار سعادت وشقاوت است وآں حقیقی نیست امّا اینقدر بباید دانست مردے درخواب بیند عورتے اورا شکری دہد معبّر تعبیر میکند کہ اورا از دنیا رزقے خواہد رسید اکنوں رسیدن رزق اللہ تعالیٰ متمثل کرد بصورت عورتے ودادن شکر بریں قیاس کند وزن اعمال راقبرا حضرت مخدوم میران وزن اعمال را بیانے باستقصا کردہ در حدائق الانس چوں مطالعہ کردہ باشی ترا درآں شبہے نماند ودرحدیث است کہ خداے بابندہ در روز قیامت ملاقی شود گوید اے فلاں ترا بزرگ گردانیدم وزن وفرزند تو دادم وخیل وابل مسخر گردانیدم تو مرا فراموش کردی من ترا فراموش نکردم وبار دیگر گوید او گوید کہ من نماز کردم وروزہ داشتم وصدقہ دادم وایں ہمہ دروغ بود اکنوں شاہدے از تو بعث کنیم درخود فکر کند کہ گواہی کہ خواہد داد ناگاہ دست در تکلم آید پاوراں واعضاے دیگر سخن کند بدانچہ او کردہ است او گوید ہلاکی بر شما باد واز بہر شما حجت می گفتم شما اقرار کردید انطاق جوارح غیر لساں امرے ممکن است ومخبر صادق خبر دادیں قول بداں واجب باشد وایمان بداں فرض و بعضے گفتہ اند ایں نیز معتبر است بدیں کہ ظاہر شود از ایشاں انچہ ظاہر بیشود بنطق ناطقاں و بعضے گفتہ اند فرشتگاں راموکل کردہ اند بر ایشاں کہ ایشاں نطق کردہ اند ودر حدیث۔

است کہ بندہ بتمام گناہاں گرفتار شود یک موئے از چشم او بجہد بگوید خدا وندا روزیے از خوف تو گریستم خدا ئے بدال شہادت آں شعرا در اگشند فرمان شود تو بسعید ہذا عتیق اللہ بشعرہ ۔

سوال (۵۵) اگر ثواب ہذا اعمال موجب جزا است یا علامت یا سبب ؟

جواب بگو مذہب معتزلہ انیست کہ موجب جزا اند خدا ئے تعالیٰ را واجب است کہ جزا بد ورنہ ظالم باشد لائق الٰہیت نبود چہ ہیچ مذہب است وچہ سہل سخن است ہر گز عاقلے متفکر نہ گوید زیرا کہ از خدا ئے بر ما تخفیف آمد از ما بر خدا ئے اجرا لازم شد بداں ماند کہ زید عمرو را بمواجر در خانہ خود برد کار سے فرماید و بہ اجرت بروکار لازم شود بدین اجرت پس خدائی وبندگی از میانہ خاست نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ومن شر ہذا الظنون ۱۰ تا بعضے فقہا علامت گویند یعنی ہر کہ موفق بکارہائے نیک باشد علامت آں بود کہ نیکبخت است در ازل وہر کہ بر خلاف بود کلام نیز بر خلاف بود کہ گفت در حدیث السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ فقیل افلا نتکل علیٰ ذلک فقال لا اعملوا فکل میسر لما خلق لہ اے موقوف لما خلق لہ و بعضے گفتہ اند اعمال موثر است مر جزا را ظاہر آیت قرآن واحادیث بداں ناطق کہ بما کسبت ایدیہم وبا سبب تعاعۃ کند جزاء بما کسب وعلیٰ ہذا انہا بر آیات واحادیث اکثر فما یحصی فی ہذا الباب یعنی خدا ئے تعالیٰ در ایمان تاثیر ایں داد کہ موجب سعادت ابدی باشد ومالک بہشت شود و خالد بماند وتاثیر نماز وصوم وسائر اعمال حسنہ رشادہ ترقی درجات وتصفیہ باطن بخشندہ آنکہ بذات خویش موجب اند ایشاں از آں تخلف نکنند وکذالک در افعال شکر را شیریں گردانید ہر کہ خورد کامش شیریں شود دلش قوی گردد ودر زہر تاثیر موت داد ہر کہ خورد بمیرد ایں ذاتی نیست بعضے جعلی است اگر خواہد درچلے اثر بر گیرد باشد زہر خورد نمیرد و باشد کہ شکر خورد دہن شیریں نشود ایں ہمہ بفعل اللہ واختیارہ باشد ہم بریں حق است کہ مشائخ گفتہ اند الشاہدات موارث الجہاد ات وآیات واحادیث سمعیہ وارد اند بدیں قول ظاہر باشد ومراد ازیں سبب خاصیت وتاثیر است وتاثیر خاصیت بسبب نسبتے دارد واختیار مشائخ صوفیہ ہمیں است و بعضے گفتہ اند آنچہ کہ در قرآن آمدہ است مقصود تخویف مجرد است بحقیقت سلاسل واغلال و تعذیب وتہوین

انسان مطلوب نیست زیراکہ ایں ضرر است بحالِ انسان وارحم الراحمین لایلیق بہا ایں وامثال ایں حشو ہا میگویند اجماع اہل دین واہل جد وعقل وظاہر احادیث ونصوص قطعی بدیں وارد است بالحق والحقیقت خواہد بود ومنکرِ آں کافر باشد باجماع اہل اسلام وبعضے گویند تعذیب کافر مستحسن بود گناہ عظیم ترین بجا آوردہ است اما بر مومنان فساق مستحسن نباشد وانہم خروج از اجماع اہل دین است ونیز خداوندے کہ از محض عدم در وجود آورد ورزق داد وپرورد وعقل داد وقوت داد تا بجائے کہ قوت طاعت وعصیاں آمد ہمہ کفراں ورزید قائل بہ خدائے دیگر شد طاعت وے ترک کرد بدیگرے عبادت کرد ویا در تکلیفات تقصیرے کرد چہ گوئی از روے حکمت وعقل مستحق عذاب وعقاب برحسب گناہ باشد یا نہ باشد وآنکہ بکرم خویش عفو کند تواند کرد اما کافر انباشد از روے عقل بعضے گفتہ اند از روے سمع اما آنکہ در قرآن خبر دادہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ الا بالتوبۃ او بدونہ ودیگرے در بہشت او باشد واگر خواہد بقدر ذنب بسوزد وآں حسن باشد وحکمت باشد اگر خواہد محض کرم عفو کند بے عذاب در بہشت بر زد[۵] وبعضے گفتہ اند خلف در وعید روا است زیراکہ کرم است وخلق خلف در وعید وعدہ روا نیست زیراچہ او امر است وصحیح اینست کہ وعدہ وعید خبر اند ودر وعدہ وعید خلف روا نباشد۔

سوال ۴۵۔ اگر ترا پرسند صراط چہ باشد؟

جواب۔ بگو چیزے است ممدود بر پشت جہنم کہ ہمہ را ورود بداں ہست بعضے چوں برق روند وبعضے چوں اسپ تازی شتابندہ وبعضے چوں باد وبعضے ماشی وبعضے چوں مورچہ وآں باریکتر از موئے باشد وتیز تر از سیف وگذشتن بر آں جز تقدیر اللّٰہ وخلقہ واقتدارہ نباشد وبعضے ہمچوں داوئی واع باشد ودر حدیث است کہ در بہشت در آید مردے باشد کہ میرفت بر صراط بارے بر روئے می افتاد وبارے بپا میرفت ونار اورا می رسید چوں از و بگذرد بگوید حمد مر خدا ئے

---

۵ در نسخہ نمبر (۱) عبارت انچنیں است " وبعضے گفتہ اند خلف در وعید روا نیست زیراچہ در وعید او خلف روا نباشد۔

را مرا ازیں خواص بخشید و یعنی معتزله و جهمیه ایں را منکر اند سیر بر تیز تر از تیغ و باریکتر از موی ممکن نباشد جواب ایشاں ظاهر است که ممکن نباشد عادةً اما نزد عقلا ممکن است که حرکت سریع در انسان پیدا آرد که بداں براں بگذرد و آنکه سریع نباشد حرکتے باشد در رنگ و تیغ نیز و باریکتر از موی بتوفیقه میگزرد بدرنگی آں هم ممکنات عقلي است و مخبر صادق خبر کرد اعتقاد کردن برین واجب اند

ف بطی

۴۶

سوال ۴۶ - اگر ترا پرسند صفت حوض کوثر چیست ؟

جواب بگو در حدیث است که حوض من دور تر از ایله باشد تا بعدن و آں دو مقام که مسافت بعید دارند آب او از برف سفید تر است و از شهد شیریں تر و آوند او اکثر از عدد نجوم و من مرداں را خواهم راند از آں چنانکه یکے از شما از حوض خود مرداں را مي راند صحابه گفته اند یا رسول الله مارا در روز قیامت خواهي شناخت گفت آرے بر پیشاني شما غر محجل باشد سفید رو باشید و منور باشید از اثر وضو اباریق از زر باشد و از نقره بر شمار ستارگاں و از بهشت ناودانے بکشاینند نهر در آں حوض از آں باشد یکے از زر باشد دوم از نقره من مقیم بر شما بحوض هر که بگذرد بر من بیاشامد هرگز تشنگي در عرفات بر و نرسد طائفه باشند مر ایشاں را مي شناسم و ایشاں مرا مي شناسند با منع میان من و میان ایشاں آید بگویم ایشاں از آنِ من اند مرا گویند تو نمي داني که ایشاں بعد تو چها کرده اند و بیراه نمانده اند من بگویم دوري باد از من ایشاں را که سنت مرا تغیر کرده اند و راه مرا گردانیده اند و در حدیث است چوں فارغ شود حق تعالی از قضا میان مرداں و خواهند بیروں آرند آناں را که ایمان دارند فرشتگان را فرمان شود که هر که اثر سجود دارد بیروں آرید و آتش همه را خورد موضع سجود نخورد ایشاں را بداں علامت بیروں آرند آب حیات از نهر الحیات بر ایشاں بریزند ایشاں رسته گردند چوں گیاه کناره سیل هر دے میان جنت و نار بماند مردے باشد که ریش سوے دوزخ بود و بگوید خداوندا بگرداں روے مرا از جانب آتش که بوے او مرا رنجانید تیزي او مرا سوخت خدا تعالی با او گوید اگر با تو ایں کنم دیگر چیزے از من نخواهي عهد کنند که نخواهم چوں رو بسوے بهشت کند بوے بهشت در دروح او در دماغش آید مقدارے از وقت ساکن ماند طاقتش نیاید در آید بگوید خداوندا مرا در بهشت

بر خداے باد گوید نہ کہ عہود و مواثیق استوار کردی کہ بعد ازیں مسالہ نکنم گفت خداوندا بکرم خویش
مرا محروم ترین بندگان خود مگردان خداے فرماید اگر ایں مسئول اجابت کنم دگر نخواہی باز عہود
و مواثیق استوار کند ہمچناں شود کہ در باب بہشت برند چوں در باب بہشت رود تماشا سے
باغ و حور و قصور بیند مقدارے ساکن ماند باز طاقتش از صبر رود بگوید خداوندا مرا در بہشت در آر
خداے تعالیٰ گوید چہ غداری اے ابن آدم چہ شد ایں عہود و مواثیق گفت خداوندا مرا محروم ترین عباد مگردان ہمچنیں
سخن میگوید کہ خداے تعالیٰ ضحک کند بعدہ اورا اذن بدخول بہشت کند و بگوید آرزو کن آرزو کند بحدے
کہ جملہ آرزوہا منقطع شود تا خداے تعالیٰ اورا می دہاند و آرزو ہاش بدو میدہد و بگوید ایں ہم چندیں دیگر با ایں
ترا دادم و در حدیث است طائفہ باشند کہ در بہشت در آیند بشفاعت من و ایشاں را آتش در یق
رسیدہ باشد فقال لہم الجہنمیون۔

سوال (۷۴) اگر ترا پرسند در بہشت ایں نام ایشاں را موجب تبغیض نباشد و از بہشت و انہ
نعیم است تبغیض در وے نبود؟

جواب بگو شاید کہ ہمیں موجب عظمت و عزت ایشاں باشد کہ ایشاں آنانند کہ بشفاعت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خلاص یافتہ اند خاصہ مشفوعان او اند کہ برائے ایشاں شفاعت کرد
و ایشاں را بروں آورد و ایشاں را آں موجب عزت و عظمت باشد نہ موجب حرمان و ذل و ہمچنیں انہ
اشارت بریں باشد کہ ایشاں آنانند قہر خدا را مشاہدہ کردہ اند و چشیدہ اند عذاب را نیکو شناختہ اند
چوں در بہشت آمدند چندے تقیضے دیدند آں لذت یافتند کہ بہشتیاں دیگر را نیست و ہم چنیں نعمت
بیشتر باشد و معرفت زیادت تر زیرا چہ ایں بداں ماند کہ شہد بعد حنظلیے بخورند و در حدیث است کہ
شخصے را حکم شود و جنت را بہ بیند جائے خالی نیابد فرمان شود برو در آسمے ترا مثل آں دہ چنداں دنیا
مقام در بہشت دادم باز گوید خدایا بہشت پر است باز ہماں فرمان آید او گوید خداوندا معاملہ ساخراں
میکنی تو بر من و تو ارحم الراحمین ابن مسعود انجا خندید و گفت کہ رسول اللہ گفت کہ خداے انجا ضحک کرد
او اندک ترین محروم باشد در بہشت از روے مرتبہ و نصیب۔

الراحمین

۴۸ سؤال (۴۸) اگر ترا پرسند بهشت و دوزخ این زمان مخلوق و موجود هستند؟

جواب بگو آری این زمان موجود و مخلوق هستند بنا بر ظاهر نصوص که تنصیص بر اعداد وجود ایشان کرده پس عدول بتاویل برای که تحقق بود بلفظ ماضی آورده شد ضایع باشد بعضی میگوید که این زمان موجود نه اند اما مخلوق خواهند شد در روز قیامت از سبب تحقیق بلفظ ماضی ذکر کرده شده و اهل ایشان ابدی باشند همیشه هرگز فنا نه پذیرند و خلاف جمهور که ایشان میگویند فنا پذیرد و این خلاف قرآن و نصوص قاطعه است قوله تعالی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ مراد ازین فانی بذات است یعنی باستحقاق نفس خویش من حیث هو هو کل شیئ فانی است جز ذات باری و آنکه چیزے را باقی دارد او را قابلیت فنا باشد بذات و مخبر صادق بداں خبر میدهد ایمان بداں واجب آید و انکار آں روا نه بود و ثواب اهل جنت همیشه باشد آنا جهمی میگوید که منقطع شود بسکون دائم که آں موجب لذت باشد اهل بهشت را موجب الم باشد مر اهل نار را آثار این تنعیمات و تعذیبات که در حدیث آمده است و در قرآن مطلوب است تمام خواهد شد و این دعوی بلا دلیل و حکم بلا حجت و جهمیه میگوید اگر اهل بهشت باشد خدائے تعالی عدد انفاس ایشان بداند یا نداند اگر بداند عدد لا متناهی و الستن جهل و اگر نداند هم جهل لازم آید جواب بگو علم شیئ چنانکه آں شیئ است و لهذا چوں آں شیئ متغیر باشد علم بداں همچناں بود که آں شیئ است که آں را نهایت است و انتهائے که در وجود می آید علم بداں متعلق میشود و حدوث آں متعلق موجب حدوث صفت علم و با ذات الله نبود و تحقیق این بالا رفته است در فصل صفات ۔

۴۹ سؤال (۴۹) اگر ترا پرسند وصف جنت و اهل او چیست؟

جواب بگو در حدیث ابو هریره روایت کرد از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم گفت قال الله تعالی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرؤا ان شئتم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ و رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که مقدار موضع تازیانه از جنت بهتر از دنیا و آنچه درو دست و اگر یک زنے از زنان اهل جنت پیدا آید بر اهل زمین روشن کند آنچه میان آسمان و زمین است و ببوی خوش معطر گرداند و اینکه بر سر او باشد بهتر از دنیا و آنچه درو ست و فیه ایضاً

در بہشت درختے باشد کہ سوار در سایۂ او یکصد سال برود و آں تمام نشود و مقدار یک گوشۂ کمان از
بہشت بہتر از دنیا و در بہشت مومن را خیمہ باشد طول او شصت میل بود و در ہر گوشہ مر او را اہل باشد
یکے مر دیگرے را نہ بیند و دو باغ باشد یکے برنگ زرد و یکے برنگ نقرہ و میان بندہ و خدائے تعالیٰ
حجاب نباشد جز کبریا و در بہشت صد درجہ باشد ہر درجہ بدرجۂ دیگر زمین و آسمان باشد و بالائے او
عرش بود و فردوس اعلیٰ درجات بہشت باشد انہار جنت از و رواں شود و چوں از خدائے تعالیٰ
جنت بخواہند فردوس بخواہند و فیہ ایضاً اول زمرہ کہ در بہشت در آیند بصورت ماہ چہاردہم باشند
پس ایشاں بر صورت ستارہ باشند متفق بہ یک دل باشند ہر یکے را دوگان جفت باشد
از سفید پوستان بزرگ چشمان کہ مغز ساق ایشاں از بیروں استخواں و گوشت دیدہ شود از غایت لطافت
و حسن تسبیح گویند بامداد و شبانگاہ تمتعاً و تنعماً بذکر اللہ لا تکلیفاً و تعنیفاً ہیچ وقتے رنجی نشوند و بول نکنند
و خیو نہ اندازند آوند ایشاں از زر و نقرہ باشد و سوختنی دیگ ایشاں درخت عود باشد و بوئے مشک باشد
بر صورت آدم باشند طول ایشاں شصت گز باشد و ہضم طعام او از آروغے و بادے و بوئے خوش از تن
ایشاں بیروں آید و خوشبو شود ہمچوں مشک اندوہگیں نشوند جامۂ ایشاں کہنہ نشوند و جوانی ایشاں فنا نپذیرد
اہل بہشت یکدیگر را بہ چندیں تفاوت درجات تا بحدیکہ مشرق از مغرب بتفاوت اعمال خویش بینند و
بہ چیں کہ ہر گز یکے از خود دیگرے را منعم تر نداند ہمہ خود را بہ نعمت منعم دانند کہ دیگرے نبود و الا تنغیص شود و بہشت
بہشت نماند ایں حکمت عظیم است و اینجا عشرے بزرگ جز عارفاں نتوانند در دل بدل دانند و توضیح
آں فہم عوام طاقت ندارد گفتند یا رسول اللہ ایں درجۂ انبیا است گفت آرے ہر کہ انبیا را اتباع کند
بدرجۂ ایشاں رسد بدولت اتباع ایشاں خدائے با ایشاں گوید اے اہل بہشت شما راضی شدید یا نہ گویند
خداوندا ما را چہ شدہ است کہ راضی نشویم چیزے دادی ما را کہ کسے را نہ دادی بہر یکے ایں سخن بگوید خدائے بگوید
افضل ازیں چیزے دگر بدہم گویند افضل ازیں دیگر چہ باشد فرمان شود از شما راضی شدم کہ ہرگز ناخوشنود نباشم
ادنیٰ درجات اہل بہشت شخصے باشد کہ او را بگوید آرزو بکن او آرزو بکند پس با او گوید ترا است آنچہ آرزو
بردہ و ہم چنداں با او سیحان و جیحان و نیل و فرات ہر یک از جویہائے بہشت است و میان دو نخچہ

در راه چهل سال باشد ابو هریره گفت من از رسول الله پرسیدم از چه آفریده شد بهشت گفت خشتے
از نقره و خشتے از زر وگل او مشک اذفر و سنگریزه از مروارید و یاقوت میان هر درجه راه صد سال باشد
در بهشت صد درجه اگر عالمیان جمع شوند در یکے از ایشان هر آئینه بگنجند هر مردے را قوتِ صد مرد باشد از جماع
اگر مقدار یک ناخن از اهل بهشت ظاهر شود آراسته شود میان مشرق و مغرب دنیا و میان زمین و آسمان
اگر مردے از اهل بهشت دست در زمین خود ظاهر کند نور او شمس را محو کند چنانکه نور شمس نور ستارگان را
محو کند و اهل بهشت بے موے اندام و بے ریش سرمه چشم و سی ساله و یا سی و سه ساله باشند سدرة المنتهی
در بهشت درخت کنارے است که در سایه یک شاخ او سوار صد سال برود و برو پرندگان باشند بزرگ در
جانِ نیستے که میوه هم چو سبوِ بزرگ باشد و در بهشت اسپان باشند از یاقوتِ سرخ بپرند در آنجا که
خواهد شخصے پرسید که شتر هم باشد گفت آنچه تو خواهی برائے تو خواهد بود اهل بهشت صد و هشت
صف باشند مراد ازیں کثرت است هشتاد صف از امت محمد صلی الله علیه وآله وسلم باشند
و چهل از امتانِ دیگر ایں نیز عبارت از قلت و کثرت است یعنی امت محمد در بهشت بیشتر باشند از
امتانِ دیگر و از امیر المومنین علی رضی الله عنه منقول است در بهشت بازارے باشد که در وے هیچ فروخته
نه شود جز صورتِ خوب از رجال و نساء هر صورتے که خوش آید بخرد بپرد و اندک درجه اهل بهشت شخصے
باشد که او را هشتاد هزار خادمه باشد و هفتاد و دو زن برائے او را از زینه از لولو و زبرجد و یاقوت
و مقدار مسافت یک خانه مسافت شهرے باشد از شام هم گویند که همه جوان باشند بر سر اهل بهشت تاجها باشد
از مروارید و زبرجد میان مشرق و مغرب بداں روشن شود و چوں مومن آرزوے ولد کند در بهشت
حمل و زادن و بزرگ شدن او یکساعت باشد امام اسحق بن ابراهیم در یں حدیث گفته اگر آرزو کند بیابد
ولیکن نه کند و ایں آرزو در دلِ مومناں نه اندازند و در بهشت جمعے از حور عین باشد رفع صوت کنند سرود
گویند که هیچ شنیده مردم آں الحان نه شنیده اند ایں الفاظ میگویند ما همیشه زنده ایم هرگز نمیریم و ما خوش باشیم
اندوهگین نه شویم و ما همیشه خوشنود باشیم و ناخوش نه شویم وقت خوش کسے کہ ما از آنِ او باشیم و او از آنِ ما باشد
در بهشت جوئے آب و جوئے شهد و جوئے شیر و جوئے خمر باشد از آں انهار بیروں آید خانه بخانه دلها

جو بگنجد

شود و در صفت بهشت و اهل بهشت اخبار و احادیث و حکایات و قصص آن مقدار است که قابل ضبط
نبود ولیکن اختصار هم بر احادیث صحاح کرده شد که معتمد اهل دین و مقبول اهل یقین است و اما صفت دوزخ
و اهل آن هم از احادیث کتاب الله مذکور است چندے گوئیم و اختصار هم بران کنیم رسول الله صلی الله
علیه وسلم فرمود نار شما جزوے باشد از هفتاد جزو از نار جهنم گفتند یا رسول الله اگر همین بودے [illegible]
سخن کافی بودے گفت زیادت است بریں به نود و نه جزو و هر جزو در گرمی چو دیگرے باشد گفت
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دوزخ را گرفته با هفتاد هزار مهار بیارند و بر هر مهار هفتاد هزار فرشته
باشند که بکشند او را و آسان ترین اهل نار تخفیفے باشد که او را دو نعلین بپا زنند و بجد از آتش سازند که جوش
دماغ او بجوشد چنانکه دیگ مسین بجوشد هیچ یکے را از خود سخت تر عذاب نه بیند و در واقع اهون تر باشد
مردے را از منعمان دنیا بیارند و یکبارے بدوزخ بیندازند بکشند بپرسند هیچ راحتے وقتے بر تو
رسیده بود در دنیا همه را بجنب این ساعت فراموش کند گوید هیچ وقتے راحتے را یاد ندارم گفت
میان دو دوش کافر مسیرت سی روز باشد مراکب شتابنده را و دندان کافر چو کوه احد باشد و بزرگی
جرم او مقدار مسیرت سی روز آتش دوزخ افروخته شد هزار سال تا سرخ شد هزار دیگر افروخته شد
تا سفید گشت هزار دیگر افروخته شد تا سیاه مظلم گشت و در روایتے دیگر دندان کافر مثل بیضا
باشد و بیضا نام کوهے است در حد [illegible] و نشستگاه او مسیرت چند روزه باشد ربذه نام مقام است در [illegible]
دیگر مقدار مکه از مدینه و زبان کافر مقدار فرسخ و فرسخین باشد بیرون آمده بود رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم فرمود که صعود نام کوهے است در دوزخ هفتاد سال بر وے بر آیند و هفتاد سال فرود آیند در تفسیر
قوله تعالی کالمهل یشوی الوجوه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرمود روغن زیتے باشد چون به نزدیک
روئے ایشان آرد از حرارت آن پرکاله روئے ایشان فرود افتد آب گرم بر سر و روئے ایشان و بر سر ایشان
ریخته شود در شکم ایشان در آید بشکند آنچه در شکم ایشان است هر بار [illegible] کرده شود آب را بخورانند
بگرمی همچنان باشد که چون نزدیک ایشان کنند روئے ایشان بریان شود و پرکاله گوشت سوخته
بزمین افتد چون در شکم رود روده ها پاره بشکند و از راه دبر بیرون آید چون فریاد بر آرند مثل [illegible]

راکب شتابنده

آب بیره و گرم بخورانند میان دوزخ هفت دیوار باشد سطبری هر دیواری بمقدار چهل سال راه باشد
اگر یک ... آب گندیده دوزخ در دنیا بریزند جمله دنیا گندیده شود اگر یک قطره از زقوم نام درختی
است در دوزخ بچکد حیات بر اهل دنیا فاسد گرداند پس چه باشد حال آن کسانی که طعام ایشان خواهد بود
اهل نار تا شتالنگ در آتش باشند بریان کنند آتش روی ایشان را تا بجایی که لب بالا تا میان سر رسد
و لب فروزینه تا میان ناف رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود ای اهل دنیا بگریید و گریه کنید خود را
بچشم گریان دارید زیرا که دوزخیان گریه کنند چنانکه از چشم ایشان آب روان شود تا آب تمام شود خون
آید بعد از آن چشم ها ریش باشند بعد از آن روان شود که اگر کشتی روان کنند روان شود و گفت رسول الله صلی الله علیه
و آله وسلم که بر اهل نار گرسنگی اندازند بعد از آن عذابی که دارند از انواع تعذیبات این گرسنگی بمقابله همه
باشد فریاد کنند طعام بر آرند طعام بر ایشان بیاید که فربه نکنند و از گرسنگی خلاص نشوند گلوگیر باشد یاد آرند
اگر در دنیا طعامی گلوگیر شدی آب بخوردند طعام فرو می رفتی آب می طلبند آب گرم بانگیز آهنی
چون در شکم رود آنچه در شکم باشد پاره پاره گردد فریاد به خزنه دوزخ کنند ایشان گویند بر شما انبیا نیامدند
و بر شما پند نیاوردند شما چرا قبول نکردید و بر آن عمل نکردید گویند ما را خدای بمیراند بهتر باشد خدای
جواب گوید شما همیشه بر این حال خواهند بود و اعمش گوید میان سوال ایشان از مالک و جواب او از خدای
هزار سال باشد و گویند که یکدیگر بیایید بر خدای بگوییم بهتر از و بر سر ما کسی نباشد گویند خدایا بدبختی
ما بر ما غالب شد و ما گمراهیم ما را از این مقام بیرون آر بار دیگر این گناه کنیم هر آئینه ظالمیم خدای گوید-
اخسئوا فیها ولا تکلمون دور شوید با من سخن بی معنی و مهمل و بی توجه و بی فایده مگوئید و خوار باشید هم در
نار و بدان حال که هستید اکنون بنالید بزارید و خیال خلاص از دل خود منقطع کنید در دوزخ وادی است
او را هب هب گویند جباران و ظالمان را آنجا خواهند داشت ما اردنا ایراده من المسائل الکلامیة فی الرسالة
الاسلامیة تقبل الله منا و ضاعف لنا اجرنا بحرمة النبی و آله الامجاد فلیکن ختم امرنا علی کلمة اشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله و اشهد ان الجنة حق و النار حق و الحوض حق و الصراط
حق و المیزان حق و الساعة حق و ان الساعة آتیة لا ریب فیها و ان الله یبعث من فی القبور و تقبل

الی اللہ متضرعاً فنقول اللّٰھم انا نسئلک الجنۃ ونعوذ بک من النار برحمتک یا عزیز یا غفار یا کریم یا ستار یا رحیم یا بار اللّٰھم اجرنا من النار یا مجیر ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔

غلط نامہ کتاب العقاید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲	۲	کجا	کے	۵	۲	آمدان	آمدن
۵	۸	تمیعاً	جمیعاً	۵	۱۳	نبمجلس	بمجلس
۵	۱۶	برأت	برأت	۶	۷	تقویت	تقویت
۶	۲۱	کمال ونفس	کمال وزنفس	۸	۱۶	بنیوز	بنور
۱۳	۹	صفت بہ قبیح	صفت بہ تقبیح	۱۶	۱۳	قلبیہ	قلبیہ
۱۷	۱۷	تعالی است	تعالی تحالی است	۱۹	۱	والقرذت	والقرات
۲۰	۹	صتر	ستر	۲۲	حاشیہ	۳۳	۳۴
۲۴	۱۰	شرح	شرع	۲۶	۱۲	یامردم	بامردم
۲۷	۱۴	خیہ ا	خیراً	۲۷	۶	یارورقہ	بارزقہ
۲۸	۱۳	طیبۃ	طیباً	۲۹	۴	منغض	منقص
۲۹	۴	تنغیض	تنقیص	۳۰	۷	دہم در	ہم در

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۱۶	یاقیناً	اِقینا
۳۵	۱	کرند	کنند
۴۴	۱	قلیف	تلطیف
۴۹	۱۸	دو صد	و صد
۵۲	۱۴	نقشان	لقشان
۶۵	۲	لدرج	لورج
۶۶	۱۳	ورج	روح
۶۷	[illegible]	نور روح	نور دوح
۶۸	۱۳	فلیکتبه	فلیکتبه
۶۸	۱۸	وزر اشه	وزر واسله
۷۵	۴	خوایاما	خدایاما
۷۸	۱۴	فکیکره	فنشکره
۸۰	۴	سبیتا	سیسه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۱۸	اغلبها	اغلبها
۳۷	۱۷	تکلّ	تکلّ
۴۴	۹	تَجوِ دانه	تَجوِ دانَکَ
۵۰	۱	کرد	آن ملاقات روحی بود بعد موت نبی خضر چون پیدا شد ملاقات روح با روح محمد رسول اللہ کرد۔
۶۳	۱۴	تجمل نه تواند	تجمل نتواند
۶۵	۲۰	شود ردخرق	شود دخرق
۶۷	۱۵	حکم آدمی شود	حکم او میشود
۶۸	۵	اهتدی ای	اهتدی ای
۶۸	۱۵	نمی سپارند	می سپارند
۷۴	۸	البذی	الذی
۷۵	۶	الحد	لله
۷۶	۱۳	برحاشیہ	در محفظه
۹۷	۲۰	اضطراری	اضطراری

کتاب العقائد کے ملنے کا پتہ

مہتمم صاحب اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

قیمت

یک روپیہ چہار آنہ علاوہ محصول ڈاک

فَھٰذا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِیْماً

کتابُ العقاید

از تصنیفات

حضرت سید السادات قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین مخدوم

سید اکبر حسینی المعروف بہ سید بڑے قدس اللہ سرہ العزیز

خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم

سید صدر الدین ابو الفتح محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بتصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ایم اے بی ای

ناظم وظیفہ یاب سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در معین پریس واقع بازار عیسے میاں حیدرآباد دکن طبع شد

در سلسلۂ برکات عہد عثمانی ادامہ اللہ تبارک و تعالےٰ

از کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف شایع شد

جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ